درس 1۔ دعا۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ اللھم صلّ علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ و بارک و سلِّم۔ربنا یسر لنا ھٰذ الکتابَ و لاتعسرہُ و تمِّمہُ بالخیر و بک نستعین۔یا فتّاحُ یا علیمُ

ربنا یسر لنا ھٰذ العلمَ و لاتعسرہُ و تمّمہُ بالخیر و بک نستعین۔یا فتّاحُ یا علیمُ۔

ربنا یسر لنا ھٰذ الکتابَ و لاتعسرہُ و تمِّمہُ بالخیر و بک نستعین۔یا فتّاحُ یا علیمُ آمین ، آمین ثمّ آمین

اللھم صلّ علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ و بارک و سلِّم

اللھم صلّ علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ و بارک و سلِّم

اللھم صلّ علیٰ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ و بارک و سلِّم

مصنف کے احوال۔ نحو میر کے مصنف "میر سید السند" ہے۔ انکو "میر سید الشریف" بھی کہتے ہیں۔ کبھی کبھی "میر" کا لفظ ساتھ نہیں ملاتے۔ اُن کا اصل نام "علی" تھا۔ "علی ابن محمد ابن علی"۔ اور یہ آٹھویں صدی کے عالم ہیں۔ 740 ھجری میں اُنکی پیدائش ہوئی ہے۔ اور 816 ھجری میں اُنکی وفات ہوئی ہے 76 سال کی عمر میں۔

علم نحو کے ذریعے عربی بولنے اور لکھنے میں غلطی سے انسان بچ جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم

الحمد للہ رب العالمین۔ یہ بھی ہمارے بزرگوں کا طریقہ ہے کہ کتاب کے آغاز میں بسم اللہ اور الحمد للہ لاتے ہیں۔جیسا کہ قرآن میں بھی آغاز میں بسم اللہ ہے اور پھر الحمد للہ۔ الحمدُ تمام تعریفیں للہ اللہ ہی کے لئے ہیں رب العالمین۔ رب کہتے ہیں پالنے والا، پرورش کرنے والا، اور عالمین جہان۔ تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ والعاقبۃُ للمتقینَ عاقبۃ کہتے ہیں انجام کو۔ اچھا انجام متقیوں کے لئے ہیں۔ متقی اُس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے۔ یہاں پر مضاف مخذوف ہے۔ یعنی "وَ خیرُ العاقبۃِ للمتقین"۔ نیز العاقبۃُ میں جو الف لام ہے اس سے مراد اچھا انجام ہے۔ یعنی "وہ والا انجام جو اچھا ہے وہ متقیوں کے لئے ہیں۔" والصلوٰۃُ والسلامُ اور رحمت اور سلامتی ہو علیٰ خیر خلقہٖ اُس پر جو اللہ کی مخلوق میں سب سے افضل ہے۔ خلقہِ ای حلقِ اللہ تعالیٰ۔ محمدٍ یعنی کہ محمدﷺ پر و آلہٖ اور اُنکی آل پر۔ آل سے مراد اہل ایمان ہے۔ اجمعین سارے کے سارے۔

امّا بعد حمد و صلوٰۃ کےبعد بِداں جان لے تو۔ یہ با الگ ہے اور یہ داں یا دان امر ہے۔ دانستن کا معنیٰ ہوتا ہے جاننا۔ اور اسی سے ہے "دانا"۔ اور اسی سے امر "دان" ہے یعنی تو جان لے۔ ارشدک اللہ تعالیٰ یہ بھی ہمارے بزرگوں کا طریقہ ہے کہ کتاب شروع کرنے پر طلباء کو دعا بھی دیتے ہیں۔اب دیکھو کتاب شروع کیا تو دعا بھی دیا۔ ارشدَ یُرشدُ ارشاد کا معنیٰ ہوتا ہے رہنمائی کرنا، کسی کو سیدھا رستہ دکھانا۔ ارشَدک اللہ تعالیٰ : اللہ آپ کی رہنمائی فرمائے۔ کہ ایں مُختصرے شتْ کہ یہ ایک مختصر کتاب ہے۔ فارسی میں عموما "ایک" کا معنیٰ ادا کرنے کے لئے کسی اسم کے آخر میں بڑی "یا" بڑھا دیتے ہیں۔ مثلا "کتابے" کا معنی ہے "ایک کتاب"۔ اور "اَشتْ" فارسی زبان میں "ہے" کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تو است کا ہمزہ گر گیا اور اس کو مختصرے کے ساتھ ملا دیا گیا۔ مَضْبُوطٌ یہ لکھی گئی ہے درعلمُ نحو علم نحو میں۔ در کا معنیٰ ہے "میں"۔ کہ مبتدی را کہ ابتدائی طالب علم کو۔ را کا معنیٰ

ہے "کا ، کے، کی، کو" موقع کے مطابق بعد اَز حِفظ مُفردات لُغت عربی زبان کے مفردات یعنی الفاظ کو یاد کرنے کے بعد۔ اس سے اشارہ ہے علم صرف کے گردانوں کی طرف۔ "از" کا معنیٰ ہے "سے"۔ لغت: زبان و مَعرفتِ اشتقاق اور اشتقاق کو جاننے کے بعد۔ اشتقاق: ایک لفظ سے دوسرا لفظ بنانا۔جیسے ضربٌ مصدر سے ضربَ بنایا، پھر ضرَب سے یضرب بنایا، اسم فاعل بنایا ضاربٌ وغیرہ۔ و ضَبْطِ مُہِمّاتِ تصریف علم صرف کے اہم اور ضروری باتیں یاد کرنے کے بعد۔ اس سے مراد علم صرف کے قوانین ہیں۔ جیسا کہ قال اصل میں قَوَل تھا۔ ضبط: یاد کرنا، مہمات یہ جمع ہے مہمةٌ کی۔اہم اور ضروری چیز۔تصریف: علم صرف کا ایک نام تصریف ہے۔ بَآسانی بکیفیت ترکیب عربی راہ نُماید، عربی زبان کے ترکیب کا طریقہ جو ہے اُس میں آسانی سے راستہ دکھاتی ہے، رَکَّبَ یُرَکِّبُ ترکیب کا معنیٰ ہے جوڑنا۔ و بَزُودِی اور جلدی، زُود: جلدی در معرفتِ اعرابْ وَ بنا،معرب اور مبنی کے پہچاننے میں و سَوادِ خُوَاندن پڑھنے کے ملکہ میں، پڑھنے کی مہارت، سواد: ملکہ، لام پر زبر پڑھنا ہے۔ خواندن: پڑھنا، توانائی دِہد طاقت دیتی ہے۔ بتوفیق اللہ تعالیٰ اللہ کی توفیق کے ساتھ و عَوْنِہ ای عونِ اللہ تعالیٰ اور اللہ کی مدد کے ساتھ،

درس 2۔

فصل۔ بدانکہ تو جان لے کہ، بداں کے ساتھ "کہ" کا لفظ جوڑ دیا گیا ہے۔ لفظِ مستعملْ وہ لفظ جو استعمال ہوتے ہیں در سَخُنِ عرب عربی زبان میں، بر دو قسمَ سْت وہ دو قسم پر ہیں۔ اصل میں اَسْت تھا لیکن الف کبھی کبھار خذف کر لیتے ہیں، پھر اس صورت میں ماقبل میں جو حرف ہو اُس پر زبر پڑھنا ہوگا۔:لفظ مستعمل کا دوسرا نام موضوع بھی ہے۔ وضع یضع وَضعاً سے اور اسکا معنیٰ ہے مقرر کرنا۔ موضوع صیغہ اسم مفعول ہے۔ مفرد و مرکب،مفرد اور مرکب۔فارسی زبان کے اندر جب دو لفظوں کے درمیان واو آ جائے جیسا کہ مفرد و مرکب میں ہے۔ تو اسکو مفردْ وَ مرکب نہیں پڑھنا بلکہ ماقبل والے حرف پر پیش پڑھنا یعنی مفردُ مرکب پڑھنا۔ اگر مفرد پر رُک گئے تو پھر وَ مرکب پڑھنا صحیح ہے۔

مفرد لفظی باشد تنہا مفرد وہ ایک اکیلا لفظ ہوتا ہے۔ لفظِ ہونا چاہیے تھا۔ کہ دلالت کُند کہ وہ دلالت کرتا ہے بر یک معنیٰ، ایک معنیٰ پر۔ و آں را کَلِمَہ گویند، اور اُسکو کلمہ کہتے ہے۔ یہ آں چاہے تو نون پڑھے یا نون غُنہ پڑھے۔

لفظ: یہ اسم جنس ہے ۔ اگر ایک لفظ ہو تو پھر بھی "لفظ" بولتے ہے اور اگر ہزار لفظ ہو تب بھی "لفظ" بولتے ہے۔ جیسا کہ انسان۔ اگر ایک انسان ہو تب بھی اُسے انسان کہتے ہے۔ اور اگر ہزار انسان ہو تب بھی اُسے انسان کہتے ہے۔

و کلمہ بر سہ قسم است اور کلمہ تین قسم پر ہے۔ اسم چوں: رجلٌ، اسم جیسے رجلٌ و فعل چوں: ضربَ اور فعل جیسے ضربَ و حرف چوں: ھل، اور حرف جیسے ھَلْ، ھل سوال کے لئے آتا ہے۔ جیسا کہ "ھل ضربَ زیدٌ"۔ چوں: جیسے چنانکہ در تصریف معلوم شُدہ است، جیسا کہ علم صرف میں معلوم ہو چکا ہے۔

اَمّا مرکبْ باقی مرکب جو ہے لفظی باشد وہ لفظ ہے کہ از دو کلمہ یا بیشتر حاصل شدہ باشَد،کہ وہ دو کلموں سے یا زیادہ سے حاصل ہوا ہو۔ و مرکب بر دو گونہ است: اور مرکب دو قسم پر ہے۔ گونہ: قسم مفید و غیر مفید،مفید اور غیر مفید۔ مفید: افادَ یُفیدُ اِفادۃً فھو مُفِیدٌ یہ اسم فاعل ہے یعنی "فائدہ دینے والا"۔ مرکب

مفید وہ ہے جو فائدہ دے۔ اور مرکب غیر مفید جو فائدہ نہ دے۔ مفید آنَ شت مفید وہ ہے۔ است کا ہمزہ گرایا تو اب آن کے نون پر زبر پڑھنا ہوگا۔ کہ چوں قائل بر آن سکوت کُنَد کہ جب بات کرنے والا اُس مرکب پر سکوت کرے۔یعنی خاموش ہو جائے۔ سامع را خبرے یا طلبِ معلوم شَوَدْ، سامع کو کوئی طلب یا خبر معلوم ہو۔ و آن را جملہ گویند اور مرکب مفید کو جملہ کہتے ہیں۔ و کلام نیز اور کلام بھی، معلوم ہوا "مرکب مفید" ، "جملہ" اور "کلام" تینوں مرکب مفید کے نام ہیں۔ تینوں ایک ہی چیز ہے۔ پس جملہ بر دو قسم است: پس جملہ جو ہے وہ دو قسم پر ہے۔ خبریہ و انشائیہ خبریہ اور انشائیہ

درس 3۔ ماقبل دو درسوں کا خلاصہ۔

درس 4۔ فصل

بدانکہ تو جان لے کہ جملہ خبریہ آن است جملہ خبریہ وہ ہے، آن: وہ کہ قائلش را کہ اُس کے کہنے والے کو، قائل: صیغہ اسم فاعل، قالَ یقول قولاً فھو قائلٌ۔ اور فارسی میں جو شین آتا ہے یہ "اُس" کے لئے ہوتا ہے۔ قائلش: اُس بات کا کہنے والا، را:کو بصدق و کذب صفت توان کرد،اُس کو صدق یا کذب کے ساتھ موصوف کیا جا سکے۔ یعنی سچ یا جھوٹ کے ساتھ متصف کیا جا سکے۔و آن بر دو نوع است، اور یہ جملہ خبریہ دو قسم پر ہیں۔ اول: آنکہ جزء اَوَّ لَش اُس کا پہلا جز اسم باشد،اسم ہو و آن را جملہ اسمیہ گویند،اور اُس کو جملہ اسمیہ کہتے ہیں۔ چوں: زیدٌ عالمٌ یعنی زید دانا ست، یعنی زید جاننے والا ہے۔ جزو اولش مسند الیہ ست، اسکا پہلا جز مسند الیہ ہے۔ و آن را مبتدا گویند،اور اُسکو مبتدا کہتے ہیں۔ و جزء دوم مُسنَد ست، اور دوسرا جز مُسنَد ہے۔ وآن را خبر گویند اور اُسکو خبر کہتے ہیں۔

مبتدا: مبتدا وہ ہوتا ہے جس کے بارے میں بات کی جائے، خبر: اور وہ بات جو مبتدا کے بارے میں کی جائے اُسے خبر کہتے ہے۔ مثلاً۔ زیدٌ عالمٌ۔ یہاں زید کے بارے میں یہ کہا گیا کہ وہ عالم ہے۔ تو زید مبتدا ہے۔ اور جو بات کی گئی یعنی "عالم" تو عالم خبر ہے۔ مبتدا بھی لفظ ہوتا ہے اور خبر بھی لفظ ہوتا ہے۔ جب ان دونوں کو ملا دیا جائے تو اس ربط کو اسناد کہتے ہیں۔ جیسا کہ زیدٌ عالمٌ ۔ اکیلا "زید" کہنا اور اکیلا "عالم" کہنا کوئی معنیٰ نہیں دیتا۔ لیکن ربط دینے سے یہ کلام بن جاتا ہے۔ تو اس ربط کو اسناد کہتے ہے۔ اور جو خبر ہوتی ہے اسکا اسناد ہوتا ہے مبتدا کی طرف۔ زیدٌ عالمٌ میں "عالم" کا اسناد زید کی طرف ہوگیا۔ اَسْنَدَ یُسْنِدُ اِسناداً فھو مسنِدٌ و اُسند یُسنَدُ اِسنادًا فذاک مُسنَدٌ۔ مسندٌ: اسکا اسناد کیا گیا ہے۔ یعنی دوسرے لفظ کا اِسناد کیا گیا ہے۔ اور جس کی طرف اسناد کیا گیا ہے اسے مسندٌ الیہ کہتے ہے۔ مسندٌ: اسناد کیا گیا ہے، الیہ: اسکی طرف۔ تو پہلا لفظ یعنی مبتدا مسندٌ الیہ ہوا اور دوسرا لفظ یعنی خبر مسنَد ہوا۔ مسنَد اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ میں نے زید پر عالم ہونے کا حکم لگا دیا۔

دُوُّم آنکہ جُزو اولش فعل باشَد، دوسرا وہ ہے کہ جسکا پہلا جز فعل ہوتا ہے۔ و آن را جملہ فعلیہ گویند،اور اُسکو جملہ فعلیہ کہتے ہیں۔چوں ضرب زیدٌ بِزَد زید زید نے مارا یعنی زمانہ گذشتہ میں۔ جزو اولش مسند است اسکا پہلا جز مسند ہے۔و آں را فعل گویند اور اُسکو فعل کہتے ہیں۔ و جزو دوم مسند الیہ است،اور دوسرا جز مسند الیہ ہے۔ وآں را فاعل گویند،اور اسکو فاعل کہتے ہیں۔ و بدانکہ مسنُد حکم است اور جان

لے تو کہ مسند حکم ہے۔ زیدٌ عالمٌ میں "عالم" حکم ہے۔ و مسند الیه آنچه اور مسند الیہ وہ ہے کہ برُو حکم کُنَنْد،کہ اُس کے اوپر حکم لگاتے ہیں۔

و اسم مسند و مسند الیه توانَد بَوَد، اور اسم مُسنَد اور مسند الیہ ہو سکتا ہے۔ بُوْدْ: تھا، بَوَدْ: ہو و فعل مسند باشد و مسند الیه نتواند بَوَدْ،اور فعل مسند تو ہو سکتا ہے لیکن مسند الیہ نہیں ہو سکتا۔ و حرف نه مسند باشد و نه مسند الیه،اور حرف نہ مسند ہو سکتا ہے اور نہ مسند الیہ۔

درس 5۔ گذشتہ درسوں کا خلاصہ ذکر کیا گیا ہے۔

درس 6۔

بدانکه تو جان لے کہ جمله انشائیه آنست جملہ انشائیہ وہ ہے که قائلَش را کہ اُس کے کہنے والے کو، فارسی زبان میں شین "اُس" کے لئے آتا ہے جیسا کہ کتابش اُسکا کتاب، اور میم "میرے" کے لئے آتا ہے۔ جیسا کہ "کتابم" میری کتاب اور "تا" آتا ہے تیرے کے لئے جیسا کہ کتابت: تیری کتاب۔ بصدق و کذب سچ اور جھوٹ کے ساتھ صفت نَتَوانْ کرْد،موصوف نہ کیا جا سکے۔ و آن بر چند قسم ست:اور یہ جملہ انشائیہ چند قسم پر ہے۔ امر [1] چون: اِضرب،امر کا معنیٰ ہے حکم دینا ۔امر میں طلب ہوتی ہے۔ و نہی [2] چون لا تضربْ،تو پٹھائی نہ کر، امر کے اندر کسی کام کے کرنے کا حکم ہوتا ہے اور نہی کے اندر کسی چیز سے روکنے کا حکم ہوتا ہے۔اس میں بھی طلب ہوتا ہے۔ و استفہام [3] چون هل ضرب زیدٌ،کیا زید نے پٹھائی کی ہے؟ یہاں پر بھی طلب ہے۔ و تمنی [4] چون لیت زیدا حاضرٌ، کاش کہ زید حاضر ہوتا۔ تمنی کا معنیٰ ہے کسی چیز کا تمنیٰ کرنا۔تمنی ممکن اور ناممکن دونوں کے لئے آتا۔ جیسا کہ "کاش کہ جوانی واپس آ جائے۔" حالانکہ جوانی کا واپس آنا ممکن نہیں۔ نیز تمنی صرف محبوب چیز کی ہو سکتی ہے۔ و ترجی [5] چون لعل عمرا غائبٌ،شائد کا عمرو غائب ہوگا۔ یا اُمید ہے کہ عمرو غائب ہو۔ ترجی کا معنیٰ ہے کسی چیز کی اُمید کرنا۔ترجی صرف ممکن کام کی ہوتی ہے۔ترجی محبوب اور غیر محبوب دونوں کی ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ "لعل المطرَ ینزلُ"۔ بارش کبھی محبوب ہوتا اور کبھی غیر محبوب ہوتا ہے۔ و عقود [6] عقود جمع ہے عقد کی۔ عقد کہتے ہے معاملة کو۔جیسا کہ خرید و فروخت کا معاملة۔ عربی میں عقد کے لئے ماضی کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔اردو میں ماضی اور حال دونوں سے عقد کر سکتے ہو۔ اِنشاء: وجود دینا، چون: بعتُ و اشتریتُ، و ندا [7] کسی کو آواز دے کر اپنے طرف متوجہ کرنا۔ چون: یا اللهُ!، ندا کے بعد جواب ندا آتا ہے اور جواب ندا انشاء بھی ہوتا اور جملہ خبریة بھی ہوتا ہے۔ و عرض [8] کسی سے کسی کام کی درخواست کرنا۔یعنی نرمی سے کسی کو کسی کام کی ترغیب دینا۔ چون: ألا تنزل بنا کیا آپ ہمارے پاس تشریف نہیں لاتے۔ نزل ینزل: اترنا فتُصیبَ خیرا،تو آپ کو خیر پہنچتی، و قسم [9] چون، واللهِ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں، یہ واو قسم کے لئے ہے لأضربن زیدا،کہ میں ضرور زید کی پٹھائی کرونگا۔ اس پورے جملے میں صرف "واللہ" یہ انشاء ہے۔ اور لاضربن زیدا یہ جوابِ قسم ہے اور جملہ خبریة ہے۔۔ جواب قسم: وہ بات جس پر قسم اٹھائی جائے۔ جواب قسم بھی کبھی انشاء ہوتا ہے اور کبھی جملہ خبریة ہوتا ہے۔ لہٰذا جواب ندا اور جواب قسم دونوں میں الگ غور کرنا ہوگا کہ یہ جملہ انشائیہ ہے کہ جملہ خبریة۔ و تعجب [10] کسی بات پر حیران ہونا۔ چون: ما أحسنه و أحْسِن به، یہ دونوں تعجب کے صیغے ہیں اور دونوں میں سے ایک وقت میں ایک استعمال ہوتا ہے۔ دونوں کا معنیٰ بھی ایک

ہے۔ جیسا کہ "ما احسَنَ زیدا" زید کتنا اچھا ہے۔یا زید کتنا حسین ہے۔ اور یا " احسِن بزید" زید کتنا اچھا ہے۔ یا زید کتنا حسین ہے۔ تعجب کی خبر دینا یہ جملہ خبریہ ہوتا ہے۔ اور تعجب جملہ انشائیہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ کوئی کہہ دے "میں زید کو دیکھ کر بڑا حیران ہوا۔"

درس 7۔ فصل (مرکب غیر مفید)

بدانکہ جان لے تو مرکب غیر مفید آنست مرکب غیر مفید وہ ہے کہ چوں قائل بران سکوت کُنَد کہ جب کہنے والا اُس پر سُکوت کرتا ہے۔ سامع را خبرے یا طلبے حاصل نَشَود،تو سُننے والے کو کوئی خبر یا طلب حاصل نہ ہو۔ و آن بر سہ قسم ست: اور وہ تین قسم پر ہیں۔ آن کا معنیٰ وہ، بر کا معنیٰ پر

اول : مرکب اضافی پہلا مرکب اضافی ہے۔ اِضافِیٌّ: اضافت والا، وہ مرکب جس میں اضافت ہو۔ چوں: غلامُ زیدٍ، جیسا کہ غلامُ زیدٍ۔ جزء اول را مضاف گویَنْد اسکے پہلے جُز کو مضاف کہتے ہیں۔ و جزء دُوُّم را مضاف الیہ،اور دوسرے جزء کو مضاف الیہ کہتے ہیں۔ مُضافٌ الیہِ: نسبت کی گئی ہے اسکی طرف، سِوُّم: تیسرا، چہارُم: چوتھا۔پنجُم: پانچواں، ششُم: چھٹا، ہفتُم: ساتھواں، ہشتُم: آٹھواں، نہُم: نواں، دَہُم: دسواں و مضاف الیہ ہمیشہ مجرور باشد،اور مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوگا۔

دُوُّم: مرکب بنائی، دوسرا مرکب بنائی ہے۔ وَ اُو آنست اور وہ وہ ہے۔ اُو: وہ کہ دو اسم را کہ دو اسموں کو یکے کردہ باشد ایک کر دیا گیا ہو۔ و اسم دوم متضمن حرفی باشد، اور دوسرا اسم کسی حرف کو متضمن ہو۔ یعنی اس کے اندر حرف چھپا ہوا ہے۔ مرکب بنائی اصل میں دو اسم تھے۔ اور درمیان میں کوئی حرف بھی تھا۔ جیسے احدُ وَّ عشَرٌ، احدٌ ایک اسم اور عشرٌ دوسرا اسم اور درمیان میں واو بھی ہے۔پھر دونوں کو جوڑ کر اکھٹا کر دیا گیا اور درمیان میں جو واو ہے اس کو خذف کیا گیا اور پڑھیں گے اسکو احدَ عشرَ۔بعض علماء کے نزدیک یہ واو دوسرے لفظ یعنی عشر میں چھپ گیا۔ متضمن کا معنیٰ ہے کہ ایک چیز دوسرے کے اندر ہو۔یعنی واو عشرٌ کے اندر ہے۔ یا واو عشرٌ کے ضمن میں ہے۔ مرکب بنائی: اس میں دو لفظوں کو جوڑ کر ایک بنایا گیا۔ اور جب دو لفظوں کو اکھٹا کیا جائے تو اسے مرکب کہتے ہیں۔ اس میں دونوں جز مبنی ہوتے ہیں اور اس پر فتحہ پڑھتے ہیں۔مرکب بنائی کا آخر نہیں بدلتا۔ یہ "بنا" مبنی سے ہے۔احد عشر: گیارہ، اثنا عشر: بارہ، ثلاثۃ عشر: تیرہ، اربعۃ عشر: چودہ، خمسۃ عشر: پندرہ، ستۃ عشر: سولہ، سبعۃ عشر: سترہ، ثمانیۃ عشر: اٹھارہ، تسعۃ عشر: انیس، یعنی احد عشر سے لے کر تسعۃ عشر تک سارے مبنی علی الفتح ہے۔ ماسوائے اثنا عشر کے۔ اس میں پہلا جز معرب ہے۔ یعنی کبھی اثنا اور کبھی اثنَیْ پڑھیں گے۔ چوں: احد عشر تا تسعۃ عشر احد عشر سے تسعۃ عشر تک۔ تا: تک کہ در اصل کہ اصل میں، احد و عشر و تسعۃ و عشر بودہ است، اصل میں احدُ وَّ عشرٌ اور تسعۃُ وَّ عشرٌ تھے۔ واو را حذف کرد، واو کو خذف کیا۔ ہر دو اسم را یکے کردند،دونوں اسموں کو ایک کر دیا گیا۔ و ہر دو جز مبنی باشد بر فتح اور اسکے دونوں جز مبنی بر فتحہ ہوں گے۔ الا اثنا عشر سوائے اثنا عشرَ کے۔ کہ جزء اول معرب است کہ اسکا پہلا جز معرب ہے۔

سِوُّم: مرکب منع صرف، تیسرا مرکب منع صرف ہے۔ یہ مرکب بھی دو اسموں کو جوڑ کر بنایا جاتا ہے۔ مرکب منع صرف کے دوسرے جز میں کوئی حرف نہیں چھپتا جبکہ مرکب بنائی کے دوسرے جز میں کوئی حرف چھپ

جاتا تھا۔ وَ اُو آنست اور وہ وہ ہے کہ دو اسم را یکے کردہ باشد کہ دو اسموں کو ایک کر دیا گیا ہو۔ و اسم دوم متضمن حرفی نبا شد،اور دوسرا اسم کسی حرف کو اپنے ضمن میں لیے ہوئے نہ ہو۔ یعنی کوئی حرف اُس کے اندر چھپا ہوا نہ ہو۔ چوں: بعلَبکُّ و حَضْرَ موتُ جیسا کہ بعلبک اور حضر موت۔ بعلبک: ایک شہر کا نام تھا۔ بَکٌّ اسکا بادشاہ تھا۔ اور اسکے اندر ایک بُت تھا اُس کا نام بعلٌ تھا۔ جب بادشاہ نے اس شہر کو بنایا تو بادشاہ نے اسکا نام بعلَبک رکھ دیا۔ اسکا پہلا جز مبنی علی الفتح ہوگا۔ اور دوسرا جز غیر منصرف ہوگا۔ یعنی اس پر زبر اور پیش پڑھ سکتے ہیں لیکن زیر نہیں پڑھ سکتے۔حضرَ موتُ یہ بھی کسی شہر یا قبیلے کا نام ہے۔ کہ جزء اول مبنی باشد بر فتحہ کہ اسکا پہلا جز مبنی بر فتح ہوگا۔ بر مذہب اکثر علماء اکثر علماء کے نزدیک۔ و جزء دوم معرب، اور اسکا دوسرا جز معرب ہوگا۔ منع صرف: غیر منصرف

درس8۔ بدانکہ جان لے تو کہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جزء جملہ باشد،مرکب غیر مفید ہمیشہ جملہ کا جز ہوگا۔ چوں: غلامُ زید قائمٌ،جیسے زید کا غلام کھڑا ہے۔ یہاں غلام زید مرکب اضافی ہے۔ اور جملہ کا جز ہے۔ مبتدا اور مسند الیہ ہے۔ اور قائم اسکی خبر مسند ہے۔ و عندی احدَ عشرَ درھما، عندی خبر مقدم ہے یعنی مسند ہے۔احد عشر مبتدا یعنی مسند الیہ ہے اور درھما "احد عشر" کے لئے تمیز ہے۔ اس مثال میں "احد عشر" مرکب بنائی مبتدا بن رہا ہے۔ و جاء بعلبکُّ بعلبکُّ آ گیا۔ جاء فعل، بعلبکُّ فاعل(مسند الیہ)۔ اس مثال میں مرکب منع صرف مسند الیہ بن رہا ہے۔

فصل

بدانکہ تو جان لے کہ ہیچ جملہ کوئی بھی جملہ کمتر از دو کلمہ نبا شد، وہ دو کلموں سے کم نہیں ہوگا۔ از کا معنیٰ سے۔ لفظا لفظوں کے اعتبار سے چوں: ضرب زیدٌ جیسا کہ ضرب زیدٌ اس میں ضرب فعل مسند ہے اور زیدٌ فاعل مسند الیہ ہے۔ و زیدٌ قائمٌ اور زیدٌ قائمٌ اس میں زیدٌ مبتدا مسند الیہ ہے اور قائم خبر ہے اور مسند ہے۔ یا تقدیرا،یا وہ دو کلمے تقدیرا ہوں گے۔ اس سے کم جملہ نہیں ہوگا۔ قَدَّرَ یُقَدِّرُ تقدیرا: فرض کر لو چوں: اضرب جیسا کہ اضرب۔ کہ انت کہ انت جو ہے درْوُ اُس میں، در: اُس، وُ: میں، مستتِر ست،چھپا ہوا ہے۔اِستَتر، یستَتِرُ استِتار: چھپنا اضرب فعل ہے اور مسند ہے اور اسکے اندر انت ضمیر فاعل ہے اور مسند الیہ ہے۔ و ازین اور اس سے، ازین اصل میں از این تھا۔ پھر درمیان سے ہمزہ گرایا اور ازین بن گیا۔ بیشتر باشد،زیادہ بھی ہوں گے۔ و بیشتر را حدی نیست، اور زیادہ کی کوئی حد نہیں ہیں۔

بدانکہ تو جان لے کہ چوں کلمات جملہ کہ جب جملہ کے جو کلمات ہیں بسیار باشد وہ زیادہ ہوں اسمُ و فعلُ و حرف را اسم اور فعل اور حرف کو با یکدیگر ایک دوسرے کے ساتھ تمییز باید کردن، پہچان کر کے جدا کرنا چاہیے و نظر کردن اور غور کرنا چاہیے کہ معرب ست یا مبنی،کہ یہ معرب ہے یا مبنی و عامل است یا معمول،اور عامل ہے یا معمول و باید دانستن اور جاننا چاہیے، باید: چاہیے کہ تعلُّقِ کلمات کہ کلموں کا تعلق جو ہے بایکدیگر ایک دوسرے کے ساتھ چگونہ است؟ کیسا ہے۔ چگونہ: کیسا تا مسند و مسند الیہ پیدا

گردد، تا کہ مسند اور مسند الیہ پیدا ہو جائے۔ و معنی جملہ اور جملہ کا جو معنیٰ ہے بتحقیق معلوم شود،تحقیقی طور پر معلوم ہو جائے۔ یعنی صحیح صحیح معلوم ہو جائے۔

درس 9۔ فصل

بدانکہ علامت اسم آنست جان لے تو کہ اسم کی علامت وہ ہے کہ الف و لام[1] یا حرف جر[2] در اولش باشد،کہ الف لام یا حرف جر اُسکے شروع میں ہو۔ چوں: الحمد و بزید، جیسا کہ الحمد اور بزید۔ یا تنوین[3] در آخرش باشد،یا تنوین اُسکے آخر میں ہو۔ چوں: زیدٌ،جیسے زیدٌ۔ تنوین: نون ساکن کو کہتے ہے۔ یا مسند الیہ[4] باشد،یا مسند الیہ ہو۔ چوں: زیدٌ قائمٌ،یہاں پر زید مسند الیہ ہے۔ یا مضاف[5] باشد یا وہ مضاف ہو چوں: غلامُ زید، اس میں غلام مضاف ہے اور زید مضافٌ الیہ ہے۔ یا مصغر[6] باشد،یا وہ مصغر ہو۔ چوں: قُریشٌ،مصغر عموما فُعَیلٌ کے وزن پر آتا ہے۔جیسا کہ "کتاب" سے "کُتیبٌ"۔اس سے بعض اوقات کسی کی تحقیر مراد ہوتی ہے۔جیسا کہ رجل سے رُجیل۔بعض اوقات محبت کے لئے تصغیر بناتے ہیں۔ یا منسوب[7] باشد، چوں: بغداديٌّ یا منسوب ہو جیسا کہ "بَغداديٌّ"۔ یائے مشدد ملانے سے نسبت کی جاتی ہے۔ یا مُثَنّٰی[8] باشد، چوں: رجلان، یا وہ تثنیہ ہو جیسا کہ رجلان۔ یا مجموع[9] باشد، چوں: رجال، یا وہ جمع ہو جیسا کہ رجالٌ۔ یا موصوف[10] باشد، چوں: جاء رجلٌ عالمٌ، اس میں رجل موصوف ہے اور عالم صفت ہے۔"آیا عالم آدمی۔" یا تائے[11] متحرک بَدُو پیوندد، یا تائے متحرک اُس کے ساتھ جُڑی ہو۔ چوں: ضاربة، جیسا کہ ضاربة، تائے متحرک سے مراد گول تا ہے جو تانیث کے لئے آتا ہے۔ اسم کی علامتیں بیس، پچیس سے بھی زیادہ علماء نے بیان کی ہیں۔یہاں صرف گیارہ موٹی موٹی علامتوں کا ذکر کیا ہے صاحب نحو میر نے۔

درس 10۔ و علامت فعل آنست اور فعل کی علامت وہ ہے کہ قد[1] در اوّلش باشد،کہ "قد" جو ہے اُس کے شروع میں ہو۔ چوں: قد ضرب، جیسا کہ قد ضربَ۔ یا سین[2] با شد،یا "سین" اُس کے شروع میں ہو چوں: سیضرب،جیسا کہ سیضربُ، یضربُ: وہ پٹھائی کرتا ہے یا وہ پٹھائی کرے گا۔ سیضربُ زیدٌ: عنقریب زید پٹھائی کرے گا۔ اور سوف یضربُ زیدٌ کا بھی وہی ترجمہ ہوگا۔ " عنقریب زید پٹھائی کرے گا"۔"سین" اور "سوف" دونوں مستقبل قریب کے لئے ہیں لیکن "سین" زیادہ قریب کے لئے ہے۔ مثلاً آپ بتانا چاہتے ہیں کہ زید ایک دن بعد پٹھائی کرے گا اور عمرو دو دن بعد پٹھائی کرے گا، تو اس کو " سیضربُ زیدٌ " اور "سوف یضربُ عمروٌ" بیان کریں گے۔یا سوف باشد،یا "سوف" اُسکے شروع میں ہو چوں: سوف[3] یضرب، جیسا کہ "سوف یضربُ"۔ یا حرف جزم بَوَد[4] ، یا اُس کے شروع میں حرف جزم ہو۔ چوں: لم یضربْ، جیسے لم یضربْ یا ضمیر مرفوع مُتَّصِل بَدُو پیوندد[5] ، یا ضمیر مرفوع متصل اُس کے ساتھ مل جائے چوں: ضربتُ، جیسا کہ ضربتُ، یا ضربتَ یا ضربتِ۔ ضمیر مرفوع متصل صرف فعل کے ساتھ جُڑتی ہیں اسم کے ساتھ کبھی نہیں جُڑتی۔ اسم کے ساتھ ضمیر مرفوع کے علاوہ اور ضمیریں متصل ہو سکتی ہیں۔ یہ مرفوع اس لئے ہوتی ہیں کیونکہ یہ فاعل کی ضمیر ہوتی ہیں۔صرف کی گردانوں میں جتنے ضمائر آتے ہیں سب کے سب مرفوع متصل ہوتے ہیں۔ یا تائے ساکن[6]،یا "تائے ساکن" یعنی لمبی "تا" اُسکے ساتھ جُڑی ہو چوں: ضربتْ،جیسا کہ ضربتْ یا امر باشد[7] ، چوں: اضرب،یا وہ امر کا صیغہ ہو جیسا کہ

"اضرب: پٹھائی کرو"۔ امر میں کام کے کرنے کا حکم ہوتا ہو اور نہی میں کام کے نہ کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ یا نہی باشد[8]، چوں: لا تضرب،یا نہی ہوگا جیسے "لا تضرب"۔

و علامت حرف آن است اور حرف کی علامت وہ ہے کہ ہیچ علامتے کہ کوئی علامت از علامات اسم، و فعل اسم اور فعل کی علامتوں میں سے کوئی علامت دَرُو نَبَود اُسکے اندر نہ ہو۔

جب کوئی کلمة ہو یعنی بامعنی لفظ ہو اور ایک حرف پر مشتمل ہو اور آپ اس کا نام لینا چاہتے ہو تو حروف تہجی میں جو نام ہو وہی نام لینا۔ جیسے ضرب ضربا میں ضربا کے آخر میں الف ہے۔ یہ الف کلمة ہے کیونکہ یہ ضمیر ہے اور تثنیہ کی ضمیر ہے۔ اور اسکا معنی ہے "وہ دو آدمی"۔ تو جب آپ اسکا نام لینا چاہے تو وہ نام جو حروف تہجی میں وہ نام لینا ہوگا اور وہ "الف" ہے۔ اسی طرح ضربوا کے آخر میں واو ہے۔ یہ جمع کی ضمیر ہے، اور اسکامعنی ہے "وہ سب مرد"۔تو اب اس کا آپ نام لینا چاہے تو جو نام حروف تہجی میں ہے یعنی "واو" تو وہ نام لینا ہوگا۔ اسی طرح ضربتْ، ضربتَ، ضربتِ، ضربتُ کے آخر میں "تا" ضمیر ہے تو جب آپ اسکا نام لینا چاہے تو حروف تہجی والا نام یعنی "تا" لینا ہوگا۔اسکو تَ ضمیر، تِ ضمیر یا تُ ضمیر نہیں کہنا چاہیے۔

درس 11۔ فصل

بدانکہ جان لے تو کہ جملہ کلمات عرب تمام کلمات عرب جو ہیں بر دو قسم است:وہ دو قسم پر ہیں۔ معرب و مبنی معرب اور مبنی۔ معرب کے ساتھ رفع، نصب اور جر بولتے ہیں۔ مبنی کے ساتھ ضمٌّ، فتحٌ اور کسرٌ بولتے ہیں۔ اور ضمَّةٌ، فتحةٌ اور کسرةٌ عام ہیں یعنی دونوں کے ساتھ بول سکتے ہیں۔

معرب آنست معرب وہ ہے کہ آخِرش کہ اس کا آخر باختلاف عوامل عوامل کے بدلنے سے مختلف شود، مختلف ہو یعنی بدل جائے۔ چوں: زید جیسا کہ زید کا لفظ ہے۔ در جاءني زيدٌ،میرے پاس زید آیا، جاء عامل اور زید معمول ہے۔یہاں زید مرفوع ہے۔ و رأيت زيدا یہاں زیدا منصوب اور مفعول ہے۔ "میں نے زید کو دیکھا"۔ و مررت بزيدٍ میں زید کے پاس سے گزرا۔ یہاں زید پر حرف "با" داخل ہے۔ اور "با" حروف جارہ میں سے ہے۔ ان تینوں مثالوں میں زید بدل رہا ہے۔

"جاء" عامل ست،جاء عامل ہے و "زید" معربست،اور زید معرب ہے و ضمه اعراب ست، اور ضمہ اعراب ہے۔ و دال محل اعراب، اور دال اعراب کی جگہ ہے۔ یاد رکھنا اعراب کسی لفظ کے آخری لفظ پر آتا ہے۔ اور زید کا آخری حرف "دال" ہے۔ یہ محل اعراب ہے۔ اس پر کبھی رفع، کبھی نصب اور کبھی جر آسکتا ہے۔

و مبنی آنست اور مبنی وہ ہے کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف نشود، کہ اُسکا آخر عوال کے بدلنے سے نہ بدلے چوں: هٰؤلاءِ جیسے کہ "هٰؤلاءِ : یہ سب لوگ "۔ اسکے آخر میں ہمزہ ہے اور ہمزہ کے نیچے زیر ہے۔ اور عربی میں ہمزہ کے نیچے زبر، زیر اور پیش تینوں حرکات آ سکتے ہیں۔ جیسا کہ شيءٌ، شيئا، اور شيءٍ۔ اور هٰؤلاءِ میں ہمزہ کے نیچے زیر ہے یہ اعراب نہیں بلکہ ہمزہ کی حرکت ہے اور یہ ہمیشہ ایسا رہے گا۔ مثلا جاءنی هٰؤلاءِ، رأيت هٰؤلاءِ اور مررت بِهٰؤلاءِ کہ در حالت رفع و نصب و جر کہ یہ رفع، نصب اور جر کی حالت میں یکساں ست: ایک جیسا ہے۔

فصل

بدانکہ جملہ حروف مبنی ست، تو جان لے کہ تمام حروف مبنی ہیں۔ واز افعال فعل ماضی اور افعال میں سے فعل ماضی مبنی ہے۔ و امر حاضر معروف اور اسی طرح امر حاضر معروف بھی مبنی ہے۔ و فعل مضارع اور فعل مضارع بانو نہائے جمع مؤنث جمع مؤنث کے نون کے ساتھ۔ یعنی جمع مؤنث غائب کا نون جیسا کہ یضربنَ اور جمع مؤنث حاضر کا نون جیسا کہ تضربنَ۔ "با کا فارسی میں معنیٰ ہے ساتھ"۔ یاد رکھو فارسی میں جب کسی لفظ کی جمع بنانی ہو تو اسکے ساتھ "ہا" لگاتے ہیں۔ جیسا کہ کتاب کا معنیٰ ہے ایک کتاب اور کتابہا کا معنیٰ ہے زیادہ کتابیں۔ و بانو نہاۓ تاکید اور فعل مضارع جب نون تاکید کے ساتھ ہو نیز مبنی ست تو یہ بھی مبنی ہیں۔

اکثر علماء کے نزدیک جب مضارع کے اُن بارہ صیغوں کے ساتھ جو معرب ہے اُس کے ساتھ جب نون خفیفہ یا نون ثقیلہ جڑ جائے تو وہ بھی مبنی بن جاتا ہے۔ جیسا کہ لیضربنْ اور لیضربنَّ۔ جبکہ علمائے محققین کے نزدیک اس میں تفصیل ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اُن بارہ صیغوں میں سات صیغیں ایسے ہیں کہ جن کے آخر میں نون اعرابی آتا ہے، جیسا کہ "یضربانِ، یضربون، تضربان، تضربان، تضربون، تضربین، تضربان"۔ اور پانچ صیغیں ایسے ہیں کہ جن کے ساتھ نون اعرابی جڑا ہوا نہیں ہے، جیسا کہ " یضربُ،تضرب، تضربُ، اضرب، نضرب"۔ تو جن پانچ صیغوں کے ساتھ نون اعرابی نہیں ہیں جب ان کے ساتھ نون خفیفہ یا نون ثقیلہ جڑ جائے تو یہ مبنی بن جاتے ہیں۔

درس 12۔ بدانکہ جان لے تو کہ اسم غیر متمکن مبنی است، اسم غیر متمکن مبنی ہے۔ یہ مبنی الاصل نہیں بلکہ مبنی الاصل کے مشابہ ہے۔ اسم دو قسم پر ہیں یعنی اسم غیر متمکن اور اسم متمکن۔ اسم غیر متمکن مبنی ہوتا ہے اور اسم متمکن معرب ہوتا ہے۔ تمکین کا معنیٰ ہے جگہ دینا۔ اور اسم متمکن اعراب کو جگہ دیتا ہے، اور یہ باب تفعیل سے ہے۔ اور تمکن کا معنیٰ ہے خود جگہ پکڑنا۔ اور یہ باب تفعل سے ہے۔ تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ باب تفعل باب تفعیل کے معنیٰ میں آیا۔ یعنی تمکُّن تمکین کے معنیٰ میں ہے۔ اور متمکن ممکّنٌ کے معنیٰ میں ہے۔

نیز لغت میں تمکن کا ایک معنیٰ ہے "قادر ہونا" اگر یہ معنیٰ مراد لیا جائے تو پھر تمکن کو تمکین کے معنیٰ میں لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ اسم متمکن وہ اسم ہے کہ اعراب کو جگہ دینے پر قادر ہے۔

و اَما اسم متمکن معرب ست اور باقی اسم متمکن معرب ہے۔ بَشرطِ آنکہ در ترکیب واقع شَود، اس شرط پر کہ یہ ترکیب میں واقع ہو۔ رکّب یُرَکّبُ ترکیب کا معنیٰ ہے جڑنا۔ یعنی جب اسکا عامل اسکے ساتھ جڑا ہوا ہو۔ اور اگر عامل جڑا ہوا نہیں تو پھر یہ مبنی ہے۔ نیز ترکیب ایسی ہو کہ جس میں اسکا عامل بھی ہو۔ اگر عامل ساتھ نہ ہو تو پھر وہ اسم ترکیب میں واقع بھی ہو جائے تو وہ پھر بھی مبنی رہے گا۔ مثلا غلامْ زیدٍ یہاں یہ "زید" اسم متمکن ہے، ترکیب میں واقع ہے اور اسکا عامل غلام بھی موجود ہے۔ اور غلامْ میں میم کو ساکن پڑھیں گے یعنی "غلامْ زیدٍ" کیونکہ غلام کے لئے یہاں عامل نہیں۔ اگر چہ اسم متمکن بھی ہے اور ترکیب میں بھی ہے۔ اور اگر ایسا ہوتا کہ "جاء غلامُ زیدٍ" پھر میم پر رفع پڑھیں گے کیونکہ غلام اسم متمکن ہے، ترکیب میں واقع ہے اور ترکیب بھی ایسا ہے کہ اُس کا عامل "جاء" موجود ہے۔

نیز بعض علماء کے نزدیک اکیلا زید مبنی ہے۔ کیونکہ آپ اسکو زیدٌ، زیدا اور زیدٍ نہیں پڑھ سکتے کیونکہ کوئی عامل نہیں۔

جبکہ علماء کا دوسرا گروہ فرماتے ہیں کہ اسم متمکن ہر حال میں معرب ہے۔ اِن کے نزدیک جاءنی زیدٌ میں زید معرب ہے۔ اور اکیلا زید یہ بھی معرب ہے۔ کیونکہ لفظ زید میں اعراب کو جگہ دینے کی صلاحیت موجود ہے۔ اور یہ صلاحیت کی موجودگی دلالت کرتا ہے کہ یہ معرب ہے۔

و فعل مضارع معرب ست اور فعل مضارع معرب ہے بشرط آنکہ از نو نہائے جمع مؤنث و نون تاکید خالی باشد،لیکن اس شرط پر کہ جمع مؤنث کی جو نون ہے اور نون تاکید سے خالی ہو۔

فعل مضارع کے گردان کا چھٹا صیغہ اور بارہواں صیغہ، ان دونوں صیغوں میں جمع مؤنث کی نون ہے، اور یہ دونوں صیغے مبنی ہیں۔ نیز باقی بارہ صیغوں کے ساتھ جب نون تاکید(خفیہ یا ثقیلہ) آ جائے، تو علماء کے ایک گروہ "عام علماء" کے نزدیک یہ تمام صیغے مبنی ہیں۔ جبکہ ایک گروہ"علماء محققین" کے نزدیک ان بارہ صیغوں میں پانچ صیغیں ایسے ہیں کہ وہ مبنی ہیں اور باقی سات صیغیں ہر حال میں معرب ہیں۔ اور یہاں صاحب کتاب نے فرمایا کہ جب مضارع میں نون تاکید آ جائے تو وہ مبنی بن جاتا ہے۔ تو یہاں صاحب کتاب نے "عام علماء" کے قول کو ترجیح دیا۔

پس در کلام عرب بس کلام عرب میں بیش زیادہ ازین اصل میں تھا از این "از کا معنیٰ ہے "سے" اور این کا معنیٰ ہے "یہ"۔ تو بیش ازیں کا معنیٰ ہوا "اس سے زیادہ" دو قسم معرب نیست، دو قسم، یعنی ان دو قسموں سے زیادہ معرب نہیں۔ باقی ہمہ مبنی ست باقی سب مبنی ہیں۔ ہمہ: سب،

و اسم غیر متمکن اسمے ست اور اسم غیر متمکن وہ اسم ہے کہ با مبنی اصل مشابہت دارد،کہ وہ مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو۔ اور ہر مشابہت مراد نہیں کچھ خاص مشابہتیں مراد ہیں۔ جیسے "احد عشر" کو سامنے رکھے۔ احد عشر مرکب بنائی ہے۔ اور اس کے دونوں جز مبنی ہیں۔ احد کے دال پر بھی زبر پڑھیں گے اور عشر کی را پر بھی زبر پڑھیں گے۔ اور یہ مبنی اس لئے ہے کہ اسکے اندر واو چھپ گیا ہے۔ اور واو تو حرف ہے اور تمام حروف مبنی ہیں تو پس واو بھی مبنی ہے۔ اور جب یہ واو احد عشر میں چھپ گیا تو یوں کہے کہ احد عشر میں واو والا معنیٰ آ گیا، تو یہ واو کی طرح ہو گیا۔ یعنی واو مبنی تھا تو یہ بھی مبنی ہو گیا۔ و مبنی اصل سہ چیز است: اور مبنی الاصل تین چیزیں ہیں۔ فعل ماضی و امر حاضر معروف و جملہ حروف فعل ماضی اور امر حاضر معروف اور تمام حروف یہ مبنی الاصل ہیں۔ و اسم متمکن اسمے ست اور اسم متمکن وہ اسم ہے کہ با مبنی اصل مشابہ نباشد کہ مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو۔

فصل

بدانکہ اسم غیر متمکن (مبنی) ہشت قسم ست: تو جان لے کہ اسم غیر متمکن آٹھ قسم پر ہیں۔

اول[1]: مُضْمَرات،یعنی ضمیریں، ضمیر وہ ہے کہ جس کے ذریعے متکلم، مخاطَب یا ایسے غائب کو ذکر کیا جائے کہ جسکا پہلے ذکر کیا جا چکا ہو۔پہلی دفعہ غائب کے لئے نام ضرور لینا چاہیے۔ مضمرات یہ مُضمر کی جمع ہے اور مضمر ضمیر کو کہتے ہے۔ چوں۔ انا مَنْ مرد و زن، جیسے انا یعنی میں مرد اور عورت دونوں کے لئے۔ مَن فارسی زبان میں اسکا ترجمہ "میں"۔ انسان اپنے لئے بھی ضمیر استعمال کرتا ہے اور جو سامنے ہوتا ہے یعنی مخاطَب اُس کے لئے بھی ضمیر استعمال کرتا ہے۔ مخاطِب: بات کرنے والا یعنی متکلم، مخاطَب: وہ شخص جس سے بات کی جائے تو اُسے مخاطَب کہتے ہے۔ اور اگر کسی تیسرے کے بارے بات کیا جائے تو اُسے غائب کہتے ہیں۔ غائب کے لئے پہلے اس کا نام لیا جاتا ہے اور پھر اُس کے لئے ضمیر استعمال کیا جاتا ہے۔ و ضربتُ میں نے پٹھائی کی زَدم من،میں نے مارا، ضربتُ میں یہ "تا" ضمیر ہے متکلم کے لئے۔ و ایایَ خاص مَرا، خاص طور پر مجھے، یہ بھی متکلم کی ضمیر ہے۔ و

ضربني بزَد مرا اُس نے مارا مجھے، ضرب فعل ہے، نون وقایہ کا اور "یا" متکلم کی ضمیر ہے۔ وَقا، یقی، وِقایہ کا مطلب ہوتا ہے بچانا۔ ولي مرا، میرے لئے۔ "لی" میں لام جارہ ہے اور "یا" متکلم کی ضمیر ہے۔ یہ پانچوں متکلم کی ضمیریں ہیں۔

درس 13۔ و این ہَفتاد ضمیر است،اور یہ ستر ضمیریں ہیں۔

چہاردہ مرفوع متصل: ضربْتُ ضربْنا ضربْتَ ضربتما ضربتم ضربتِ ضربتما ضربتن ضرب ضربا ضربوا ضربتْ ضربتا ضربْنَ، متصل ضمیر وہ ضمیر ہوتی ہیں جو اپنے عامل کے ساتھ جڑی ہوئی ہوتی ہے۔اور یہ تین قسم پر ہیں۔ یا یہ مرفوع ہو، یا منصوب یا مجرور ہوگی۔ اور منفصل وہ ضمیر ہوتی ہے جو اپنے عامل سے الگ ہو۔ اور یہ دو قسم پرہیں۔ یا یہ مرفوع ہوگی یا یہ منصوب ہوگی۔ ضمیر میں اصل یہ ہے کہ متصل لایا جائے اگر متصل نہیں لایا جا سکتا تو پھر منفصل لانا پڑے گا۔ کیونکہ متصل چھوٹی ہوتی ہے، ایک آدھ حرف میں بیان کیا جاتا ہے۔ اور اسکی ادائیگی میں بھی آسانی ہوتی ہے۔ مرفوع اور منصوب اپنے عامل سے علیحدہ ہو سکتا ہے لیکن مجرور ضمیر اپنے عامل سے الگ نہیں ہو سکتا۔

صرفی حضرات فعل سے بحث کرتے ہیں تو اس لئے وہ گردان اُس فعل سے شروع کرتا ہے جس کے ساتھ ضمیر بارز جُڑا ہوا نہ ہو۔ جبکہ نحوی حضرات تعریف اور تنکیر سے بحث کرتے ہیں۔ متکلم کی ضمیریں بھی معرفہ ہیں، مخاطَب کی ضمیریں بھی معرفہ ہیں اور غائب کی ضمیریں بھی معرفہ ہیں۔ لیکن انسان سب سے زیادہ اپنے آپ کو پہچانتا ہے۔ تو متکلم کی ضمیر میں تعریف زیادہ ہے اس لئے نحوی حضرات اسکو پہلے ذکر کرتے ہیں۔ اسکے بعد تعریف مخاطب کی ضمیر میں زیادہ ہوتا ہے تو پھر ان صیغوں کو ذکر کرتا ہے۔ اور چونکہ غائب کی ضمیروں میں تعریف بنسبت متکلم اور مخاطب کے کم ہے اس لئے اسکو آخر میں ذکر کرتے ہیں۔

و چہاردہ مرفوع منفصل: انا نحنُ انتَ انتما انتم انتِ انتما انتُنَّ ہو ہما ہم ہیَ ہما ہنّ،

و چہاردہ منصوب متصل: ضربنی، ضربنا، ضربک، ضربکما، ضربکم، ضربک، ضربکما، ضربکن، ضربہ، ضربہما، ضربہم، ضربہا، ضربہما، ضربہن

ضربنی میں یہ "یا" مفعول کی ضمیر ہے۔ اور ضرب کے اندر ہو ضمیر ہے۔ تو ضربنی کا معنیٰ ہوا "اُس نے مجھے مارا"۔ تو ان سب میں فاعل کی ضمیر چھپی ہوئی ہے اور جو بارز ضمیر ہے وہ مفعول کی ہے۔

و چہاردہ منصوب منفصل: ایای، ایانا، ایاک، ایاکما، ایاکم، ایاک، ایاکما، ایاکن، ایاہ، ایاہما، ایاہم، ایاہا، ایاہما، ایاہن، ایایَ یہ ساری ضمیر ہے یوں نہ کہنا کہ صرف "یا" متکلم کی ضمیر ہے۔ خاص طور پر مجھے،

و چَہاردہ مجرور متصل: لی، لنا، لک، لکما، لکم، لک، لکما، لکن، لہ، لہما، لہم، لہا، لہما، لہن،

لی میں لام جارہ ہے اور "یا" متکلم کی ضمیر ہے۔ لی: میرا، لنا: ہمارا اس میں "نا" جمع متکلم کی ضمیر ہے۔

یاد رکھنا مرفوع متصل فعل کے ساتھ جُڑیں گی۔ یہ اسم یا حرف کے ساتھ نہیں جُڑ سکتی۔

منصوب متصل کی ضمیر فعل کے ساتھ بھی جُڑ سکتی ہے اور حرف کے ساتھ بھی جڑ سکتی ہے، جیسا کہ انّنی میں اِنّ حرف ہے، نون وقایہ کا اور "یا" متکلم کی ضمیر ہے۔ اسی طرح انّک میں انّ حرف اور کاف مخاطب کی ضمیر ہے۔

اور مجرور متصل کی ضمیر حرف کے ساتھ بھی جُڑ سکتی ہے اور یہ ضمیر اسم کے ساتھ بھی جڑ سکتی ہے۔اسم کے ساتھ جب جڑ جائے تو یہ مُضاف الیہ بن جاتا ہے۔ جیسا کہ کتابی میں "کتاب" مضاف ہے اور "یا" ضمیر متکلم کی "مضاف الیہ" ہے۔

دُوُّم: اسمائے اشارات: اسمائے اشارات وہ اسماء جو کسی چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لئے استعمال کی جائے۔ جیسے ھٰذا "یہ"۔ اسمیں کسی چیز کی طرف اشارہ کیا گیا۔ اسی طرح "ھو" اس میں بھی کسی شخص کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ "ھو" میں جو اشارہ کیا جاتا ہے وہ ذہن میں ہوتا ہے اور مخاطَب کو خود بخود سمجھ آتا ہے۔ اور "اسم اشارہ" میں جو اشارہ ہے وہ حسّی اشارہ ہے یعنی آنکھوں سے نظر آئے۔ یعنی ہاتھ سے یا انگلی سے کسی طرف اشارہ کرنا۔ اس کے بعد مخاطَب کو سمجھ آئے گا۔

ذا بمعنیٰ "یہ" اور یہ واحد مذکر کے لئے آتا ہے۔ اور اسی "ذا" کے ساتھ عموما عرب "ھا" ملا لیتے ہیں، اور کہتے ہیں "ھٰذا"۔ اس میں "ذا" اسم اشارہ ہے۔ اور "ھا" تنبیہ کے لئے ہے۔ و ذانِ و ذَینِ اور ذان یا ذین تثنیہ مذکر کے لئے آتے ہیں۔رفع کے مقام میں ذان اور نصب یا جر کے مقام میں ذین استعمال ہوگا۔ اور عموما "ھا" کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جیسا کہ "ھٰذان اور ھٰذین"۔ و تا و تی و تِہ و ذِہ و ذِھی و تِھی یہ سارے واحد مؤنث کے لئے ہیں۔ جیسا کہ "ھٰذہ"۔پس ھٰذہ میں یہ ذِہ اسم اشارہ ہے اور ھا تنبیہ کے لئے جڑی ہوئی ہے۔ و تان و تَین یہ تثنیہ مؤنث کے لئے ہیں۔ رفع والا مقام ہو تو تان استعمال کرتے ہیں۔ اور نصب اور جر والا مقام ہو تو تین استعمال کرتے ہیں۔ واُولاءِ بمد اور اولاء مد کے ساتھ یہ بھی اسم اشارہ ہے بمعنیٰ "یہ سب"۔ و اُولیٰ بقصر اور اولیٰ یہ قصر کے ساتھ ہے یعنی مد نہیں ہے بمعنیٰ "یہ سب"۔ یہ مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ ان دونوں کے ساتھ ہمزہ کے بعد واو لکھنا ضروری ہے لیکن پڑھتے نہیں۔ قدیم زمانے میں زبر، زیر اور پیش اور نقطے نہیں ہوتے تھے۔ پس اگر اولیٰ میں واو نہیں لکھتا تو پھر "اِلیٰ" حرف جر کا احتمال ہو سکتا تھا۔

سِوُّم: اسمائے موصولہ: اسم غیر متمکن کی تیسری قسم اسمائے موصولہ ہیں۔اسم موصول کا ترجمہ عموما "وہ جو کہ" کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور "وہ جو کہ" کے ساتھ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ تو اس کے لئے پھر صلہ چاہیے ہوتا ہے۔ اور صلہ جملہ ہوتا ہے۔تو اسم موصول کلام میں جب بھی آئے گا تو اس کے ساتھ ایک جملہ آئے گا جڑا ہوا اور اسکو اسکا صلہ کہتے ہیں۔

الذی واحد مذکر کے لئے بمعنیٰ "وہ جو کہ" اللذان یہ تثنیہ مذکر کے لئے حالت رفعی میں و اللذَیْنِ یہ تثنیہ مذکر کے لئے حالت نصبی اور حالت جری میں۔ و الّذِینَ یہ جمع مذکر کے لئے آتا ہے۔اور یہ تینوں حالتوں میں اسی طرح رہتا ہے۔ کتاب میں دو لام آئے ہیں یہ کتابت کی غلطی ہے۔

الّتی واحد مؤنث کے لئے اللتان تثنیہ مؤنث کے لئے حالت رفعی میں و اللتَیْنِ تثنیہ مؤنث کے لئے حالت نصبی اور جری میں۔ و اللّاتی و اللّواتی یہ دونوں جمع مؤنث کے لئے ہیں۔ جو اسم موصول الف لام سے شروع ہوتا ہے اُس میں "الذی، الذین اور التی" یہ تین ایسے اسم موصول ہیں جس میں ایک لام لکھا جاتا ہے۔ باقی جتنے بھی اسم موصول الف لام سے شروع ہوتا ہے اُس میں دو لام لکھے جاتے ہیں جیسا کہ "اللذان، اللذین، اللتین، اللاتی، اللواتی"۔

و مَا و من اور "ما" اور "مَن" یہ بھی اسمائے موصولہ ہیں۔ البتہ "ما" غیر ذوی العقول کے لئے عام استعمال ہوتا

ہے۔ جبکہ "من" ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ انسان، جنات اور فرشتے ان کو ذوی العقول کہا جاتا ہیں۔ نیز یہ "ما اور من" مفرد، تثنیہ اور جمع تینوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

و أیٌّ و ایّۃٌ اسی طرح ایٌّ اور ایّۃٌ بھی اسمائے موصولہ ہیں۔

و الف و لام بمعنی الذی اور وہ "الف لام" جو الذی کے معنیٰ میں ہو وہ بھی اسم موصول ہے۔ در اسم فاعل و اسم مفعول، اسم فاعل اور اسم مفعول میں چوں: الضّاربُ والْمضروبُ، الف لام دراصل حرف ہے، جیسا کہ الرجل میں الف لام حرف ہے۔ لیکن جو الف لام اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغوں پر آتا ہے وہ حرف نہیں ہے وہ اسم ہے یعنی اسم موصول ہے۔ الضارب کا ترجمہ کرتے وقت الف لام کی جگہ الذی لاؤ اور ضارب کے لئے فعل معروف یضربُ لے آؤ۔ تو الضارب سے الذی یضرب بن گیا، بمعنیٰ "وہ جو کہ پٹھائی کرتا ہے" اور یہی معنیٰ الضارب کا بھی ہے۔ اور المضروب میں بھی الف لام کی جگہ الذی جبکہ مضروب کی جگہ فعل مجہول یُضربُ لے آؤ تو یہ بن جائے گا، "الذی یُضرَب" بمعنیٰ "وہ جس کی پٹھائی کی جاتی ہے"۔

و ذو بمعنی الذی درلغت بنی طے، اور وہ "ذو" جو قبیلہ بنی طے کی زبان میں الذی یعنی اسم موصول کے معنیٰ میں آتا ہے۔عام عرب کے نزدیک "ذو" الذی اسم موصول کے معنیٰ میں نہیں آتا۔ خاتم طائی بنی طے سے تھا۔ طائیٌّ کا مطلب ہے طے قبیلے والا۔ خاتم طائی اہل ایمان میں سے تھا، اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر تھا۔ اور آپﷺ کی بعثت سے کچھ قبل اسکا انتقال ہو گیا تھا۔ اور عدی بن خاتم رضی اللہ عنہ صحابی رسولﷺ ہے۔ نحو: جاءنی ذو ضربک، جیسے "جاءنی ذو ضربک"۔ تو ذو کی جگہ "الذی" لاؤ۔ تو بن جائے گا "جاءنی الذی ضربک" بمعنیٰ "میرے پاس آیا وہ جس نے آپ کی پٹھائی کی"۔ یہاں پر "ذو" اسم موصول ہے اور ضربک پورا جملہ اس کا صلہ ہے۔ موصول صلہ مل کر جاء کے لئے فاعل ہے۔

بدانکہ أیٌّ و أیّۃٌ معرب ست، جان لے تو کہ ایٌّ اور ایّۃٌ معرب ہے۔چونکہ مصنفؒ نے اسمائے موصولہ سارے کے سارے ذکر کئے اور اسمائے موصولہ مبنی ہوتے ہیں۔ اس لئے یہاں پر وضاحت فرمائی کہ ای اور ایۃ معرب ہیں۔ ایٌّ اور ایّۃٌ کے استعمال کے چار طریقے ہیں۔اُن چار میں سے تین صورتوں میں یہ معرب ہے اور ایک صورت میں یہ مبنی ہے۔ چونکہ ایک صورت میں یہ مبنی تھے اس لئے یہاں اسکو مبنی کے بحث میں ذکر کر دیا۔

چہارم: اسمائے افعال اسم غیر متمکن کی چوتھی قسم اسمائے افعال ہیں۔ اسمائے افعال اصل میں اسم ہیں لیکن معنیٰ فعل والا دیتا ہیں۔ اور یہ فعل اس لئے نہیں کہ فعل کا کوئی علامت قبول نہیں کرتا۔ و آن بر دو قسم ست: اور وہ دو قسم پر ہے۔ اول: بمعنی امر حاضر، پہلی قسم امر حاضر کے معنیٰ میں۔ چونکہ امر حاضر مبنی الاصل ہے۔ اور اسمائے افعال کی مشابہت یہاں مبنی الاصل کے ساتھ ہوئی تو اسمائے افعال بھی مبنی بنا۔ چوں: رُوَید روید بمعنیٰ اَمْہِلْ مہلت دے دیں۔ یعنی امہل زیدًا : زید کو مہلت دے دو۔ یا روید زیدًا بمعنیٰ زید کو مہلت دے دو۔ و بلْہَ چھوڑ دے۔ و حَیَّہل لاؤ یا متوجہ ہو جاؤ و ہَلُمَّ، آؤ یا لاؤ کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہیں۔ دوم: بمعنی فعل ماضی، اسمائے افعال کی دوسری قسم فعل ماضی کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔ چوں: ہیہات بمعنیٰ بَعُدَ دور ہوا، ہیہات زیدٌ، یا بَعد زیدٌ، زید دور ہوا۔ و شتّانَ جدا ہوا، شتان زیدٌ زید جدا ہوا۔ اسم فعل میں مبالغہ ہوتا ہے۔ یعنی اگر یوں کہنا ہے کہ "زید دور ہوا تو "بَعُدَ زیدٌ" اور "زید بہت دور ہو تو اس کے لئے ہیہات زیدٌ" ۔ اسی طرح شتان میں بھی مبالغہ ہے۔ اگر "زید جدا ہوا کہنا ہے تو شتان زید اور اگر یوں کہنا ہے کہ زید خوب جدا ہوا یا بہت جدا

ہوا تو یوں کہنا ہوگا کہ شتان زیدٌ"۔ نیز اسم فعل مضارع کے معنیٰ میں بھی آتا ہے چونکہ وہ قلیل ہے اس لئے اُسکو ذکر نہیں کیا۔

پنجُم: اسمائے اصوات،پانچوں اسم غیر متمکن اسمائے اصوات ہیں۔ خوشی یا غم کے وقت جو آواز انسان نکالتا ہے، یا جانور کو بلانے کے لئے جو مخصوص آواز نکالتا ہے یا تکلیف کے وقت انسان کے منہ سے جو آواز نکلتی ہے، یا مختلف حیوانات کے آوازوں کو نقل کرنا اسکو اسمائے اصوات کہتے ہیں۔ چوں: اُح اُح اُح اُح کھانسی کی آواز ہے۔ و اُفٍّ یہ کسی چیز سے تنگ ہونے اور تکلیف میں ہونے کی آواز ہے۔ و بَخٍ اور بخ بخ یہ خوشی کی آواز ہے جیسا اردو میں واہ واہ۔ و نَخٍ اور نخ یہ آواز اونٹ کو بٹھانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ و غاقِ، اور غاقِ یہ کوّے کی آواز ہے۔ جیسا کہ اردوں میں کائیں کائیں۔

ششُم: اسمائے ظُروف: اسم غیر متمکن کی چھٹی قسم اسمائے ظروف ہیں۔ظرف: برتن، جو چیز زمانے یا جگہ پر دلالت کرے تو اسکو ظرف کہتے ہیں۔ یہ جو وقت ہے اور جگہ ہے اس نے ہمارے ہر فعل کو گھیرا ہوا ہے۔

ظرف زمان، چوں: اذ و اذا یہ دونوں "جب" کے معنیٰ میں ہے۔ لیکن اذ ماضی کے لئے آتا ہے اور اذا مستقبل کے لئے آتا ہے۔ و متی بمعنیٰ کب یا "جب بھی"۔ و کیف بمعنیٰ کیسا و أیّانَ بمعنیٰ کب و أمسِ بمعنیٰ گذشتہ کل، غدًا آنے والا کل۔ و مُذ و مُنذُ یہ ابتدائے وقت کے لئے یا سارے وقت کے لئے آتے ہیں۔ و قطُّ ماضی کے لئے آتا ہے۔ سارے ماضی کا احاطہ کرتا ہے۔ و عَوْضُ یہ مستقبل کے لئے آتا ہے۔ و قبلُ و بعدُ، و قتیکہ مضاف باشند اور قبلُ اور بعدُ بھی مبنی ہیں لیک اُس وقت کہ جب یہ مضاف ہو۔ و مضاف الیہ محذوف منوی باشد، اور ان دونوں کا یعنی قبلُ اور بعدُ کا مضاف الیہ مخذوف منوی ہو۔ یعنی نیت میں ہو۔ یاد رکھو قبل اور بعد ہمیشہ مضافٌ الیہ چاہتا ہیں۔ قبلُ: پہلے، مثلا جمعہ سے پہلے تو قبلَ الجمعةِ کہنا ہوگا۔ بعدُ: بعد میں ای بعدَ الجمعةِ۔ قبل اور بعد کے استعمال کے تین طریقے ہیں۔

1۔ ایک صورت یہ ہے کہ جب عبارت میں آپ قبل اور بعد لاتے ہیں اور آگے مضافٌ الیہ بھی ذکر کرتے ہیں۔
2۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آپ مضافٌ الیہ لفظوں سے خذف کرتے ہیں، لیکن نیت میں پھر بھی ہے۔
3۔ تیسری صورت یہ ہے کہ آپ مضاف الیہ لفظوں سے بھی خذف کرتے ہیں اور ذہن میں بھی نہیں رکھتے۔

مثلا جاءنی زیدٌ قبلَ عمروٍ یہاں عمرو مضاف الیہ ہے اور لفظوں میں ذکر ہے۔ اس صورت میں قبل منصوب بنا۔ اور اگر عمرو جو یہاں پر مضاف الیہ ہے اسکو لفظوں سے خذف کرے لیکن نیت میں پھر بھی ہے تو "جاءنی زیدٌ قبلُ" کہنا ہوگا۔ یہاں قبلُ مبنی ہے۔ یہاں پر مخاطَب یعنی سننے والے کو پتہ ہوتا ہے کہ متکلم نے عمرو کو خذف کیا اور نیت میں مراد ہے۔ اور ترجمہ بھی یوں کرنا ہوگا، "آیا میرے پاس زید عمرو سے پہلے"۔ یہاں چونکہ قبل کا مضاف الیہ خذف کیا تو قبل کا نقصان ہوا اس لئے قبل کو مبنی علی الضم کردیا۔ اور اگر نیت سے بھی خذف کردے تو پھر یوں کہنا ہوگا، "جاءنی زیدٌ قبلًا" یعنی آیا میرے پاس زید پہلے۔
ان تین طریقوں میں جو دوسرا طریقہ ہے اس میں قبلُ اور بعدُ مبنی علی الضم ہوتا ہیں۔

و ظرف مکان، چوں: حیثُ یہ جگہ کے لئے آتا ہے۔ "جہاں"۔ و قُدّامُ پہلے یا آگے و تحتُ نیچے و فوقُ بمعنیٰ اوپر وقتیکہ مضاف باشند، و مضاف الیہ محذوف منوی باشد یعنی قدامُ، تحتُ اور فوقُ اُس وقت مبنی علی

الضم ہوگا جب اسکا مضافٌ الیہ محذوف ہو لیکن نیت میں مراد ہو۔ اور ان تینوں کے استعمال کے بھی وہی تین طریقے ہیں جو قبلُ اور بعدُ میں تفصیل سے گزرا۔

ظروف اور بھی ہے لیکن یہاں پر وہ ذکر کر رہے ہیں جو مبنی ہیں۔

ہفتم: اسمائے کنایات، اسم غیر متمکن کی ساتھویں قسم اسمائے کنایات ہیں۔ کنایہ کا مطلب ہے کہ کسی چیز کو صاف لفظوں میں ذکر نہ کیا جائے۔ مثلا "زید لمبے قد والا ہے۔" تو یہ صراحتًا بات ہوئی۔ اگر کوئی ایسا کہے کہ "زید لمبی قمیص والا ہے۔" تو یہاں اُس نے کنایہ کیا۔ لمبی قمیص سے اسکا مراد زید کا لمبا قد ہے۔ اور اگر لمبی قمیص سے اسکا مراد لمبی قمیص ہو تو پھر یہ کنایہ نہیں۔کنایہ اُس وقت ہوگا کہ جب لمبی قمیص کا بولا اور ارادہ لمبی قد کا کیا۔ یعنی لفظ ایک بولا اور ارادہ دوسرے معنیٰ کا کیا۔ چوں: کم و کذا کنایت از عدد کم اور کذا یہ عدد سے کنایہ ہے۔ و کیت و ذیت کنایت از حدیث، اور کیت اور ذیت یہ دونوں بات سے کنایہ ہیں۔

ہشتُم: مرکب بنائی، چوں : احد عشر آٹھواں اسم غیر متمکن مرکب بنائی ہے۔ احدَ عشرَ اصل میں احدٌ و عشرٌ تھا۔ احدٌ یہ الگ اسم اور عَشَرٌ یہ الگ اسم، درمیان میں واو تھا۔ یہ درمیان والا واو یا تو اسکو خذف کر لیا گیا یا یوں کہے کہ یہ عشرٌ میں چھپ گیا۔ اور دونوں کو ملا کر ایک کر دیا یعنی احدَ عشرَ۔ اور یہ دونوں جز مبنی بر فتحہ ہیں۔ احدَ عشر سے لے کر تسع عشر تک ما سوائے اثنا عشر کے یہ سارے مبنی بر فتحہ ہیں۔ اثنا عشر کا پہلا جز معرب ہے۔ حالت رفعی میں اثنا عشرہ اور حالت نصبی اور جری میں اثنی عشر ۔

فصل

بدانکہ اسم بردو ضرب است:جان لے تو کہ اسم دو قسم پر ہے معرفہ و نکرہ،معرفہ اور نکرہ معرفہ آں ست معرفہ وہ ہے۔ آں کے نون پر زبر پڑھنا یعنی آنَسْت پڑھنا کہ موضوع باشد برائے چیزے معین، کہ موضوع ہو کسی معین چیز کے لئے، موضوع: مقرر کیا گیا، متعین کیا گیا۔ مثلاً زید کے والدین نے زید کے لئے "زید" نام مقرر کیا۔ عربی میں اسے وضع کہتے ہے۔ تو یوں کہیں گے کہ زید موضوع ہے۔ و آں بر ہفت نوع ست: اور وہ سات قسم پر ہے۔

[1] اول: مضمرات معرفہ کی پہلی قسم مضمرات یعنی تمام ضمیریں ہیں۔ کیونکہ ضمیریں معین ذات پر دلالت کرتی ہیں۔[2] دُوُم اعلام معرفہ کی دوسری قسم اعلام ہے۔ اعلام جمع ہے عَلَم کی، اور علم نام کو کہتے ہیں۔ چوں: زیدٌ و عمرٌو جیسا کہ زید اور عمرو۔ و [3] سوم: اسمائے اشارات، معرفہ کی تیسری قسم اسمائے اشارات ہیں۔ یہ بھی کسی معین چیز پر دلالت کرنے کے لئے آتا ہے۔ جیسا کہ "ھٰذا"۔ [4] چہارم:اسمائے موصولہ، معرفہ کی چوتھی قسم اسمائے موصولہ ہے۔ جیسا کہ الذی بمعنیٰ "وہ جو کہ"۔ اور یہ صلہ کے بغیر پورا نہیں ہوتا۔ وایں دو قسم را مبہمات گویند، اور ان دو قسموں کو مبہمات کہتے ہیں۔ یعنی اسمائے اشارات اور اسمائے موصولہ۔یہ دونوں متعین بھی ہیں اور مبہم بھی ہیں۔ متعین اس لئے کہ یہ کسی متعین ذات پر دلالت کرتے ہیں۔اور اسمائے اشارات اور اسمائے موصولہ کو مبہم اس لحاظ سے کہتے ہیں کہ اسم اشارہ محتاج ہے مشارٌ الیہ کا۔ مشارٌ الیہ: جس چیز کی طرف اشارہ کیا جائے اُسے مشارٌ الیہ کہتے ہے۔ جیسا کہ کوئی کتاب کی طرف اشارہ کر کے کہے "ھٰذا" تو کتاب یہاں پر مشارٌ الیہ ہوا۔ مشارٌ الیہ کے سمجھنے کے دو طریقے ہیں۔ یا تو مشارٌ الیہ کی طرف ہاتھ یا انگلی سے اشارہ کیا جائے۔ جیسا کہ ھٰذا کتابٌ میں۔ اور یا مشارٌ الیہ کا نام لیا جائے۔ جیسا کہ "ھٰذا الکتاب"۔ اسی طرح اسم موصول کا معنیٰ بھی بغیر

صلہ کے سمجھ میں نہیں آئیں گا۔ مثلاً الذی بمعنیٰ وہ جو کہ۔ تو الذی کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ اگر الذی کے بعد "ضربک" صلہ لایا جائے تو معنیٰ سمجھ میں آئے گا۔ یعنی وہ جو کہ جس نے آپ کی پٹھائی کی۔

[5]پنجم معرفہ بہ ندا، معرفہ کی پانچویں قسم معرفہ بہ ندا ہے یعنی آواز دے کر معرفہ بنانا۔ جیسا کہ یا زیدُ یا رجلُ وغیرہ۔ چوں: یا رجلُ "یا حرف ندا" نکرہ کو معرفہ بناتا ہے۔ یا رجلُ میں اب "رجل" معرفہ ہے۔ "یا" حرف ندا جب کسی متعین ذات کی طرف ہو تو پھر یہ نکرہ سے معرفہ بناتا ہے۔ لیکن جب "یا" حرف ندا کسی غیر متعین ذات کی طرف ہو تو پھر یہ معرفہ نہیں۔ جیسا کوئی نابینا یا عام آدمی بھی کسی راستے میں کھڑا ہے اور وہ کہتا ہے کہ "یا رجلا"۔ اب وہ کسی متعین کو آواز نہیں دیتا بلکہ جو بھی قریب ہو وہ سب منادیٰ بن جاتے ہیں۔ اب رجلا کوئی متعین ذات نہیں اس لئے نکرہ ہے۔ [6]ششُم: معرفہ بالف و لام، معرفہ کی چھٹی قسم وہ معرفہ ہے جو الف لام کے ذریعے معرفہ بنا دیا جائے۔ چوں: الرجل، رجل: کوئی آدمی یا ایک آدمی، جاءنی رجلٌ امسِ کوئی آدمی آیا تھا کل میرے پاس۔اب جب ایک مرتبہ اُس آدمی کا ذکر کیا گیا اب وہ نکرہ نہ رہا۔ اب میں کہتا ہوں کہ "میں نے اُس آدمی کا اکرام کیا" تو اب رجل کی جگہ الرجل استعمال کیا جائے گا کیونکہ اب وہ آدمی متعین ہوا۔ "فاکرمتُ الرجُلَ"۔ الرجل: وہ آدمی 7ہفتم: مضاف بہ یکی اَزِ ینٖہا، معرفہ کی ساتھویں قسم جو مضاف ہو کسی ایک کو اِن میں سے۔یعنی ان میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو۔ یعنی پہلے جو چھ قسمیں گزرے۔ ان میں سے معرفہ بہ ندا کو نکال کر باقی پانچ کی طرف کوئی اسم مضاف ہو تو وہ بھی معرفہ بن جائے گا۔ چوں: غلامُهُ و غلامُ زید، و غلامُ هذا، و غلام الذی عندی، و غلامُ الرجل، غلام نکرہ تھا۔ لیکن اضافت کی وجہ سے معرفہ بن گیا۔

اَزینہا اصل میں از ایں ہا ہے۔ از بمعنیٰ سے، ایں بمعنیٰ یہ، اور فارسی میں جمع کے لئے ہا جوڑ دیتے ہیں۔مثلا کتاب: ایک کتاب، کتابٖہا: کئی کتابیں۔قلم: ایک قلم، قلمہا: کئ کتابیں، ازینہا: یہ سب

و نکرہ آں است کہ موضوع باشد برائے چیزی غیر معین،اور نکرہ وہ ہے جس کو غیر معین چیز کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ چوں : رجلٌ و فرسٌ،

اسم کی تقسیم جنس کے اعتبار سے۔ بدانکہ اسم بر دو صِنف ست: جان لے تو کہ اسم دو قسم پر ہیں۔ صِنف: قسم، صنف ست کو صنفَ شت پڑھنا مذکر و مؤنث ، مذکر آنَست مذکر وہ ہے کہ دَرُو کہ اُس میں، دَرُو اصل میں درْ اُو تھا۔ در کا معنیٰ میں اُو کا معنیٰ اُس، علامت تانیث نبا شد، تانیث کی کوئی علامت نہ ہو۔ چوں: رجلٌ، جیسے رجل و مؤنث آنست کہ در علامت تانیث باشد،اور مؤنث وہ ہے کہ جس میں علامت تانیث ہو۔ چوں: اِمرأةٌ، و علامت تانیث چہار ست : [1]تا چوں: طلحة، و [2]الف مقصورة، قصر: چھوٹا، الف مقصورة بھی عام الف ہے۔ اس کو زیادہ کھینچنا نہیں۔ چوں:حُبلیٰ، حُبلیٰ: حاملہ و [3]الف ممدودہ، مد: کھینچنا، ممدودہ: جس کو کھینچا جائے چوں : حَمرآءُ، الف مقصورة اور الف ممدودة ہمیشہ مؤنث کے لئے نہیں آتے۔ عربی زبان میں یہ اور مقاصد کے لئے بھی آتے ہیں۔ وہ الف مقصورة اور الف ممدودة تانیث کے لئے جو ہوتے ہیں اُن کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ تین یا تین سے زیادہ حروف اصلی کے بعد آئیں گے۔ حبلیٰ میں حا، با اور لام حروف اصلی ہیں۔ اسی طرح حمرآء میں حا میم اور را تین حروف اصلی ہیں۔ اسی طرح عصیٰ میں الف مقصورة تانیث والا نہیں کیونکہ یہ دو حروف اصلی کے بعد آیا۔ و [4]تائے مقدرہ، تانیث کی چوتھی مثال تائے مقدرة ہے۔ قدّر یُقَدِّرُ تقدیر

بمعنیٰ فرض کرنا۔ یہ فرض کیا جاتا ہے حقیقت میں موجود نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ارضٌ اصل میں ارضۃٌ تھا۔ اسکے آخر میں گول تا جڑی ہوئی تھی۔پھر گول تا کو ختم کر دیا گیا تو ارضٌ رہ گیا۔ چوں: ارض جیسا کہ ارضٌ کہ دراصل ارضۃ بودہ است کہ یہ اصل میں ارضۃ تھی۔ آخر میں گول تا موجود تھی۔ جب کسی لفظ کا اصل نکالتے ہیں تو اُس لفظ کا تصغیر یا جمع تکسیر معلوم کرنا پڑھتا ہے۔ کسی لفظ میں تصغیر پیدا کرنے کے لئے اُسے عموما فُعیلٌ یا فعیلۃٌ کے وزن پر لے جاتے ہیں۔ جیسے کتاب سے کُتیبٌ، رجل سے رُجیلٌ اور ارضٌ کی تصغیر اُریضۃ ہے۔ پس تصغیر میں گول تا آ رہی ہے۔ اور ارضٌ میں گول تا نہیں ہے۔ پس ارضٌ میں گول تا مقدر ہے۔ بَدلیل اُریضۃ اریضۃ کی دلیل کی وجہ سے۔ زیرا کہ اس لئے کہ، زیرا : اس لئے تصغیر اسماء را تصغیر اسماء کو باصل خُود اپنی اصل پر بُرَد، لے جاتی ہے، یعنی کہ تصغیر اسماء کو اپنے اصل پر لے جاتی ہے۔ و این را مؤنث سِماعی گُویَند اور اسکو مؤنث سماعی کہتے ہیں۔ یعنی جس لفظ میں تائے مقدرہ مانی جائے اُسے مؤنث سماعی کہتے ہیں۔ اس طرح شمسٌ، دارٌ، حمرٌ(شراب)، نارٌ، عینٌ(آنکھ) وغیرہ بھی مؤنث سماعی ہے۔

و بدانکہ مؤنث بر دو قسم ست: اور جان لے تو کہ مؤنث دو قسم پر ہیں۔ [1]حقیقی و [2]لَفظی، ایک مؤنث حقیقی ہے اور ایک مؤنث لفظی

حقیقی آنست مؤنث حقیقی وہ ہے کہ بَازائے او کہ اُس کے مقابلے میں حیوانے مذکر باشد، کوئی مذکر حیوان ہو۔ چوں: امراۃ جیسا کہ امراۃٌ کہ بازائے او رجلٌ است کہ اُس کے مقابلے میں رجل ہے۔ و ناقۃ کہ بازائے او جملٌ است، اور ناقۃ بھی مؤنث حقیقی ہے کیونکہ اُسکے مقابلے میں جمل ہے۔

و لفظی آنست اور مؤنث لفظی وہ ہے۔ کہ بازائے او حیوانے مذکر نباشد،کہ اُس کے مقابلے میں کوئی مذکر حیوان نہ ہو ۔ چوں: ظلمۃ(تاریکی) و قوۃ جیسا کہ ظلمۃ اور قوۃ۔

درس 18۔ اسم کی دوسری تقسیم افراد کے اعتبار سے۔(اثنانِ، اثنتانِ، کلا اور کلتا یہ بھی دو پر دلالت کرتے ہیں لیکن اسکو مثنیٰ یا تثنیہ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ مثنیٰ یا تثنیہ اُسے کہتے ہیں جسکا کوئی مفرد عربی میں موجود ہو اور اسکے ساتھ "الف اور نونِ مکسورہ" یا "یا اور نون مکسورہ ملا دیا جائے"۔کلاھما: وہ دونوں مذکر، کلتا ھما: وہ دونوں مؤنث۔) بدانکہ اسم بر سہ صنف ست: جان لے تو کہ اسم تین قسم پر ہے۔ واحد و مثنی و مجموع، واحد، مؤنث اور مجموع یعنی مفرد، تثنیہ اور جمع۔ واحد آنست کہ دلالت کند بر یَکے، واحد وہ ہے جو ایک پر دلالت کرے۔ چوں : رجل، جیسے رجلٌ و مثنی آنست کہ دلالت کُند بر دو اور مثنیٰ وہ ہے جو دو پر دلالت کرے۔ بسبب آنکہ اس وجہ سے کہ الف یا یائے ما قبل مفتوح الف یا ایسی "یا" جس کا ماقبل مفتوح ہو و نونی مکسورہ اور نونِ مکسورہ بَآخِرش اُسکے آخر میں پیوندد، جڑ جائے۔ یعنی حالت رفعی میں تثنیہ وہ ہے کہ مفرد کے آخر میں الف اور نون مکسورہ جوڑ دی جائے۔ جیسے رجلٌ سے رجلانِ۔ اور حالت نصبی اور جری میں تثنیہ وہ ہے کہ مفرد کے آخر میں یا اور نون مکسورہ جوڑ دی جائے۔ نیز یا کا ما قبل مفتوح ہونا چاہیے۔ جیسا کہ رجلٌ سے رجلَیْنِ۔ چوں : رجلان و رجلین جیسا کہ رجلان اور رجلین۔ ان دونوں کا مفرد رجلٌ تھا۔

جمع کے لئے بھی ضروری ہے کہ اُسکا مفرد موجود ہو۔اور پھر اُس مفرد میں کوئی تبدیلی کی جائے۔ کبھی یہ تبدیلی لفظوں کے اعتبار سے کی جاتی ہے جیسا کہ رجل سے رجال۔ اور کبھی یہ تبدیلی تقدیرا ہوتی ہے۔ جیسا کہ

فُلکٌ بروزن فُعلٌ(کشتی) یہ مفرد اور اسکی جمع بھی فُلکٌ بروزن فُعلٌ (کشتیاں)۔لہٰذا نحوی حضرات جب فُلکٌ (مفرد) کا وزن بتاتے ہیں تو فلک بروزن قُفْلٌ بتاتے ہیں، جسکا جمع اقفال(تالے) آتا ہے۔ اور یہی فُلکٌ جب جمع ہو تو نحوی حضرات فرماتے ہیں کہ یہ اُسدٌ کے وزن پر ہے۔ شیر کو اَسَد کہتے ہیں اور اسکی جمع اُسْدٌ آتا ہے۔ ایک کتاب کا نام اُسدُ الغابة ہے۔ اسد الغابة بعمنیٰ جنگل کے شیر۔ اگر کوئی لفظ دو یا دو سے زیادہ پر دلالت کرے لیکن اُسکا مفرد موجود نہ ہو تو اُسے جمع نہیں کہتے جیسا کہ قومٌ۔ اور پھر اسکو اسم جمع کہتے ہیں۔ یعنی رجال جمع ہے اور قوم اسم جمع ہے۔ اسی طرح جماعۃ بھی اسم جمع ہے۔ لفظی اعتبار سے قوم مفرد ہے۔ اور اسکا جمع اقوام آتا ہے۔اسی طرح جماعۃ کی جمع جماعات آتی ہے۔ و مجموع آنست اور مجموع وہ ہے کہ دلالت کند بر بیش از دو کہ وہ دو سے زیادہ پر دلالت کرے بسبب آنکہ اس وجہ سے کہ تغیری در واحدش کردہ باشند، کہ اُسکے واحد میں عربوں نے کوئی تبدیلی کی ہو۔ لفظا یا تو وہ تبدیلی لفظا ہوگی۔ چوں: رجال، یا تقدیرا، چوں: فُلکٌ کہ واحدش نیز فلک ست کہ اسکا واحد بھی فلکٌ ہے۔ نیز بمعنیٰ بھی۔ بروزن قفل، قُفلٌ کے وزن پر۔ و جَمْعَشْ ہَم فلک اور اسکی جمع بھی فُلکٌ۔ جمعش میں شین اُس کے لئے آتا ہے۔ یعنی اُسکی جمع، اور ہَم بمعنیٰ بھی۔ بروزن اُسد،اُسْدٌ کے وزن پر۔

بدانکہ جمع باعتبار لفظ بر دو قسم ست: جان لے تو کہ جمع لفظ کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔ جمع تکسیر و جمع تصحیح، جمع تکسیر آنست جمع تکسیر وہ ہے کہ بنائے واحد درو سلامت نبا شد، کہ واحد کی وزن اُس میں سلامت نہ رہے، بنا:وزن چوں: رجال و مساجد، جیسے رجل کی جمع رجال اور مسجد کی جمع مساجد، وَ اَبْنِیَۃْ جمع تکسیر اور جمع تکسیر کے جو اوزان ہے در ثلاثی ثلاثی میں، بسماع تعلق دارد،وہ سماع سے تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی کوئی خاص ضابطہ نہیں۔یعنی جیسا عربوں سے سنا ہے ویسا استعمال کرنا پڑے گا۔ ابنیہ بنا کی جمع ہے بمعنیٰ اوزان و قیاس را درو مجالے نیست، اور قیاس یعنی قانون کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ مجال: جائے جولاں یعنی گھومنے کی جگہ مراد ہے دخل۔

اما درباعی و خماسی بروزن فعاللٌ آید،باقی رباعی اور خماسی میں جمع مکسَّر فعالل وزن پر آتی ہے۔ چوں: جَعْفَرٌ و جعافرُ جعفر کے کئی معانی آتے ہیں ایک معنیٰ نہر ہے۔ وجحمرشٌ و جحامرُ اور جحمرش کی جمع جحامر بروزن فعاللُ بَحَذف حرف خامس پانچویں حرف کے حذف کے ساتھ ہے۔ جحمرش کا ایک معنیٰ بوڑھی عورت ہے۔

و جمع تصحیح آنست اور جمع تصحیح یا جمع سالم وہ ہے کہ بنائے واحد درو سلامت ماندَ، کہ واحد کا وزن اُس میں سلامت رہتا ہے۔ وآں بر دو قسم ست:اور یہ دو قسم پر ہے۔ جمع مذکر و جمع مؤنث،ایک جمع مذکر سالم ہے اور دوسرا جمع مؤنث سالم ہے۔

جمع مذکر آنست جمع مذکر وہ ہے کہ واوی ما قبل مضموم کہ ایسا واو کہ جس کا ما قبل حرف مضموم ہو یا یائے ما قبل مکسور یا ایسی یا جس کا ماقبل حرف مکسور ہو و نونے مفتوح در آخرش پیوند، اور نون مفتوح کو اُس کے آخر میں جوڑ دیں۔ چوں : مسلمون و مسلمین،

و جمع مؤنث آنست اور جمع مؤنث وہ ہے کہ الفِ با تائے بآخرش پیوندد، کہ الف لمبی تا کے ساتھ اُس کے آخر میں جوڑ دیں۔ چوں: مسلماتٌ۔

افراد کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں: و بدانکہ جمع باعتبار معنی بر دو نوع است: اور جان لے تو کہ جمع معنیٰ کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔ [1]جمع قلّت و [2]جمع کثرت، ایک جمع قلت اور دوسرا جمع کثرت جمع قلت آنست جمع قلت وہ ہے کہ بر کم از دَہ اطلاق کُنَنْد، کہ دس سے کم پر اُس کا اطلاق کرتے ہیں۔ یعنی دس سے کم افراد پر جمع قلت بولتے ہیں اور دس یا دس سے زیادہ پر جمع کثرت بولتے ہیں۔ و آن را چہار بناست: اور اسکے چار وزن ہیں۔ بنا:وزن [1]اَفْعُلٌ مثل اکلُبٌ، اکلُب جمع ہے کلْب کی۔ و [2]افعالٌ چوں اقوالٌ، قول: بات و اَفْعِلَةٌ مثل: اعونة اعوِنَةٌ یہ جمع ہے عَوْن یا عوان کی۔عون: مدد کرنے، یا سپاہی، والا، عوان: اُدھیڑعمر یعنی درمیانی عمر والا، و فِعْلَةٌ چوں غِلمة علمة جمع ہے غلام کی۔ غلام بمعنیٰ لڑکا، و دو جمع تصحیح بی الف و لام یعنی مسلمون و مسلمات اور وہ دو جمع تصحیح بغیر الف لام کے بھی جمع قلت کے اوزان ہیں۔ یعنی مسلمون و مسلماتٌ۔ یعنی جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم یہ جو دو صحیح جمع ہیں۔اگر ان پر الف لام داخل نہ ہو تو یہ بھی جمع قلت پر دلالت کرتے ہیں۔ و جمع کثرت آنست اور جمع کثرت وہ ہے کہ بر دہ و بیشتر از دہ اطلاق کنند کہ دس پر اور دس سے زیادہ پر اُس کا اطلاق کرتے ہے۔ و ابنیہ آن اور اُس جمع کثرت کے اوزان ہر چہ غیر ازین شش بناست ہر وہ جو علاوہ ہے ان چھ اوزان کے۔ یعنی جمع قلت کے ان چھ اوزان کے علاوہ باقی سب جمع کثرت کے اوزان ہیں۔

نوٹ: جمع قلت اور جمع کثرت ایک دوسرے کے جگہ عام استعمال ہوتے رہتے ہیں۔

فصل

بدانکہ اعراب اسم سہ است: رفع و نصب و جر جان لے تو کہ اسم کے اعراب تین ہیں۔ یعنی رفع، نصب اور جر۔ اسم متمکن باعتبار وجوہ اعراب اسم متمکن اعراب کے قسموں کی اعتبار سے، وجوہ: قسمیں، متمکن: قادر ہونا، یعنی اسم متمکن اعراب کو جگہ دینے پر قادر ہے۔ بر شانزدہ قسم است، وہ سولہ قسم پر ہے۔ اور ان سولہ قسموں پر نو قسم کے اعراب آئیں گے۔

[1]اول: مفرد منصرف صحیح: چوں: زیدٌ، نحویوں کے نزدیک صحیح وہ ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔ چونکہ نحوی حضرات اعراب سے بحث کرتے ہیں اور اعراب آخری حرف پر آتا ہے۔

[2]دُوُم: مفرد منصرف جاری مجرای صحیح چوں: دلو، جاری مجرای: قائم مقام، ایسا اسم جس کے آخر میں حرف علت ہو اور اس کا ما قبل حرف ساکن ہو۔ جیسے دلْوٌ۔ جس لفظ کے آخر میں حرف علت آ جائے اُس پر اعراب پڑھنا آسان نہیں ہوتا۔ لیکن یہ جو قائم مقام صحیح ہے اس کے آخر میں حرف علت بھی ہے اور ان پر صحیح کی طرح تینوں اعراب پڑھنا آسان بھی ہے۔ جیسا کہ دلوٌ، دلوا، اور دلوٍ۔ دلوٌ ڈول کو کہتے ہیں۔ جس کے ذریعے کنویں سے پانی نکالا جاتا ہے۔

[3]سِوُّم: جمع مُکسَّر منصرف: چوں: رجالٌ، رفعِ شان اِن کا رفع، شان: ان کا، یعنی ان تینوں کا رفع بضمہ باشد ضمۃ کے ساتھ ہوگا۔ و نصب بفتح اور ان تینوں کا نصب فتحۃ کے ساتھ و جر بکسرہ اور ان تینوں کا جر کسرۃ کے ساتھ ہوگا۔ چوں: جیسے کہ جاءنی زیدٌ و دلوٌ و رجالٌ، جاء فعل ہے اور یہ فاعل چاہتا ہے۔ اور فاعل

مرفوع ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ رفع کا مقام ہے۔ اس لئے زید، دلو اور رجال پر ضمۃ آئے گا۔ تو جاءنی زیدٌ بن جائے گا۔ اس طرح جاءنی دلوٌ اور جاءنی رجالٌ۔

و رایتُ زیدًا دلوًا ورجالا، رایتُ فعل با فاعل ہے تو یہ نصب کا مقام ہے۔ اس لئے تینوں پر نصب آیا۔ و مررتُ بزیدٍ و دلْوٍ و رجالٍ، مررتُ فعل با فاعل ہے۔ اور زید پر حرف جر "با" داخل ہے۔ اس لئے یہ جر کا مقام ہے۔ لہٰذا تینوں پر کسرۃ آیا۔ یہاں اسم کے تین قسمیں گزر گئیں اور ان پر اعراب ایک قسم کا آرہا ہے۔

[4] چہارم: جمع مؤنث سالم، وہ جمع جس کے آخر میں الف اور تا ہو۔ اور یہ الف اور تا اصل کلمۃ کا جز نہ ہو بلکہ زائد ہونا چاہیے۔ جیسے موت کی جمع اموات آتی ہے۔ اور اموات جمع مؤنث سالم نہیں ہے۔ کیونکہ یہ "تا" مفرد کے اندر بھی موجود تھی۔ پس یہ زائد تا نہیں بلکہ لفظ کا جز ہے۔ رفعَش بَضمه باشد اُسکا رفع ضمۃ کے ساتھ ہوگا۔ شین بمعنیٰ اُس و نصب و جر بکسرہ اور نصب اور جر کسرہ کے ساتھ ہوگا۔ چوں: هُنّ مسلماتٌ و رایتُ مسلماتٍ و مررت بمسلماتٍ،

[5] پنجم: غیر منصرف:اور اسم متمکن کی پانچویں قسم غیر منصرف ہے۔ و آن اسمے ست اور غیر منصرف وہ اسم ہے۔ غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین نہیں آ سکتا۔ لیکن جب غیر منصرف پر الف لام آ جائے تو پھر کسرۃ آ سکتا ہے۔ اور غیر منصرف جب مضاف ہو جائے پھر بھی کسرہ آتا ہے۔ کہ دو سبب از اسباب منع صرف کہ اسباب منع صرف میں سے دو سبب درو باشد،اس میں ہو۔ و اسباب منع صرف نُه است اور اسباب منع صرف نو ہے۔

نُہ: نو [1] عدل عدل کا معنیٰ ہے پھیرنا یا بدلنا، یعنی ایک لفظ کو ایک صورت سے دوسری صورت کی طرف پھیر دینا بغیر کسی قانون کے، مثلا عمر کے بارے کہا جاتا ہے کہ یہ اصل میں تھا عامرٌ۔ و [2] وصف وصف یعنی صفت، جیسا کہ بہادر آدمی، میں بہارد صفت ہے۔ جیسا کہ احمر: سرخ، ابیض: سفید یہ وصف ہے۔ وصف کا اپنا وجود نہیں ہوتا۔ مثلا زید بہادر آدمی ہے۔ تو یہ بہادری وصف ہے اسکا اپنا وجود نہیں۔ زید ہے تو بہادری ہے۔ اور زید نہیں تو بہادری نہیں۔ اسی طرح پھول کا رنگ اور خوشبو۔ تو یہ رنگ اور خوشبو یہ وصف ہے اور پھول یہ ذات ہے۔ تو وصف ذات سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ و [3] تانیث یعنی وہ لفظ مؤنث ہو۔ تانیث کی چار علامتیں ہیں۔ گول تا، الف مقصورۃ، الف ممدودۃ اور تائے مقدرۃ۔ ان چار علامتوں میں سے الف مقورۃ اور الف ممدودہ یہ اکیلا سبب دو سببوں کے قائم مقام ہے۔ و [4] معرفه یعنی کوئی معین چیز۔ معرفہ کی سات قسموں میں سے یہاں صرف "علم" مراد ہے۔ باقی چھ قسمیں مراد نہیں۔ و [5] عُجمه عجمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ لفظ عجمی زبان کا ہو۔ عجم کا معنیٰ ہے گونگے۔ (شیر اور اُسکے متعلقات کے نام شیخ الحدیث و التفسیر مولانا محمد موسیٰ روحالی بازیؒ نے ایک نظم میں جمع کئے ہیں اور وہ چھ سو سے زائد ہیں۔) و [6] جمع جمع سے مراد جمع مکسر کا ایک وزن جمع مُنْتَہَی الجُموع مراد ہے۔ یعنی وہ جمع جس پر جمعوں کی انتہا ہوتی ہیں۔ اور یہ وہ جمع ہے جس میں دو حرفوں کے بعد الف آتا ہے اور پھر الف کے بعد دو یا تین حرف آتے ہیں۔ جیسے مسجد کی جمع مساجد، اور اس الف کو الفِ جمع کہتے ہے۔ اور یا الف کے بعد تین حروف آ جائے جیسے مصباحٌ سے مصابیحٌ۔ مصباح: چراغ ، دابّ سے دوابَّ بھی جمع منتہی الجموع ہے۔ کیونکہ الف کے بعد با مشدد ہے۔ اور مشدد حرف اصل میں دو حرف ہوتے ہیں۔ اور یہ جمع خود دو سببوں کے قائم مقام ہے۔ و [7] ترکیب ترکیب سے مراد مرکب منع صرف ہے جیسا کہ بعلَبکّ۔ و [8] وزن فعل یعنی فعل والا

وزن ہو۔ و [9]الف و نون زائدتان، یعنی کسی لفظ کے آخر میں الف اور نون آ جائے، اور وہ الف نون حرف اصلی نہ ہو بلکہ زائد ہو۔ چوں: عُمَرُ اس میں ایک سبب عدل اور دوسرا سبب علم ہے۔ و احمرُ اس میں ایک سبب وصف اور دوسرا وزن فعل ہے۔ احمر بروزن اکرم۔ و طلحۃُ اس میں ایک سبب تانیث کا اور دوسرا سبب علم ہے۔ و زینبُ اس میں ایک سبب تانیث کا اور دوسرا سبب علم ہے۔ و ابراھیمُ اس میں ایک سبب علم اور دوسرا سبب عُجمہ ہے۔ و مساجدُ یہ جمع منتہی الجموع ہے۔ اور یہ اکیلا سبب دو سببوں کی قائم مقام ہے۔ و معدیکَرِبُ یہاں ایک سبب ترکیب کا اور دوسرا سبب علم کا ہے۔ معدی ایک لفظ ہے اور کرِب دوسرا لفظ ہے۔ دونوں کو جوڑ کر معدیکرب بنایا گیا۔ ایک صحابی گزرا ہے عمروؓ ابن معدیکرب واحمدُ اس میں ایک سبب علم اور دوسرا سبب وزن فعل ہے۔ احمد بروزن اکرم۔ و عمرانُ اس میں ایک سبب علم اور دوسرا سبب الف نون زائدہ تان ہے۔ رفعش بضمہ باشد غیر منصرف کا رفع ضمہ کے ساتھ ہوگا۔ و نصب و جر بفتحہ اور اسکا نصب اور جر دونوں فتحہ کے ساتھ آئیں گے۔ چوں: جاء عمرُ و رایت عمرَ و مررتُ بعمرَ،

[6]ششُم: اسمائے ستہ مکبرہ اسم متمکن کی چھٹی قسم اسمائے ستہ مکبرہ۔ کسی اسم کا تصغیر بنانا ہو تو اُسے فُعیل وزن پر لے جاؤ جیسا کہ اسد سے اُسید، رجل سے رُجیل، کتاب سے کُتیب وغیرہ، اور یہ جو اصلِ اسم ہے یعنی اسد، رجل یا کتاب وغیرہ، اس کو اسم مکبَّر کہتے ہیں۔ یعنی اسم کی اصلی حالت کو مکبَّر کہتے ہیں۔ پس رجُل مکبر ہے اور رجیل تصغیر یا مصغَّر ہے۔ دروقتیکہ مضاف باشند جس وقت کہ وہ مضاف ہو کسی بھی اسم کی طرف بغیر یائے متکلم یائے متکلم کے علاوہ کی طرف۔ نیز یہ مؤَحَّدہ ہو۔ یعنی تثنیہ اور جمع نہ ہو۔ چوں: ابٌ و اخٌ و حَمٌ عورت کے سسرالی رشتہ دار و ھنٌ شرمگاہ چاہے مرد کی ہو یا عورت کی و فمٌ منہ و ذو مالٍ، ذو مال سے صرف ذو مراد ہے۔ رفع شاں بواو باشد اِنکا رفع واو کے ساتھ ہوگا۔ و نصب بالف اور نصب الف کے ساتھ و جر بیا اور جر یا کے ساتھ ہوگا۔ چوں: جاء ابوک و رأیت اباک و مررت بابیک ،

اخٌ کے لئے جاء اخوک و رأیت اخاک و مررت باخیک

حمٌ کے لئے یہاں مؤنث کا ضمیر لانا ہے۔ جاء حموکِ، رایتُ حماکِ، مررتُ بحمیکِ،

ھنٌ کے لئے حالت رفعی مرد کے لئے ھنوکَ، حالت رفعی عورت کے لئے ھنوکِ، حالت نصبی مرد کے لئے ھناکَ، حالت نصبی عورت کے لئے ھناکِ، حالت جری مرد کے لئے ھنیکَ، حالت جری عورت کے لئے ھنیکِ،

فمٌ کے لئے حالت رفعی فوکَ، حالت نصبی فاکَ، حالت جری میں فیکَ۔

ذو مالٍ کے لئے۔ حالت رفعی ذو مالٍ، حالت نصبی ذامالٍ، حالت جری میں ذی مالٍ۔

درس 21۔ [7]ہفتُم مُثنّٰی چوں: رجلان، [8]ہشتُم: کلا و کلتا مضاف بِمُضْمَر کلا اور کلتا جب یہ مضاف ہو ضمیر کی طرف۔ یعنی کلاھما یا کلتاھما۔ کلا: وہ دو مذکر، کلتا: وہ دو مؤنث، [9]نہُم: اثنان و اثنتان۔ اثنان مذکر کے لئے اور اثنتان مؤنث کے لئے۔ کلا اور کلتا، اثنانِ اور اثنتان اگرچہ دو کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن اِسے تثنیہ نہیں کہہ سکتے، کیونکہ اسکا کوئی مفرد نہیں۔ رفع شاں بالف باشد ان تینوں کا رفع الف کے ساتھ ہوگا۔ و نصب و جر بیائے ما قبل مفتوح اور ان تینوں کا نصب اور جر یا ما قبل مفتوح کے ساتھ ہوگا۔ چوں: جاء رجلان و

کلاهما و اثنان، کلا هما میں "هما" مضاف الیه ہے، اور مجرور محلا ہے۔ جب کہ کلا مضاف ہے اور مرفوع ہے۔ و رایت رجلین و کلیهما واثنین، و مررت برجلین و کلیهما واثنین،

[10] دہُم: جمع مذکر سالم چوں: مسلمون [11] یازدہُم: اُولو، اُولو معنیٰ کے اعتبار سے ذو کی جمع ہے، جبکہ لفظوں کے اعتبار سے یہ ذو کی جمع نہیں۔ ذو آتا ہے ایک کے لئے اور وہی معنیٰ جمع کے لئے اولو ادا کرتا ہے۔ رجلٌ ذو مالٍ، اور رجالٌ اولو مالٍ۔ یعنی ایسے مرد جو والے ہیں۔ [13] دوازدہم: عشرونَ تا تسعون۔ یعنی عشرون سے لے کے تسعون تک جو دہائیں ہیں، جیسا کہ عشرون بیس، ثلاثون تیس، اربعون چالیس، خمسون پچاس، ستون ساٹھ، سبعون ستر، ثمانون اسی اور تسعون نوّے۔ رفع شان بواو ما قبل مضموم باشد، ان تینوں کا رفع ایسے واو کے ساتھ ہوگا جسکا ماقبل مضموم ہو۔ و نصب و جر بیائے ما قبل مکسور اور ان تینوں کا نصب اور جر ایسی یا کے ساتھ ہوگا جس کا ما قبل مکسور ہو۔ چوں:

حالت رفعی کی مثالیں۔ جاء مسلمون و اولو مالٍ و عشرون رجلًا ، اولو مالٍ میں مالٍ مضاف الیه ہے۔ عشرون رجلا میں "رجلا تمیز ہے اور منصوب ہے۔"

حالت نصبی کی مثالیں۔ ورایتُ مسلمین و اولی مالٍ و عشرین رجلا

حالت جری کی مثالیں۔ و مررت بمسلمین و اولی مالٍ و عشرینَ رجلا

[13] سیز دہُم: اسم مقصور۔ و آں اسمے ست اور اسم مقصور وہ اسم ہے کہ در آخرش الف مقصورہ باشد جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو۔ الف مقصورہ وہ ہے جو اسم کے آخر میں آئے اور اس کے بعد ہمزہ نہ ہو۔ اور یاد رکھے الف پر اعراب نہیں آتا۔ اور اگر الف کی صورت میں کوئی حرف لکھا ہے اور اس پر حرکت ہو تو سمجھے کہ یہ ہمزہ ہے الف نہیں۔الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے۔ پس الف کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا۔ چوں: موسیٰ،جیسا کہ موسیٰ [14] چہار دہُم: غیرِ جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم جمع مذکر سالم کے علاوہ جو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو چوں: غلامی، جیسے کہ غلامی

رفع شان بتقدیر ضمه باشد اسکا رفع تقدیری ضمہ کے ساتھ ہوگا۔ و نصب بتقدیر فتحه اور نصب تقدیری فتح کے ساتھ ہوگا۔ و جر بتقدیر کسره، اور حالت جری تقدیری کسرہ کے ساتھ ہوگا۔ و در لفظ ہمیشه یکساں باشند اور لفظ بھی تینوں حالتوں میں ایک جیسے رہیں گے۔ چوں:

حالت رفعی کی مثالیں: جاء موسی و غلامی،

حالت نصبی کی مثالیں و رایتُ موسیٰ و غلامی

حالت جری کی مثالیں و مررتُ بموسی و غلامی۔ جب کوئی اسم یائے متکلم کی طرف مضاف ہو، تو پھر یا کو ساکن پڑھنا بھی ٹھیک ہے اور یا پر فتحه پڑھنا بھی ٹھیک۔ جیسا کہ غُلامی، میں یا ساکن اور غُلامیَ میں یا پر فتحه پڑھا۔

[15] پانزدہُم: اسم منقوص، منقوص ناقص سے ہے۔ اسم منقوص اُس اسم کو کہتے ہیں کہ جس کے آخر میں یا ہو اور یا کے ماقبل کسرہ ہو، جیسا کہ قاضِی۔ و آں اسمے ست اور اسم منقوص وہ اسم ہے کہ آخرش یائے ما قبل مکسور باشد کہ اُس کا آخر یا ماقبل مکسور ہو۔ چوں: قاضِی، رفعش بتقدیر ضمه باشد اور اسکا رفع

تقدیری ضمہ کے ساتھ ہوگا۔ و نصبش بفتحہ لفظی اور اسکا نصب فتحہ لفظی کے ساتھ ہوگا و جَرّش بتقدیر کسرہ اور اسکا جر تقدیری کسرہ کے ساتھ ہوگا۔ چوں جاء القاضی و رایتُ القاضِیَ و مررتُ بالقاضی

یا پر ضمة اور کسرة ثقیل ہوتا ہے جبکہ فتحہ ثقیل نہیں ہوتا۔ اس لئے قاضیَ پڑھنا ثقیل نہیں جبکہ قاضیُ اور قاضیِ پڑھنا ثقیل ہے۔

قاضی جیسے الفاظ سے جب الف لام ختم کرے تو پھر جاء قاضِیٌ ہو جائے گا۔ قاضیٌ میں یا پر ضمة ہے اور آخر میں نون ساکن ہے۔ چونکہ یا پر ضمة ثقیل ہے تو ضمة کو ختم کریں گے۔ تو قاضِیْنْ بن جائے گا۔ پس یہاں اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہٖ آیا۔ اور اس صورت میں اگر اول مدہ ہو تو اُس کو گرا دیں گے۔ یہاں پر بھی "یا" مدّہ ہے اسکو گرا دیتے ہیں۔ تو قاضِنْ بن جائے گا۔ اور اسکو پھر قاضٍ کی صورت میں لکھتے ہے۔ تو حالت رفعی میں پڑھیں گے "جاء قاضٍ"۔ اور حالت نصبی میں "رایتُ قاضِیًا" پڑھیں گے۔ کیونکہ یا پر فتحہ ثقیل نہیں ہوتا۔ اور حالت جری میں بھی "مررتُ بقاضٍ" پڑھیں گے۔ مررتُ بقاضٍ اصل میں قاضِیٍ تھا۔ یا پر کسرہ اور آخر میں تنوین۔ یا پر کسرة ثقیل ہونے کی وجہ سے کسرة گرایا تو قاضِیْنْ بن گیا۔ جس کی وجہ سے اجتماع ساکنین آیا اور یائے مدہ کو گرایا تو قاضِنْ بنا جسکو قاضٍ لکھتے ہیں۔

اسی طرح اسم مقصور میں بھی کبھی الف تقدیرًا ہوتا ہے یعنی گر جاتا ہے۔ جیسے ھُدًی۔ یہ اسم مقصور ہے۔ ھُدًی اصل میں ھُدَیٌ تھا۔ یہاں پر یا متحرک اور ما قبل فتحہ ہے تو یا کو الف سے بدلیں گے۔ تو ھُدَانْ ہو جائے گا۔ اب التقائے ساکنین علی غیر حدہ آیا۔ اور پہلا حرف حرف مدّہ ہے۔ تو حرف مدّہ کو گرا دیں گے۔ تو ھُدَنْ یعنی ھُدًی بنا۔ کیونکہ جو "یا" آخر میں ہو اور الف سے بدل جائے تو پھر اِس کو لکھتے ہیں۔ اسی طرح فَتًی بھی اسم مقصور ہے۔ اور یہ اصل میں فَتَیٌ تھا۔پھر فتان بنا اور پھر فتًی۔ اسی طرح معنًی بھی اصل میں مَعْنَیٌ تھا۔پھر معنان بنا اور پھر معنًی یہ بھی اسم مقصور ہے۔

اور اگر الف لام آ جائے تو پھر یا نہیں گرتی۔ مثلا ھُدًی اصل میں ھُدَیٌ تھا۔ اس پر الف لام لے آؤ۔ تو الف لام کی وجہ سے تنوین ختم ہو جائے گا اور یے بنے گا۔ اَلْھُدَیُ، اور یا متحرک ما قبل فتحہ تو الف سے بدلے گا تو بن جائے گا الھدیٰ۔ اسی طرح المعنیٰ، الفتیٰ وغیرہ۔

[16] شانزدہم: جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم اسم متمکن کی سولہواں قسم جمع مذکر سالم جب یائے متکلم کی طرف مضاف ہو۔ چوں: مسلمِیَّ، رفعش بتقدیر واو باشد، اسکا رفع تقدیر واو کے ساتھ ہوگا۔ و نصب و جَرش بیائے ما قبل مکسور اور اسکا نصب اور جر یا ما قبل مکسور کے ساتھ ہوگا۔ چوں: ھٰؤُلاء مسلمِیَّ جیسا کہ ھٰؤُلاءِ مُسلِمِیَّ کہ در اصل مسلمون بُوْدْ، کہ اصل میں مسلمونَ تھا۔ نون باضافت ساقط شد،نون اضافت کی وجہ سے گر گیا۔ واؤ و یا جمع شدہ بُوْدَنْد واو اور یا جمع ہو گئے تھے۔ و سابق ساکن بود اور ان میں سے پہلا جو تھا وہ ساکن تھا یعنی واو۔ واؤ را بیا بدل کردند، تو واو کو یا سے بدل کر دیا و یا را در یا ادغام کردند اور یا کا یا میں ادغام کر دیا مسلمُیَّ شد، تو مسلمُیَّ ہو گیا۔ ضمہ میم را بکسرہ بدل کردند، تو میم کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا گیا۔تو مسلمِیَّ ہو گیا۔ تفصیل: جب مسلمونَ کی اضافت یائے متکلم کی طرف کر دی گئی تو مسلمُونَ کا نونِ اعرابی اضافت کی وجہ سے گر گیا تو مسلِمُوْیَ ہوا۔ جب واو اور یا ایک کلمہ میں جمع ہو

جائے اور پہلا ساکن ہو تو اس کو یا سے بدل کر یا میں ادغام کرتے ہیں۔ تو مسلِمُیَّ ہوا۔ جبکہ یا اپنے ما قبل کسرہ چاہتا ہے تو یہ مسلِمِیَّ ہوا۔ حالت نصبی میں : و رایتُ مسلمیّ حالت جری میں: و مررتُ بمسلمیَّ

درس 23 ۔۔فصل

بدانکہ اعراب مضارع سہ است: جان لے تو کہ مضارع کا اعراب تین ہیں۔ **رفع و نصب و جزم**، رفع، نصب اور جزم۔ جزم سکون کو کہتے ہیں۔ جزم فعل کا خاصہ ہے۔ اور جر اسم کا خاصہ ہے یعنی صرف اسم کے اندر آتا ہے۔ **فعل مضارع باعتبار وجوہِ اعراب بر چہار قسم ست:** فعل مضارع اعراب کے اقسام کے اعتبار سے چہار قسم پر ہے۔

مضارع کے صیغوں کی تفصیل:

یضربُ: اس کے اندر ھو ضمیر مستتر ہے۔ **یضربان** میں نون اعرابی ہے اور الف تثنیہ مذکر غائب کی ضمیر ہے۔

یضربون میں نون نونِ اعرابی ہے اور واو جمع مذکر غائب کی ضمیر ہے۔

تضرب: اس کے اندر ھی ضمیر مستتر ہے۔ **تضربان** میں نون اعرابی ہے اور الف تثنیہ مؤنث غائب کی ضمیر ہے۔

یضربن یہ جمع مؤنث کا صیغہ ہے اور یہ مبنی ہے۔ اور یہ اس وقت ہمارے بحث میں داخل نہیں۔ اسکے اندر نون ضمیر بارز ہے۔

تضربُ: اس کے اندر انت ضمیر مستتر ہے۔ **تضربان** میں نون اعرابی ہے اور الف تثنیہ مذکر حاضر کی ضمیر ہے۔

تضربون میں نون نونِ اعرابی ہے اور واو جمع مذکر حاضر کی ضمیر ہے۔

تضربینَ میں نون اعرابی ہے اور یا ضمیر بارز واحد مؤنث حاضر کی ہے۔ **تضربانِ** میں نون اعرابی ہے اور الف تثنیہ مؤنث حاضر کی ضمیر ہے۔ **تضربنَ** جمع مؤنث کا صیغہ ہے۔ اور یہ مبنی ہے۔

اضربُ میں انا ضمیر واحد متکلم کی مستتر ہے۔

نضربُ میں نحن ضمیر جمع متکلم کی مستتر ہے۔

مضارع کے چودہ صیغوں میں سے دو جمع مؤنث کے صیغے مبنی ہیں۔ یعنی یضربنَ اور تضربنَ کو نکالو تو ان کے علاوہ بارہ صیغے رہ گئے۔

ان بارہ میں پانچ کے اندر ضمیر مستتر ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔ یضربُ(پہلا صیغہ)، تضربُ(چوتھا صیغہ)، تضربُ(ساتواں صیغہ)، اضربُ، نضربُ ۔

باقی سات صیغے ایسے ہیں کہ جن میں ضمیر بارز بھی ہے اور نون اعرابی بھی ساتھ جڑا ہوا ہے۔ ان میں چار تثنیہ کے صیغے ہیں، یعنی یضربان، تضربان، تضربان، تضربان۔ اور دو جمع مذکر کے صیغے ہیں، یعنی یضربونَ، تضربون اور ایک واحد مؤنث کا صیغہ ہے یعنی تضربینَ۔

پہلے پانچ صیغوں کا اعراب اور قسم کا ہوگا اور باقی سات صیغوں کا اعراب اور قسم کا ہوگا۔

اگر یہ پانچ صیغے صحیح ہو یعنی آخر میں حرف علت نہ آئے تو ان کا رفعہ ضمہ کے ساتھ، نصب فتحہ کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ آئیگا۔ جیسا کہ یضربُ (حالت رفعی)، لن یضربَ (حالت نصبی)، لم یضربْ (حالت جزمی)

اور سات صیغے جن میں ضمیر بارز بھی ہے اور نون اعرابی بھی ہے۔ حالت رفعی اثبات نون کے ساتھ ہے، اور حالت نصبی اور حالت جزم میں اسقاط نون کے ساتھ ہوگا۔ جیسے یضربان(حالت رفعی)، لن یضربا (حالت نصبی) ، لم یضربا(حالت جزمی)

اعراب کے لحاظ سے مصنفؒ اب چہار قسمیں ذکر کریں گے۔ ان میں سے پہلے تین قسموں میں مصنفؒ صرف اُن پانچ صیغوں کو ذکر کریں گا جو مفرد ہو ، ضمیر بارز اور نون اعرابی سے خالی ہو۔ ان تین قسموں میں مصنفؒ پہلی قسم میں صحیح، دوسری قسم میں متعل واوی اور یائی جبکہ تیسری قسم میں معتل الفی کا اعراب ذکر کریں گا۔ جبکہ چوتھی قسم میں مصنفؒ اُن سات صیغوں کو ذکر کریں گا جن میں ضمیر بارز بھی ہے اور نون اعرابی بھی ہے۔ چاہے یہ سات صیغیں صحیح ہو، یا معتل واوی ہو یا معتل یائی ہو یا معتل الفی ہو۔ ان کا اعراب ایک جیسا ہوگا۔

[1] اول صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع برائے تثنیه و جمع مذکر و برائے واحد مؤنث مخاطبه، مضارع کی پہلی قسم جو صحیح ہو اور ضمیر بارز مرفوع سے خالی ہو۔ یعنی تثنیه، جمع مذکر اور واحد مؤنث مخاطبه کے صیغیں نه ہو۔ تو باقی پانچ صیغیں رہ گئے جو کہ یضرب، تضرب، تضرب، اضرب اور نضرب ہے۔ ان پانچ صیغوں کا اعراب بتا رہا ہے۔ صحیح: یعنی مضارع کے آخر میں حرف علت نه ہو۔ جیسا که ضرب، مجرد: خالی، رفعش بضمه باشد تو ان پانچ صیغوں کا رفع ضمه کے ساتھ ہوگا۔ و نصب بفتحه اور ان کا نصب فتحه کے ساتھ ہوگا و جزم بسکون، اور ان کا جزم سکون کے ساتھ ہوگا۔ چوں: حالت رفعی میں هُوَ یَضربُ، حالت نصبی میں و لن یضربَ، اور حالت جزمی میں و لم یضربْ

مُعْتَلٌّ: وہ صیغه جس کے آخر میں حرف علت آئے۔

[2] دوم: مفرد معتل واوی مضارع کا دوسرا قسم مفرد معتل واوی اور یائی ہے۔ اس میں بھی وہ پانچ صیغیں مراد ہیں، جو کہ ضمیر بارز اور نون اعرابی سے خالی ہیں۔

چوں: یغزُو معتل واوی کی مثال جیسے یغزُو و یائی چوں: یرمی، اور مفرد معتل یائی جیسے یرمی

رفعش بتقدیر ضمه باشد، معتل واوی اور یائی کا رفعه تقدیرِ ضمه کے ساتھ ہوگا۔ و نصب بفتحه لفظی، اور نصب فتحه لفظی کے ساتھ ہوگا۔ و جزم بحذف لام، اور جزم خذف لام کے ساتھ ہوگا۔

چوں: ہو یغزو و یرمی ہو یغزُو اور ہو یرمی یه حالت رفعی ہے ضمه تقدیری کے ساتھ۔ و لن یغزوَ و لن یرمیَ یه حالت نصبی ہے فتحه لفظی کے ساتھ۔ و لم یغزُ و لم یرمِ یه حالت جزمی ہے خذف لام کے ساتھ۔ یعنی لام کلمه کو خذف کیا۔

اشکال: یہاں ایک اشکال یه پیدا ہوتا ہے که نضرب کا صیغه تو جمع متکلم مع الغیر کا صیغه ہے۔ تو یه ان پانچ صیغوں میں داخل نہیں ہونا چاہیے۔ جبکه تضربین واحد مؤنث مخاطبه کا صیغه ہے اسکو داخل ہونا چاہیے۔

جواب[1]۔ یہاں مفرد سے مراد وہی صیغیں ہیں جو ضمیر بارز اور نون اعرابی سے خالی ہو۔ جسکا تفصیل مصنف نے پہلی قسم میں بتایا که ایسے صحیح صیغیں جو مفرد ہو، اور تثنیه اور مذکر اور واحد مؤنث مخاطبه کے صیغوں سے خالی ہو۔ تو بار بار مصنفؒ نے ذکر نہیں کیا۔ بس مفرد کہه کر اُس کی طرف اشارہ کیا۔ اور مراد وہی پانچ صیغیں ہیں۔

جواب[2]۔ یا یوں کہه لے که جو صیغیں صورة مفرد ہو یعنی اُسکے ساتھ ضمیر بارز جڑا ہوا نه ہو۔ جبکه یضربان میں یضرب فعل اور الف تثنیه کی ضمیر ہے۔ تو یه دو صیغیں ہوئے۔ جبکه ان پانچ صیغوں میں ضمیر بارز جڑی ہوئي نہیں۔ لہذا یه مفرد ہوئے۔

[3] سوم: مفرد معتل الفی۔ مضارع کا تیسرا قسم جو کو مفرد ہو اور معتل الفی ہو۔ اس سے بھی وہ پانچ صیغیں مراد ہے جن میں ضمیر بارز اور نون اعرابی نہیں۔ چوں: یرضیٰ جیسے یرضیٰ

رفعش بتقدیر ضمہ باشد معتل الفی کا رفع تقدیر ضمۃ کے ساتھ ہوگا۔ و نصب بتقدیر فتحہ اور نصب تقدیر فتحہ کے ساتھ و جزم بحذف لام، اور جزم حذف لام کے ساتھ ہوگا۔

چوں: حالت رفعی کی مثال تقدیری ضمۃ کے ساتھ۔ ھو یرضیٰ

حالت نصبی کی مثال تقدیری فتحۃ کے ساتھ و لن یرضیٰ۔

اور حالت جزمی کی مثال حذف لام کے ساتھ و لم یرضَ

[4] چہارم: صحیح یا معتل با ضمائر و نونہائے مذکورہ۔ اب مصنفؒ مضارع کی چوتھی قسم بیان کر رہے ہیں۔ اور وہ سات صیغیں ہیں جن میں ضمیر بارز بھی ہے اور نون اعرابی بھی ہے۔ چاہے یہ ساتھ صیغیں صحیح کے ہو یا معتل کے، ان کا اعراب ایک جیسا آتا ہے۔ رفع شان باثبات نون باشد، ان سات صیغوں کا رفع نون کے اثبات کے ساتھ ہوگا۔

چنانکہ در تثنیہ گوئی: جیسا کہ آپ تثنیہ میں کہیں کے۔

تثنیہ سے حالت رفعی کی مثالیں: ھما یضربان و یغْزُوانِ و یرمیانِ و یرضَیان، ھما یضربان، یضربان تثنیہ صحیح ہے۔ ھما یغزوان، یغزوان تثنیہ معتل واوی ہے۔، ھما یرمیان، یرمیان تثنیہ معتل یائی ہے۔ اور ھما یرضیان، یرضیان تثنیہ معتل الفی ہے۔

و در جمع مذکر گوئی: اور جمع مذکر میں آپ کہیں گے۔

جمع سے حالت رفعی کی مثالیں: ھم یضربون و یغزون و یرمون و یرضَوْن، یضربون جمع صحیح ہے۔ یغزون جمع معتل واوی ہے، یرمون معتل یائی اور یرضون معتل الفی ہے۔

ودر مفرد مؤنث حاضر گوئی: اور مفرد مؤنث حاضر میں آپ کہیں گے۔

مفرد مؤنث سے حالت رفعی کی مثالیں: انتِ تضربین و تغزین و ترمینَ و ترضَیْن، تضربینَ مفرد مؤنث صحیح کا صیغہ ہے۔ تغزین مفرد مؤنث معتل واوی کا صیغہ ہے۔ ترمین مفرد مؤنث معتل یائی کا صیغہ ہے۔ اور ترضَیْن مفرد مؤنث معتل الِفی کا صیغہ ہے۔ اَلْفِی کہنا درست نہیں۔ کیونکہ الْف ہزار کو کہتے ہیں۔ یہ الِفِی کہنا ہے۔

و نصب و جزم بحذف نون، اور ان سات صیغوں کا نصب اور جزم حذف نون کے ساتھ ہوگا۔

چنانکہ در تثنیہ گوئی: تثنیہ سے حالت نصبی کی مثالیں: لن یضربا صحیح و لن یغزوا معتل واوی و لن یرمیا معتل یائی و لن یرضَیا معتل الفی

تثنیہ سے حالت جزمی کی مثالیں: و لم یضربا صحیح و لم یغزوا معتل واوی و لم یرمیا معتل یائی و لم یرضَیا، معتل الفی

و در جمع مذکر گوئی: اور جمع مذکر میں آپ کہتے ہیں۔

جمع سے حالت نصبی کی مثالیں: لن یضربوا صحیح و لن یغزوا معتل واوی و لن یرموا معتل یائی و لن یرضَوا معتل الفی۔ یضربوا ، یغزوا، یرموا اور یرضوا میں الف جمع کی علامت ہے۔

جمع سے حالت جزمی کی مثالیں: ولم یضربوا صحیح ولم یغزوا معتل واوی ولم یرموا معتل یائی ولم یرضَوا معتل الفی،

و در واحد مؤنث حاضر گوئی: اور واحد مؤنث حاضر میں آپ کہتے ہیں۔

مفرد تثنیہ سے حالت نصبی کی مثالیں: لن تضربی صحیح ولن تغزی معتل واوی ولن ترمی معتل یائی ولن ترضَیْ معتل الفی

مفرد تثنیہ سے حالت جزمی کی مثالیں: ولم تضربی صحیح ولم تغزی معتل واوی ولم ترمی معتل یائی ولم ترضَیْ معتل الفی

فصل

بدانکہ عوامل اعراب بر دو قسم ست: جان لے تو کہ اعراب کے عامل دو قسم پر ہیں۔ لفظی و معنوی، کچھ لفظی ہے اور کچھ معنوی ہے۔ جیسا کہ فعل مضارع میں رفع کے لئے کوئی عامل نہیں چاہیے۔ تو یہاں معنیٰ عامل ہے یعنی نصب اور جزم والا عمل نہ ہو تو فعل مضارع مرفوع ہوگا۔ جبکہ اسم میں رفع، نصب اور جر کے لئے لفظی عامل چاہیے۔ جیسا کہ جاء زیدٌ۔ جاء نے زید کو رفع دیا۔ اور جاء لفظ ہے۔ تو یہ عاملِ لفظی ہے۔ اور یضربُ یہاں پر بھی رفع ہے، لیکن کوئی لفظ عمل نہیں کر رہا۔ تو یہاں عامل معنوی ہے۔ لفظی بر سہ قسم است: اور لفظی عامل تین قسم پر ہے۔ حروف و افعال و اسماء، اور وہ تین عامل حروف، افعال اور اسماء ہیں۔ مثلاً فی الدارِ میں حرف "فی" نے عمل کیا۔ اور جاء زیدٌ میں فعل "جاء" نے عمل کیا۔

سوال: سب سے پہلے اسم کو ذکر کرنا چاہیے تھا، پھر فعل کو اور پھر حرف کو، لیکن مصنف نے حروف کو پہلے ذکر کیا، پھر افعال کو اور پھر اسماء کو۔ اسکی وجہ کیا ہے؟

جواب۔اسکی وجہ یہ ہے کہ کچھ حروف اسم میں عمل کرتے ہیں اور کچھ حروف فعل میں عمل کرتے ہیں۔ تو حروف کا دائرہ عمل زیادہ ہوا، اس لئے اسکو سب سے مقدم ذکر کیا۔ جبکہ فعل وہ صرف اسم کے اندر عمل کرتا ہے، اور اسم بھی صرف اسم کے اندر عمل کرتا ہے۔ اور فعل چونکہ مخالف جنس میں عمل کرتا ہے اس لئے اسکا درجہ اسم سے بڑا۔ اس لئے مصنف نے حرف کو پہلے ذکر کیا پھر فعل کو اور پھر اسم کو ذکر کیا۔

و این را در سہ باب یاد کُنیم اور ان کو تین بابوں میں ان کو ہم ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

باب اول در حروف عاملہ پہلا باب حروف عاملہ کے بیان میں و دَرُو دو فصل ست اور اس میں دو فصلیں ہیں ایک فصل میں وہ حروف ذکر کرینگے جو اسم میں عمل کرتے ہیں۔ اور دوسرے فصل میں وہ حروف ذکر کرینگے جو فعل میں عمل کرتے ہیں۔

فصل اول

در حروف عاملہ در اسم، پہلا فصل اُن حروف عاملہ کے بیان میں جو اسم میں عمل کرتے ہیں۔ و آں پنج قسم ست: اور وہ پانچ قسم پر ہیں۔

[1]قسم اول حروف جر: پہلی قسم حروف جر ہیں۔ جر صرف اسم کا خاصہ ہے۔ فعل اور حرف پر جر نہیں آ سکتا۔ وآں ہفتدَہ است: اور وہ سترہ ہے۔ [1]با و [2]مِن و [3]الی و [4]حتی و [5]فی و [6]لام و [7]رُبَّ و [8]واو قسم و [9]تائے

قسم و [10]عن و [11]علیٰ و [12]کاف تشبیہ و [13]مُذ و [14]منذُ و [15]حاشا و [16]خلا و [17]عدا، این حروف در اسم رَوَنْد

یہ حروف اسم پر داخل ہوتے ہیں۔ رفتن: جانا، رَوَنْد: جائے و آخرش را بَجر کُنَنْد، اور اُس کے آخر کو جر دیتے ہیں۔ چوں : المالُ لزیدٍ، یہ مال زید کا ہے۔ یا وہ مال زید کا ہے۔ لام نے زید کو جر دیا۔ اب اسکو زیدٌ یا زیدًا نہیں پڑھ سکتے۔

[2]دوم حروفِ مُشَبَّہْ بفِعل،دوسرے حروف مشبہ بفعل ہے۔ یعنی وہ حروف جو اسم میں عمل کرتے ہیں اُس میں حروف مشبہ بفعل دوسرے قسم پر ہے۔ و آن شش است:اور وہ چھ ہیں۔ [1]اِنَّ، و [2]اَنَّ، و [3]کاَنَّ و [4]لٰکِنَّ و [5]لیتَ و [6]لَعَلَّ، یہ لفظوں میں بھی فعل کے مشابہ ہیں اور معنیٰ میں بھی فعل کے مشابہ ہیں۔ اِنّ، اَنّ، لیت ثلاثی کی طرح ہیں، کان اور لعلّ رباعی کی طرح ہیں، لکنّ یہ خماسی کی طرح ہے۔جس طرح فعل حروف کے اعتبار سے کبھی ثلاثی ہوتا ہے جیسا کہ ضرب، کبھی رباعی جیسا کہ اکرم اور کبھی خماسی جیسا کہ اکتسب، تو اس طرح یہ حروف بھی ثلاثی، رباعی اور خماسی ہیں۔ یہاں حروف سے مراد حروف اصلی نہیں ہے۔ ورنہ حروف اصلی کے اعتبار سے فعل ثلاثی اور رباعی ہوتا ہے۔ نیز یہ حروف مشابہ ہے ماضی کے ساتھ، ماضی مبنی علی الفتح ہوتی ہے، جیسا کہ ضربَ، اکرمَ۔ ماضی مبنی علی الفتح سے ماضی کا پہلا صیغہ مراد ہے۔ اسی طرح یہ سارے حروف بھی مبنی علی الفتح ہے۔ تو یہ فعل کے مشابہ ہوئے حروف کے اعتبار سے بھی اور مبنی علی الفتح ہونے کی وجہ سے بھی۔

اور معنیٰ کے اعتبار سے بھی یہ فعل کے مشابہ ہے۔

اِن اور اَن دونوں کا معنیٰ ہوتا ہے حَقَّقْتُ، اور ترجمہ "بے شک اور یقینا" کے ساتھ کرتے ہیں عموما، اِنّ زیدا قائمٌ بے شک زید کھڑا ہے۔ اور زیدٌ قائمٌ زید کھڑا ہے۔

کانّ کا ترجمہ کرتے ہیں گویا کہ، کانّ زیدًا اسدٌ گویا کہ زید شیر ہے۔ کان شَبَّہْتُ کا معنیٰ ادا کرتا ہے یعنی گویا کہ۔

و لکن کا ترجمہ عموما لیکن کے ساتھ کرتے ہیں، جیسا کہ زیدٌ حاضرٌلکن عمروا غائبٌ ترجمہ: زید حاضر ہے لیکن عمرو غائب ہے۔ لکن اِستدراک کے لئے آتا ہے۔ یہ اِسْتَدْرَکْتُ کا معنیٰ ادا کرتا ہے۔استدراک اسے کہتے ہے کہ جب کوئی شخص کوئی بات کرتا ہے اور دوسرے کے ذہن میں کوئی وہم پیدا ہوتا ہے تو اُس وہم کو دور کرنے کے لئے لکنّ کا لفظ لاتے ہیں۔ مثلا میں کہہ دوں کہ "زیدٌ حاضرٌ" تو آپ کے ذہن میں آتا ہے کہ عمرو زید کا گہرا دوست ہے ہو سکتا ہے کہ وہ بھی آیا ہے۔ تو اس وہم کو دور کرنے کے لئے میں آگے کہتا ہوں "لکن عمروا غائبٌ"۔ اسکو کہتے ہے استدراک۔

لیت تمنا کے لئے جیسا کہ لیتَ الشبابَ یعود یا لیت الوقتَ یعودُ ۔لیت کا ترجمہ عموماً کاش کے ساتھ کرتے ہیں۔ لیت تمَنَّیتُ کے معنیٰ ادا کرنے کے لئے آتا ہے۔ اور لعلّ کا ترجمہ شائد کے ساتھ کرتے ہیں۔ لعلّ عمروا غائبٌ ترجمہ: شائد عمرو غائب ہوگا یا امید ہے عمرو غائب ہوگا۔ لعل ترجّی کے لئے آتا ہے اور ترجَّیتُ کا معنیٰ ادا کرتا ہے۔

ایں حروف را اسمے باید منصوب ان حروف کے لئے ایک اسم چاہیے منصوب۔ یعنی یہ حروف اپنے اسم کو نصب دیگا۔ بایَد: چاہیے و خبرے مرفوع،اور ایک خبر مرفوع چاہیے۔ یعنی یہ حروف اپنے خبر کو رفع دیگا۔ چوں اِنَّ زیدا قائمٌ، زیدا را اسم اِنّ گویند، زید کو اِنّ کا اسم کہتے ہیں۔ و قائمٌ را خبر اِنَّ اور قائمٌ کو اِنّ کی خبر کہتے ہیں۔

بدانکہ اِنّ و اَنّ حروف تحقیق است، جان لے تو کہ اِنّ اور اَنّ حروف تحقیق ہیں۔ و کان حرف تشبیہ، اور

کانّ حرف تشبیہ ہے۔ و لکن حرف استدراک،اور لکن حرف استدراک ہے۔ و لیت حرف تمنی،اور لیت حرف تمنی ہے۔ و لعلّ حرف ترجی، اور لعل حرف ترجّی ہے۔ یعنی اُمید کے لئے آتا ہے۔

[3] سِوُم: ما و لا المشبهتان بـــ "لیس"۔وہ "ما" اور "لا" جو مشابہ ہے لیس کے ساتھ۔لیس کلام میں نفی پیدا کرتا ہے۔ لیس افعال ناقصہ میں سے ہے۔عام افعال فاعل یا نائب فاعل چاہتے ہیں۔ یہ خود مسند بنتی ہے اور فاعل یا نائب فاعل مسند الیہ بنتا ہے، تو اس پر بات پوری ہوتی ہے مفعول کو ذکر کرے یا نہ کرے۔ جیسا کہ ضربتُ زیدًا میں زیدًا مفعول ہے، یہ بھی پورا جملہ ہے۔ اور صرف "ضربتُ" یہ بھی پورا جملہ ہے لیکن مفعول کا پتہ نہیں۔ مفعول فَضْلَہ ہوتا ہے یعنی زائد چیز ہوتی ہے۔ جبکہ کچھ افعال افعالِ ناقصہ ہوتے ہیں وہ ہمیشہ دو اسم چاہتے ہیں۔ ایک کو رفع دیتے ہیں اور ایک کو نصب۔ اُنکو افعال ناقصہ کہتے ہیں۔ اور یہ حروف مشبہ بالفعل کے برعکس عمل کرتے ہیں۔ یعنی یہ پہلے اسم کو رفع اور دوسرے کو نصب دیتے ہیں۔ جیسا کہ لیس زیدٌ قائما، ترجمہ: زید کھڑا نہیں ہے۔ زیدٌ یہ لیس کی اسم ہے اور قائما یہ لیس کی خبر ہے۔ و آن عمل لیس می کنند،اور وہ لیس والا عمل کرتے ہیں۔ چنانکہ گوئی:جیسا کہ آپ کہے۔ ما زیدٌ قائما، کہ زید کھڑا نہیں ہے۔ زید اسمِ ماشت زید "ما" کا اسم ہے۔ و قائما خبرِ اُو اور قائما اُسکی خبر ہے۔ ما اور لا میں فرق یہ ہے کہ "ما" معرفہ اور نکرۃ دونوں پر داخل ہوتا ہے۔ یعنی "ما" کا اسم معرفۃ اور نکرۃ دونوں آ سکتا ہے۔ جبکہ "لا" صرف نکرۃ پر داخل ہوتا ہے۔یعنی "لا" کا اسم صرف نکرۃ آ سکتا ہے۔

[4] چہارم: لائے نفی جنس،چوتھا لائے نفی جنس ہے۔ یہاں مضاف مخذوف نکالے "لائے نفی صفت جنس"۔ وہ "لا" جو جنس کی صفت کی نفی کے لئے آتا ہے۔مثلاً "لا رجل فی الدار" ترجمہ: کوئی آدمی اُس گھر میں نہیں ہے۔ تو یہ لا جنس سے کسی صفت کی نفی کرتا ہے۔ جیسے میں نے کہا لا رجلَ فی الدار، کوئی آدمی گھر میں نہیں ہے، تو اس میں جنس رجل سے ایک صفت فی الدار ہونے کا میں نے نفی کی۔ اور "لا رجلَ ظریفٌ۔ ترجمہ: کوئی آدمی خوش مزاج نہیں۔" یہاں بھی جنس رجل کی نفی نہیں بلکہ اُس کے ایک صفت ظریف ہونے کی نفی ہے۔

بعض اوقات لائے نفی جنس کا اسم مبنی علی الفتح ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات یہ عمل ہی نہیں کرتا یعنی ملغی عن العمل ہوتا ہے۔، اور جیسے وہ پہلے مرفوع تھا اس لا کے داخل ہونے کے بعد بھی مرفوع رہے گا۔

لائے نفی جنس کا عمل: [1] لائے نفی جنس کا اسم مبنی علی الفتحہ اُس وقت ہوگا جب اس میں تین شرائط پائی جائے۔ -[1] وہ اسم لائے نفی جنس کے ساتھ جُڑا ہوا ہو۔ -[2] وہ اسم نکرۃ ہو۔ -[3] وہ اسم مفرد ہو۔ جیسے "لا رجلَ فی الدار"۔ اس میں رجل لائے نفی جنس کا اسم اس کے ساتھ جڑا ہوا ہے، نکرۃ بھی ہے اور مفرد بھی ہے۔ تو رجل مبنی علی الفتح ہوا۔ یہ "رجل" اس وقت مبنی بنا۔ اگر معرب ہوتا تو پھر "لا رجلا فی الدار" ہوتا۔ یہاں جو مفرد کا لفظ آیا یہ مضاف یا مشابہ مضاف کے مقابلے میں آیا۔ یعنی وہ لفظ مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہو۔ مفرد کی تفصیل نیچے درج ہے۔

مفرد کی تفصیل: نحو کے اندر مفرد کئی معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ [1] مفرد کبھی بولتے ہے تثنیہ اور جمع کے مقابلے میں۔ [2] کبھی مفرد کا لفظ جملے کے مقابلے میں آتا ہے۔مثلا جب کچھ لفظوں کے بارے میں کہہ دیں کہ یہ مفرد ہے تو معلوم ہوا کہ جملہ نہیں مثلا الذی ضربک یہ موصول صلہ چار لفظ ہیں لیکن پھر بھی جملہ نہیں۔ الذی اسم موصول ہے۔ اور اسم موصول ہمیشہ صلہ چاہتا ہے۔ ضرب فعل ہے اسکے اندر ھو ضمیر اسکا فاعل ہے اور کاف ضمیر مفعول بہ ہے۔ تو یہ چار لفظ ملکر کر مفرد کہلاتا ہے۔ [3] اور کبھی مفرد مرکب کے مقابلے میں آتا ہے۔

[4] اور کبھی مفرد مضاف اور مشابہ مضاف کے مقابلے میں آتا ہے۔ مضاف کے لئے ہمیشہ مضافٌ الیہ چاہیے۔ مثلاً غلامُ زیدٍ میں غلام مضاف ہے۔ مشابہ مضاف: ایسا اسم کہ اس کا معنیٰ پورا نہیں ہوتا کہ جب تک اُسکے ساتھ کوئی اور اسم نہ ملایا جائے۔ جیسے طالع، یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنیٰ چڑھنے والا، اب پتہ نہیں کہ یہ چھت پر چڑھ رہا ہے، دیوار پر یا پہاڑ پر، پس اس کے لئے ایک اور اسم چاہیے تا کہ اس کا معنیٰ پورا ہو جائے۔ جیسا کہ طالعٌ جبلا پہاڑ پڑھ چڑھنے والا۔یہ جبلا مفعول بن رہا ہے طالعٌ کے لئے۔ اور طالعٌ اسم فاعل ہے۔ یہ آپس میں مضاف مضافٌ الیہ تو نہیں لیکن طالع مضاف کی طرح محتاج ہے جبلًا کا، جس طرح مضاف محتاج ہوتا ہے مضافٌ الیہ کا۔ طَلَعَ یطْلُعُ طلوع بمعنیٰ چڑھنا،

[-2] لائے نفی جنس کا اسم اُس وقت منصوب ہوگا۔ جب وہ لا کے ساتھ جڑا ہوا ہو، نکرۃ ہو اور نیز وہ مفرد نہ ہو۔ یعنی مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہو۔ یعنی پہلی دو شرطیں تو پوری ہو لیکن تیسرا شرط پورا نہ ہو۔ مثلاً "لا غلامَ رجلٍ ظریفٌ فی الدار"۔ ترجمہ: کسی مرد کا کوئی غلام خوش مزاج نہیں ہے اُس گھر میں۔یہ ظریفٌ خبر اول ہے اور فی الدار خبر ثانی ہے۔ دو خبر کیوں لائے؟ اگر چہ "لا رجلَ طریفٌ" یہ بھی لائے نفی جنس کی مثال ہے لیکن اس سے جھوٹ لازم آتا ہے۔ کیونکہ بہت سے آدمی خوش مزاج ہوتے ہیں۔ تو اس جھوٹ سے بچنے کے لئے صاحب کتاب نے "فی الدار" ایک اور خبر بھی ساتھ ملا دی۔ اگر یہاں " لا غلامَ رجلٍ ظریفٌ" ہوتا، تو جھوٹ لازم آتا۔ یہاں پر غلام لائے نفی جنس کا اسم منصوب ہے، کیونکہ وہ لا کے ساتھ جڑا ہوا ہے، نکرۃ بھی ہے اور نیز مفرد بھی نہیں۔ جو اسم معرفۃ کی طرف مضاف ہو تو وہ اسم معرفہ بنتا ہے۔ یہاں غلام کی اضافت نکرۃ کی طرف ہے۔ تو وہ نکرۃ ہی رہا اور اضافت کی وجہ سے تنوین بھی نہیں آیا۔تنوین سے مانع دو چیزیں ہیں۔ [1] مضاف کی وجہ سے اور [2] الف لام کے داخل ہونے کے بعد۔

[-3] اگر پہلی دو شرطوں میں کوئی شرط پوری نہ ہو، یعنی لائے نفی جنس کا اسم اُس کے ساتھ جڑا ہوا نہ ہو یعنی درمیان میں کوئی فصل آ جائے۔ اور یا لائے نفی جنس کا اسم نکرۃ نہ ہو بلکہ معرفۃ ہو۔ تو اس صورت میں لائے نفی جنس ملغی عن العمل ہوگا یعنی کوئی عمل نہیں کرے گا۔ اور اس صورت میں لا کو دو دفعہ لانا پڑھے گا اور لا کے ساتھ تکرار اسم بھی ہوگا۔

[1] مثلًا میں کہنا چاہتا ہوں "لا زیدٌ فی الدار" تو یہاں زید معرفہ آیا دوسرا شرط پورا نہیں تو یہاں لا کا تکرار بھی ہوگا اور ایک اور اسم کا بھی تکرار ہوگا۔ اور یہ دونوں لا کے اسم نہیں کیونکہ لا تو ملغی عن العمل ہے۔ جیسا کہ "لا زیدٌ فی الدار و لا عمروٌ"۔ اور نیز لا ملغی عن العمل ہے۔ زید کو بھی نصب نہیں دیا اور عمرو کو بھی۔

[2] اگر پہلی شرط پورا نہ ہو۔ تب بھی تکرار "لا" ہوگا اور لا کے ساتھ تکرار اسم بھی ہوگا۔ جیسے پہلے "لا رجلَ فی الدار" تھا۔ اب "لا فی الدار رجلٌ و لا اِمْرأۃٌ "۔ گھر میں نہ کوئی مرد ہے اور نہ کوئی عورت۔ اِمراۃ کی ہمزہ وصلی ہے۔

اسمِ این لا اس "لا" کا اسم جو ہے اکثر مضاف باشد منصوب اکثر مضاف ہوگا اور منصوب ہوگا۔ یعنی آگے اسکا مضافٌ الیہ آئے گا۔جب لائے نفی جنس کا اسم مضاف ہوگا تو وہ تیسری شرط رہ گئی۔ اس لئے وہ منصوب ہوگا۔

و خبرش مرفوع اور اسکی خبر مرفوع ہوگی۔ چوں: لا غلامَ رجلٍ ظریفٌ فی الدار،ترجمہ: کسی آدمی کا کوئی غلام خوش طبع نہیں ہے اُس گھر میں۔ یہ فی الدار خبر ثانی ہے اور جھوٹ سے بچنے کے لئے اس کو لایا۔

و اگر نکرہ مفردہ باشد اور اگر لا کا اسم نکرہ مفرد ہو۔ نیز لا کا اسم لا کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ مبنی باشد بر فتحہ تو اس صورت میں مبنی بر فتحہ ہوگا۔ چوں: لا رجلَ فی الدار، کوئی مرد اُس گھر میں نہیں ہے۔

و اگر بعد اُو معرفه باشد اور اگر لائے نفی جنس کے بعد معرفہ آئے۔ تکرار لا با معرفه دیگر لازم باشد، تو لا کا تکرار ایک اور معرفة کے ساتھ لازم ہوگا۔ و لا ملغی باشد یعنی عمل نکند، اور لا ملغی ہوگا یعنی لا عمل نہیں کریگا۔ و آن معرفه مرفوع باشد بابتدا، اور وہ اسم معرفة مرفوع ہوگا ابتدا کی وجہ سے۔یعنی وہ اسم "لا" کی وجہ سے مرفوع نہیں ہوگا بلکہ ابتدا کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔

ابتدا کی تفصیل: ابتدا: ابتدا کہتے ہیں اسم کا خالی ہونا عوامل لفظیہ سے اس طور پر کہ وہ اسم مسند اور مسند الیہ ہو۔ یعنی ابتدا عامل معنوی ہے۔ جیسا کہ زیدٌ قائمٌ میں زید مسند الیہ بھی ہے اور مبتدا بھی ہے نیز عامل لفظی سے خالی ہے تو ابتدا نے اس کو رفع دیا۔ اور قائمٌ یہ مسند بھی ہے اور خبر بھی ہے نیز یہ عامل لفظی سے خالی ہے تو اس میں بھی ابتدا عامل ہے۔ مسند اور مسند الیہ کے علاوہ ابتدا کہیں بھی عامل نہیں۔

چوں: لا زیدٌ عندی و لا عمرو، نہ تو میرے پاس زید ہے اور نہ عمرو ہے۔

درس 26۔ جب لا کا اسم لا کے ساتھ جُڑا ہوا ہو اور نکرہ ہو اور مفرد بھی ہو یعنی مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہو اور نیز لا کا تکرار ایک اور نکرة کے ساتھ ہو۔ مثلاً "لا حولَ و لا قوة" یعنی لا کا اسم نکرہ ہے اور ساتھ جڑا ہوا ہے نیز مفرد بھی ہے اور لا کا تکرار ایک اور نکرہ کے ساتھ ہے، تو ان جیسے جگہوں میں پانچ طرح کہنا جائز ہے۔ وَ اگر بعد آن لا اور اگر اُس لا کے بعد نکرة مفرد باشد نکرة مفرد ہو۔ مفرد یعنی مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہو۔ مکرر با نکره دیگر اور لا دوسرے نکرہ کے ساتھ دو مرتبہ آئے۔ یعنی لا بھی دو دفعہ اور نکرہ بھی دو دفعہ۔ مکرر: دو مرتبہ دڑو تو اُس میں پنج وجه رواست پانچ وجہیں جائز ہیں۔ چوں: [1]لا حولَ و لا قُوَّةَ الا باللّٰہ۔ چونکہ حول اور قوة پر مانع تنوین کچھ بھی نہیں پس یہ مبنی علی الفتح ہوئے۔ یہ بہت مبارک کلمات ہیں۔ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ حولَ: پھرنا، پلٹ جانا، کسی چیز سے پھرنا، واپس ہو جانا، لا حولَ پلٹنا نہیں ہے کسی چیز سے الا باللّٰہ مگر اللّٰہ کی مدد سے۔یعنی انسان کسی گناہ کو چھوڑ کر اُس سے پلٹ نہیں سکتا مگر اللّٰہ کی مدد سے، و لا قوّة الا باللّٰہ اور نیکی کرنے کی کوئی طاقت نہیں ہے مگر اللّٰہ کی مدد سے۔ و [2]لا حولٌ و لا قوةٌ الا باللّٰہ، حولٌ اور قوةٌ دونوں مرفوع ہیں۔ و [3]لا حولَ و لا قوةٌ الا باللّٰہ اس میں حول مبنی علی الفتح اور قوة مرفوع ہے۔ و [4]لا حولٌ و لا قوّةَ الا باللّٰہ اس میں حول مرفوع ہے اور قوة مبنی علی الفتح ہے۔ و [5]لا حولَ ولا قوةً الا باللّٰہ، اس میں حول مبنی علی الفتح ہے اور قوة منصوب ہے۔ یہ پانچ طرح پڑھنا جائز ہیں۔ اور ان میں سب سے اعلیٰ پہلی قسم ہے۔

یادداشت: رفعٌ، نصبٌ، جرٌ یہ معرب کے ساتھ خاص ہے۔ ضمٌ، فتحٌ، کسرٌ یہ مبنی کے ساتھ خاص ہے۔ ضمةٌ، فتحةٌ کسرةٌ یہ عام ہے یعنی معرب اور مبنی دونوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

[5]پنجم: حروف ندا و آں پنج ست: وہ حروف جو اسم میں عمل کرتے ہیں۔ اُس میں پانچوی قسم حروف ندا ہے۔ اور وہ پانچ ہیں۔ [1]یا و [2]ایا و [3]هیا و [4]ای، و [5]ہمزہ مفتوحه، حرفِ ندا کے ذریعے کسی کو اپنے طرف متوجہ کیا جاتا ہے۔ جیسے یا زیدُ، ایا زیدُ، هیا زیدُ، ای زیدُ اور ءَ زیدُ۔ یعنی میں زید کی توجہ اپنی طرف طلب کرنا چاہتا ہوں۔ یہ انشاء کی قسموں میں سے ہے۔ نیز حرف ندا جس اسم پر داخل ہوتا ہے اُسے معرفة بناتا ہے، کیونکہ وہ چیز متعین ہوجاتا ہے۔ جیسے یا رجلُ۔ الف لام اور حروف ندا یہ سب آلہ تعریف ہیں۔ یعنی جس اسم پر داخل ہوں گے اُس کو معرفة بنا دیں گے۔

تفصیل: یہ حروف ندا جس اسم پر داخل ہوتے ہیں اُس اسم کو منادیٰ کہتے ہے۔ یا زیدُ میں زید منادیٰ ہے۔ اگر منادیٰ مفرد معرفۃ ہو تو یہ مبنی ہوگا علامت رفع پر۔ یعنی جو بھی رفع والی علامت اُس منادیٰ پر آتی ہے تو یہ اُس علامت پر مبنی ہوگا۔ جیسے زید یہاں منادیٰ ہے اور مفرد معرفۃ ہے۔تو زید مبنی علی الضم ہے۔ یہاں بھی مفرد مضاف اور مشابہ مضاف کے مقابلہ میں آیا ہے۔ اور معرفۃ چاہے قبل الندا معرفۃ ہو یا بعد الندا معرفۃ ہو،دونوں کا حکم ایک جیسا ہے۔

جیسا کہ یا زیدُ میں زید مبنی علی الضم ہے۔ اسی طرح یا رجلانِ حالت تثنیہ میں مبنی ہے علامت رفع الف پر۔ رجلانِ کا معرب بھی اس طرح ہے اور مبنی بھی اس طرح ہے۔ یا مسلمونَ یہ بھی مبنی ہے علامت رفع واو پر۔ یا عیسیٰ یہ بھی مبنی ہے علامت رفع پر۔ اور اسکی رفع تقدیرًا ہے۔ یا قاضی یہ بھی مبنی ہے علامت رفع پر ۔ اور اس کا رفع تقدیرًا ہے۔

اگر ان دونوں شرطوں میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جائے۔ جیسا کہ منادیٰ معرفۃ نہ ہو۔ یا منادیٰ مفرد نہ ہو بلکہ مضاف یا مشابہ مضاف ہو۔ تو ان سب صورتوں میں اُس پر نصب آئے گا۔ اور نصب معرب کے ساتھ خاص ہے۔ مطلب کہ جہاں تنوین آ سکتی ہیں وہاں پر تنوین بھی آئے گا۔

مضاف کی مثال: مثلاً ایک شخص کا نام ہے عبدُ اللہ۔ اس کا پہلا جز عبد مضاف ہے اور لفظ اللہ مضافٌ الیہ ہے۔ تو یہاں پر مفرد کا شرط ٹوٹ گیا۔ تو اب یہاں نصب آئے گا۔ جیسا کہ یا عبدَ اللہِ۔ اور یہاں پر تنوین مضاف کی وجہ سے نہیں آیا۔

مشابہ مضاف کی مثال: جیسا کہ کوئی ندا دے طالعٌ جبلًا کو۔ تو یا طالعًا جبلاً کہنا ہوگا۔ اور طالعًا منصوب ہے۔ اور اس پر تنوین بولنا ہے۔ کیونکہ مانع تنوین یعنی الف لام اور مضاف یہاں موجود نہیں۔

اگر منادیٰ مفرد تو ہے لیکن معرفۃ نہیں تو اس صورت میں بھی یہ منصوب ہوگا۔ جیسا کہ اندھا آدمی کسی کو کہہ دے یا رجلًا خُذ بیدی۔ اگر بینا آدمی کسی رجل کو آواز دے تو وہ یا رجلُ کہیں گا۔ کیونکہ اس وقت رجل متعین ہوگیا۔ اور اندھا جب کسی کو آواز دے گا تو اُس کے لئے وہ رجل متعین نہیں بلکہ قریب جو بھی آدمی ہو وہ اندھا اُسے آواز دے گا۔ تو اس صورت میں رجل نکرۃ کا نکرۃ ہی رہا۔

مثلاً سامنے کوئی آٹھ دس آدمی کھڑے ہیں اور آپ اُس میں سے کسی ایک کو آواز دینا چاہتے ہیں کہ آ کر مجھے پانی دے دیں تو آپ یوں کہیں گے یا رجلًا ایتی بالماء۔

و ایں حروف منادائے مضاف را بنصب کنند،اور یہ حروف منادیٰ مضاف کو نصب دیتے ہیں۔ **چوں: یا عبدَ اللہ! و مشابہ مضاف را** اور مشابہ مضاف کو **چوں : یا طالعا جبلا**،اے پہاڑ پر چڑھنے والے۔ ان دونوں مثالوں میں پہلی شرط یعنی مفرد کا شرط پورا نہیں۔ **و نکرہ غیر معین را**، اور نکرہ غیر معین کو بھی نصب دیگا۔ **چنانکہ اعمی گوید**: جیسا کہ اندھا کہتا ہے۔ یا رجلا خذ بیدی، اے آدمی میرا ہاتھ پکڑ لے۔ تو یہ تینوں صورتوں میں منصوب ہے۔

و منادائے مفرد معرفہ مبنی باشد اور منادیٰ مفرد معرفۃ مبنی ہوگا **بر علامت رفع** علامت رفع پر۔ **چوں: یا زیدُ و یا زیدانِ و یا مسلمون و یا موسیٰ و یا قاضي**

بدانکہ ای و ہمزہ برائے نزدیک ست،اور جان لے تو کہ "ای" اور ہمزہ مفتوحہ نزدیک کے لئے ہیں۔ ای اور ہمزہ میں حروف تھوڑے ہیں۔ اور جس میں حروف تھوڑے ہو وہ نزدیک کے لئے اور "ایا" اور "ھیا" میں حروف زیادہ

ہے تو وہ دور کے لئے ہیں۔ وایا و ھیا برائے دور اور "ایا" اور "ھیا" دور کے لئے ہیں۔ و یا عام ست اور یا عام ہے قریب کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے اور دور کے لئے بھی۔

نوٹ: اگر آپ آواز دینا چاہتے ہیں معرف باللام کو۔ مثلاً الرجل آپ اسکو ندا دینا چاہتے ہیں۔ تو "یا الرجلُ" یوں نہیں کہیں گے۔ کیونکہ "یا" بھی آلہ تعریف ہے اور "الف لام" بھی آلہ تعریف ہے۔ اور دو آلہ تعریف جمع نہیں ہونگے۔ لہٰذا معرف باللام کو آپ دیں گے تو مذکر کے لئے ایھا اور مؤنث کے لئے ایتھا کا لفظ بڑھا دیں گے حرف ندا کے بعد۔تو بن جائے گا یا ایھا الرجل اور یا ایتھا المراۃُ۔ نیز اسم موصول جس پر الف لام داخل ہوتا ہے اُس میں بھی ایسا ہے۔ جیسا کہ یا ایھا الذی مذکر کی صورت میں اور یا ایتھا التی مؤنث کی صورت میں ۔

لفظ اللہ پر بھی الف لام ہے۔ اس پر حرف ندا داخل ہوگا، اور یہاں پر ایھا بھی نہیں لائیں گے۔ اور یوں کہیں گے یا اللّٰہُ ۔ یہ لفظ اللہ کی خصوصیت ہے۔ اور نیز لفظ اللہ پر پانچ حروف ندا میں سے صرف "یا" داخل کرنا جائز ہے۔

اور یاد رکھئے کبھی حرف ندا مخذوف بھی ہوتا ہے۔ اور صرف کہتے ہیں زیدُ۔ اور اگر خذف کرنا ہو تو صرف "یا"کو خذف کر سکتے ہیں باقی چار میں سے کسی کو خذف نہیں کر سکتے۔

مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ کے لفظ اللہ کی خصوصیات پر باقاعدہ ایک تصنیف "فتح اللہ بخصائص اسم اللہ" ہے۔ اور اِس تصنیف میں تقریباً آٹھ سو سے زیادہ خصوصیات اُس نے جمع کئے ہیں۔ اور یہ تصنیف دو جلدوں میں ہے، اور تقریبا ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔

درس 27 فصل دوم

در حروف عاملہ در فعل مضارع وہ حروف جو عمل کرتے ہیں فعل مضارع میں و ان بر دو قسم ست اور وہ دو قسم پر ہیں۔(کچھ وہ ہیں جو نصب دیتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو جزم دیتے ہیں۔)

قسم اول

حروفیکہ فعل مضارع را بنصب کنند،وہ حروف جو فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں۔ و آن چہار ست: اور وہ چار ہیں۔ اول[1] : اَن اس کو حرفِ مصدر بھی کہتے ہے۔ یہ فعل مضارع پر داخل ہوتے ہے اور اسکو مصدر کے معنیٰ میں کر دیتا ہے۔ جیسے اَضربُ: میں پٹھائی کروں گا۔یا میں پٹھائی کر رہا ہوں۔ اب اس پر اَن داخل کرے تو "اَن اَضربَ" ہو جائے گا۔ تو اس اَن نے لفظوں میں یہ عمل کیا کہ مضارع پر نصب لایا اور معنیٰ میں یہ عمل کیا کہ مضارع کو مصدر کے معنیٰ میں کر دیا۔ اور اس کا مصدری صورت "ضَرْبِی" ہے۔ ضربی: میرا پٹھائی کرنا۔ مصدر مفرد ہوتا ہے جبکہ فعل اپنے فاعل یا نائب فاعل سے ملکر جملہ بنتا ہے۔ اضربُ پہلے جملہ تھا اور جب اس پر اَن داخل ہوا "ان اضربَ" اب یہ مفرد ہوا۔

مصدر بنانے کا قاعدہ: جب فعل پر ان داخل ہوتا ہے تو وہ مصدر بنتا ہے۔ اور مصدر بنانے کے لئے کہ اُسی فعل کے گردان کا مصدر لے لیں گے اور اُس کی اضافت فاعل کی ضمیر کی طرف کر دینگے۔ اور پھر مرفوع ضمیر کی جگہ مجرور متصل کی ضمیر لے آئیں گے۔ کیونکہ فاعل کی ضمیر یہاں مضافٌ الیہ بنے گا اور مضاف الیہ مجرور ہوتا ہے۔

مثلاً: اضربُ میں فعل کا مادّہ ضربَ ہے۔ اور اسکامصدر ضربٌ ہے۔ جیسا کہ ضربَ یضربُ ضربًا میں گزرا ہے۔ اضربُ فعل میں انا ضمیر فاعل کی ضمیر ہے۔ اب اس مصدر کی اضافت فاعل کی ضمیر کی طرف کرو۔ تو مصدر مضاف بن جائے گا اور فاعل کی ضمیر مضافٌ الیہ بن جائے گا۔ مضافٌ الیہ چونکہ مجرور ہوتا ہے اور یہاں "انا"

مرفوع متصل کی ضمیر ہے۔ تو اس کے مقابلے میں فاعل کے لئے مجرور متصل کی ضمیر "یا" استعمال ہوتا ہے۔ جیسا که "لی، لنا، لک ۔۔۔ " میں گزرا ہے۔ اب "ضرب" کی اضافت "یا" ضمیر کی طرف کرو تو بن جائے گا "ضربی"۔

چوں: اریدُ ان تقومَ، اُریدُ: ارادہ یرید بمعنیٰ ارادہ کرنا، اُریدُ: میں ارادہ کرتا ہوں۔ تقومُ: وہ قیام کر رہا ہے۔ یا وہ قیام کرے گا۔

ان تقومَ سے مصدر بنانا: قامَ یقومُ سے قیامًا یعنی قیام مصدر ہے۔ اور تقومُ واحد مذکر حاضر کا صیغه ہے جس میں انتَ ضمیر مرفوع متصل فاعل کی ضمیر ہے۔ اور مجرور متصل میں "کاف" ضمیر فاعل کے لئے آتا ہے۔ تو ان تقومَ سے مصدر قیامُکَ ہو جائے گا۔ قیامُکَ: آپ کا قیام۔ اُریدُ فعل اس کے اندر انا ضمیر فاعل اور "ان تقومَ" اس کے لئے مفعول بن جائے گا۔ اور مفعول منصوب ہوتا ہے۔ تو ان تقومَ اٹھائے اور اس کی جگه قیامَکَ رکھ دے۔ اریدُ قیامَکَ: میں ارادہ کرتا ہوں آپ کا قیام۔ یعنی میں آپ کا قیام چاہتا ہوں۔

و ان با فعل اور اَن فعل کے ساتھ بمعنی مصدر باشد یه مصدر کے معنیٰ میں ہوگا۔ یعنی اریدُ قیامَک، میں چاہتا ہوں آپ کا قیام۔ و بدین سبب اور اسی وجه سے اُو را مصدریه گویند اس "اَن" کو مصدریه کہتے ہیں۔

[2]دوم: لن چوں لن یخرجَ زیدٌ، زید ہرگز نہیں نکلے گا۔ و لن برائے تاکید نفی ست، اور لن ناصبه نفی کی تاکید کے لئے آتا ہے۔ یخْرُجُ زیدٌ کا معنیٰ تھا زید نکلے گا۔ اور لن یخرُجَ زیدٌ اب اس نے نفی پیدا کر دی۔ نیز نفی میں بھی تاکید پیدا کر دی۔ ایک ہے نفی جیسا که "لا یَخْرُجُ زیدٌ" زید نہیں نکلے گا یا زید نہیں نکل رہا۔ اور ایک ہے نفی میں تاکید یعنی اُس میں زور پیدا کر دیا۔ یعنی زید ہرگز نہیں نکلے گا۔ نیز یه "لن" فعل مضارع کو مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے۔

[3]سوم: کَئ چوں: اسلمتُ کی ادخُلَ الجنّة میں مسلمان ہوا تا که میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ کَئ نے ادخلُ کو نصب دیا۔ اس میں ما قبل سبب ہوتا ہے ثانی کے لئے۔ کَئ کے ذریعے علت اور وجه ذکر کی جاتی ہے۔

[4]چہارم: اِذن چوں: اِذَن اُکْرِمَکَ۔ اِذَن یه کسی بات کے جواب میں آتا ہے۔ در جوابِ کَسَے که گوید: کسی شخص کے جواب میں جو کہتا ہے۔ انا آتیکَ غدا، کل میں آپ کے پاس آؤں گا۔

و بد انکه اَنْ بعد از شش حروف مقدر باشد اور تو جان لے که "اَن" چھ حروف کے بعد مقدّر ہوگا۔ و فعل مضارع را بنصب کُند: اور فعل مضارع کو نصب دے گا۔ ان کو اس لئے مقدر مانتے ہیں که ان کے ساتھ وہاں معنیٰ ٹھیک ہوتا ہو اور دیکر حروف ناصبه کے ساتھ معنیٰ ٹھیک نہیں بنتا۔ [1]حتیٰ یعنی حتّیٰ کے بعد اَن مقدر ہے۔ نحوُ: مررتُ حتی ادخلَ البلدَ میں چلوں گا یہاں تک که میں شہر میں داخل ہو جاؤں۔ البته اس میں ایک شرط ہے، ایک حتّی سے ماقبل ہے اور ایک حتی کے ما بعد ہے۔ تو حتی کا ماقبل اور ما بعد ان کا زمانه ایک نہیں ہونا چاہیے۔جو ما قبل ہے اُسکا زمانه پہلے ہونا چاہیے اور جو مابعد ہے اُس کا زمانه بعد میں ہونا چاہیے۔ و [2]لام جَحَد اور لام جَحَد کے بعد بھی اَن مقدر ہوتا ہے۔ نحو: ما کان اللّٰهُ لِیُعذّبَھُم، اور اللّٰه نہیں ہے که اُن کو عذاب دے۔ یعنی اللّٰه اُن کو عذاب دینے والا نہیں ہے۔ لام جَحَد: لام جحد وہ ہے جو کانَ منفی کی خبر پر داخل ہو۔ یہاں کان پر نفی داخل ہو رہی ہے۔ یعنی "ما کانَ" اور کان افعال ناقصه میں سے ہے یه ایک اسم چاہتا ہے اور ایک خبر۔ تو لفظ اللّٰه اس کا اسم ہوا۔ اور "یعذبَھم" یه کان کی خبر ہے۔ اور اس خبر پر لام آیا تو اسکو کہتے ہیں لام جحد۔ جحد

کا معنیٰ ہے انکار۔اور لام جحد کلام میں تاکید پیدا کرتا ہے۔اور اگر اس کو کلام سے نکالا جائے تو پھر بھی کلام میں کوئی فرق نہیں پڑھتا البتہ اُس میں زور کم ہوتا ہے۔ و[3]او بمعنی اِلیٰ ان یا الا ان اور اسی طرح وہ اَوْ جو "الیٰ ان" یا "الّا اَن" کے معنیٰ میں ہو۔اُس کے بعد بھی اَن مقدر ہوتا ہے۔ نحو: لَاَلْزَمَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِی حَقّی، لالزمنک لام بھی تاکید کے لئے اور نون ثقیلہ بھی ساتھ آ رہا ہے۔ جیسا کہ لاضربنّ تھا۔ ترجمہ: میں ضرور بضرور آپ کے ساتھ لازم رہوں گا۔ اَو بمعنیٰ الیٰ ان: یہاں تک کہ، تعطینی آپ دے دیں مجھے حقّی: میرا حق۔ تو یہ اَوْ کے بعد فعل مضارع پر نصب پڑھا۔ یعنی تُعطِیَ۔ اور اگر او بمعنیٰ الّا ان ہو جائے تومعنیٰ: مگر یہ کہ آپ مجھے میرا حق دے دیں۔ ہر اَو کے بعد اَن مقدر نہیں ہوتا۔ اَو سے ماقبل جو چیز ذکر کی اُس کی انتہا ما بعد کے وجود پر ہے۔ اکثر نحویوں کے نزدیک یہ اَو "الی ان" کے معنیٰ میں ہے۔ جبکہ امام سیبویہؒ کے نزدیک "الّا ان" کے معنیٰ میں ہے۔

درس 28۔ و[4]واوُ الصرف صرف: پھیرنا، روکنا، باز رکھنا، یہ واو مانع بنتا ہے عطف سے،چونکہ معطوفٌ علیہ اور معطوف میں مناسبت ضروری ہے۔ لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ چھ چیزیں امر، نہی، نفی، استفہام، تمنی اور عرض آتا ہے اور ان کے بعد واو آتا ہے، اور واو کے بعد آگے فعل یعنی جملہ خبریہ آ جاتا ہے۔ تو یہ سب "نفی" کے علاوہ جملہ انشائیہ ہے اور واو کے ما بعد جملہ خبریہ ہے۔ تو انشاء اور خبر میں تو کوئی مناسبت نہیں ہے۔ لیکن واو آ گیا، اب عطف تو کرنا ہے تو اس کے لئے وہاں "ان" مقدر مان لیتے ہیں۔ پس یہ "ان" واو کے ما بعد جملہ خبریہ کو مصدر کے معنیٰ میں کر لے گا اور ما قبل میں جو جملہ انشائیہ تھا اُس سے بھی ایک مصدر بنا لیں گے۔ تو اب مصدر کا عطف مصدر پر ہو جائے گا۔

نوٹ: نفی یہ تو جملہ خبریہ ہے۔ اب واو کا مابعد بھی جملہ خبریہ اور ما قبل بھی جملہ خبریہ تو عطف ہونا چاہیے۔ لیکن یہ نفی چونکہ نہی جیسے ہوتی ہے ۔ نفی کی مثال: لا تضربُ آپ پٹھائی نہیں کر رہے۔ نہی کی مثال: لا تضربْ پٹھائی نہ کرو۔ دونوں میں مناسبت ہے۔ دونوں میں "لا" آ رہا ہے۔ اس لئے نفی کو نہی پر محمول کر دیا۔ اور نہی میں "ان" مقدر تھا تو نفی میں بھی "ان" مقدر مانا۔

واو صرف کا خلاصہ: یہ واو ما بعد کا عطف ما قبل پر کرنے نہیں دیتا۔ کیونکہ ما بعد میں جملہ خبریہ ہوتا ہے اور ما قبل میں جملہ انشائیہ۔پھر "ان" لاتے ہیں اور پھر اُس کے بعد عطف کر دیتے ہیں۔

واو صرف: صرف کا معنیٰ ہے روکنا اور منع کرنا۔ اسے واو جمع بھی کہتے ہیں۔ اور اسکی دو شرطیں ہیں۔

نمبر 1۔ واو سے ما قبل اور واو کے ما بعد کا زمانہ ایک ہو۔نمبر 2۔ یہ واو چھ چیزوں کے جواب میں آئے۔ یعنی امر، نہی، نفی، استفہام، تمنی اور عرض کے بعد آئے۔

مثالیں: [1]امر کی مثال: زُرْنی و اُکْرِمَکَ ای لتجتمع منک زیارۃٌ و اکرامٌ منی ترجمہ: تمہاری زیارت اور میرا اکرام جمع ہونا چاہیے۔

زُر میں انت ضمیر ہے۔ اور اس کا مصدر زیارۃٌ ہے۔ اس کا مجرور متصل "کاف" ضمیر ہے۔ تو زرنی کا مصدر بن گیا منک زیارۃٌ ۔ اسی طرح اُکرمُ میں انا ضمیر ہے۔ اور اس کا مصدر اکرمَ یکرمُ اکراماً سے اکرام ہے۔ تو اکرام کی اضافت "انا" ضمیر کی طرف کرو۔ مجرور متصل میں "انا" کے لئے "یا" ضمیر آتا ہے۔ تو بن گیا اکرامٌ منی۔ زرنی زیارت سے ہے اور یہ امر کا صیغہ ہے۔ زارَ یزور زیارتاً الامر منہ زُرْ، زُر امر کا صیغہ ہے اس لئے اجتماع سے امر کا صیغہ لانا پڑے گا۔ جس طرح اِضرب: تو پٹھائی کر، امر حاضر کا صیغہ ہے اور لیضربْ: چاہیے کہ وہ پٹھائی کرے، امر غائب کا

صیغہ ہے۔ اس لئے ہم امر غائب سے لتجتمع مؤنث کا صیغہ لائیں گے کیونکہ زیارۃٌ مؤنث ہے۔ زُرنی: آپ میری زیارت کیجئے۔

اُکرمُ مرفوع تھا اصل میں۔ واو کے بعد ان مقدرہ نے نصب دیا تو اُکْرِمَ بن گیا۔ و اکرمک: کہ میں آپ کا اکرام کروں۔ زرنی یہ امر ہے ۔ اور اُکرمُکَ یہ جملہ خبریہ ہے۔ جملہ خبریہ صرف حال میں نہیں استقبال اور ماضی میں بھی ہو سکتا ہے۔ اور دونوں شرطیں پوری ہیں۔ دونوں کا زمانہ ایک ہے۔

[2] **نہی کی مثال: لا تأکُلِ السمکَ و تشربَ اللبنَ۔** ای لا یجتمعْ منکَ اکلُ السمکِ و شُربُ اللبنِ۔ تو مچھلی نہ کھا کہ تو دودھ پئے۔ یاد رکھو یہاں اُردو میں مناسب ترجمہ نہیں بن رہا۔ اس کو واو جمع بھی کہتے ہیں۔ یہ دو چیزوں کو جمع کر دیتا ہے۔ معنیٰ یہ ہے کہ مچھلی کھائے اور دودھ پئے ان دونوں کو جمع نہ کرو۔ کیونکہ مشہور ہے کہ مچھلی کھانے کے بعد دودھ پینے سے برص کی بیماری لگ جاتی ہے۔ دونوں کا زمانہ ایک ہے۔ یعنی مچھلی کا کھانا جس زمانے میں ہو تو دودھ پینا بھی اُس زمانے میں ہو۔ ایسا کرنے سے منع کیا جا رہا ہے۔

اگر اس کا معنیٰ سمجھنا ہوگا تو واو کے ما بعد کو بھی مصدر بنائے اور واو کے ماقبل کو بھی مصدر بنائے۔اور مصدر کا عطف مصدر پر ہو جائے گا۔ نیز اس واو کو واو جمع بھی کہتے ہیں تو جمع کا فعل بھی لاؤ۔ تو "لا تأکل السمک و تشرب اللبن" کا ترجمہ " لا یجتمعْ منکَ اکلُ السمکِ و شُربُ اللبنِ"۔ترجمہ: جمع نہیں ہونا چاہیے تمہاری طرف سے مچھلی کا کھانا اور دودھ کا پینا۔ واوِ جمع کی وجہ سے لا یجتمعْ کا فعل لایا۔ لا تأکل میں انتَ مخاطب کی ضمیر ہے۔ اور اَکلَ یأکُل اکلا سے اکل اس کا مصدر ہے۔ مصدر کی اضافت انت ضمیر کی طرف کر دیا۔ انت چونکہ مرفوع متصل کی ضمیر ہے اور مجرور متصل میں اس کے لئے "کاف" ضمیر ہے۔ تو اب مصدر "اکل" کی اضافت کاف ضمیر کی طرف کیا جائے گا۔ اسی طرف تشربُ فعل کا مصدر شرب ہے۔ اور اسکی اضافت بھی کاف ضمیر کی طرف ہونے سے مصدری معنیٰ پیدا ہوگا۔اور مخاطب کی ضمیر کی وجہ سے منکَ کا لفظ لے آئے اور الگ جوڑ دیا۔ اور واو جمع کی وجہ سے "یجتحع" جمع کا فعل لانا ہوگا۔ تو جملۃ بن جائے گا۔ لا یجتمعْ منک اکلُ السمکِ و شربُ اللبنِ۔

[3] نفی کی مثال: ما تأتینا و تُحدِّثنا۔ ترجمہ: ما تأتینا: آپ ہمارے پاس نہیں آتے و تُحدثنا: کہ ہم سے باتیں کریں۔ ای و ان تحدثنا۔

ای لا یجتمعُ منک اِتیانًا و تحدیثُک ایانا، ترجمہ:جمع نہیں ہوتا آپ کی طرف سے آنا اور آپ کا ہم سے بات کرنا۔

[4] استفہام کی مثال: ھل عندَ کم ماءٌ و اشرَبَہُ۔ ترجمہ: کیا آپ کے پاس پانی ہے کہ میں اُس کو پی لوں۔ ای و ان اشربَہُ۔

ھل یجتمعُ منکم وجودُ ماءٍ و شُربٌ منی۔ ترجمہ۔ کیا جمع ہو سکتا ہے تمہاری طرف سے پانی کا ہونا اور میری طرف سے پینا۔

[5] تمنی کی مثال: لیتَ لی مالا و اُنْفِقَہُ ۔ کاش کہ میرے پاس مال ہوتا کہ میں اُس کو خرچ کرتا۔ ای و ان اُنفقَہُ

لیت یجتمع لی ثبوتُ مالٍ و انفاقٌ منی۔ ترجمہ: کاش کہ جمع ہو جاتا میرے لئے مال کا ہونا اور اُس کا خرچ کرنا۔

[6] عرض کی مثال: الا تنزلُ بنا و تصیبَ خیرًا۔ کیا آپ ہمارے پاس تشریف نہیں لاتے کہ آپ کو خیر پہنچتی۔ ای و ان تصیبَ خیرًا۔

الا یجتمک منک نُزولٌ و اصابَۃُ خیرٍ منی۔

و [5]لام کی، اور لام کی کے بعد بھی ان مقدر ہوگا۔

کئی کی مثال: اسلمتُ کئی ادخلَ الجنۃ۔ یہاں کئی کو اٹھائے اور لام رکھ دے۔ یعنی اسلمتُ لِاَدخلَ الجنۃ۔ یہ لام کئی کا معنیٰ ادا کر رہا ہے اس لئے اس کو لام کئی کہتے ہیں۔ جس طرح کئی سبب بیان کرنے کے لئے آتا تھا اسی طرح یہ لام بھی سبب بیان کرنے کے لئے آتا ہے اور اس کے بعد ان مقدر ہوتا ہے۔

و [6] فا کہ در جواب شش چیز ست: امر و نہی و نفی و استفہام و تمنی و عرض و امثلتُھا مشھورۃٌ

فا کے بعد ان کے مقدر ہونے کی دو شرطیں ہیں۔ پہلا شرط: اوّل سبب ہو ثانی کے لئے یعنی ما قبل سبب ہو ما بعد کے لئے۔ دوسری شرط: وہ فا چھ چیزوں کے جواب میں ہو۔ یعنی امر، نہی، نفی، استفہام، تمنی اور عرض۔

مثالیں: امر کی مثال: زرنی فاُکرمَک۔ ای لِیَکُنْ منکَ زیارۃٌ فاِکرامٌ منی۔ ترجمہ: ہونا چاہیے آپ کی طرف سے زیارت پھر میری طرف سے اکرام۔

نہی کی مثال: لا تشْتِمنی فاضربَک۔ ای لا یکن منک شتمٌ فضربٌ منی۔ ترجمہ: آپ کی طرف سے گالی پھر میری طرف سے پٹھائی نہیں ہونی چاہیے۔

نفی کی مثال: ما تأتینا فتُحدثَنا۔ ای لا یکونُ منک اتیانٌ فتحدیثُک ایانا۔ ترجمہ: آپ کی طرف سے آنا اور ہم سے بات کرنا نہیں ہے۔ لا یکونُ کی جگہ لیثَ بھی ٹھیک ہے۔ ای لیثَ منک اتیانٌ فتحدیثُک ایانا۔

استفہام کی مثال: ھل عندَکم ماءٌ فاشربَہٗ۔ ای ھل یکونُ منکم ماءٌ فشُربٌ منی ترجمہ: کیا آپ کی طرف سے پانی وار میرے طرف سے پینا یہ دونوں ہو سکتے ہیں۔

تمنی کی مثال: لیت لی مالا فاُنفِقَہٗ۔ لیت لی ثُبوتُ مالٍ فاِنفاقٌ منی۔ ترجمہ: کاش کہ میری طرف سے مال کا ہونا اور خرچ کرنا ہوتا۔

عرض کی مثال: الا تنزلُ بنا فتُصیبَ خیرا۔ الا یکونُ منک نزولٌ فَاِصابۃُ خیرٍ منی۔ترجمہ: یعنی آپ کی طرف سے آنا اور پھر میری طرف سے خیر کا پہنچنا نہیں ہو سکتے۔

نوٹ: واو صرف اور "فا" کی تمام مثالیں ایک جیسی ہے ماسوائے "نہی کی مثال" کے۔ واو کے لئے شرط یہ تھا کہ ماقبل اور مابعد کا زمانہ ایک ہو۔ اس لئے واو صرف میں جو مثالیں ذکر کی گئی تھیں اُن سب کا زمانہ ایک تھا، اور فا کے لئے شرط یہ تھا کہ ماقبل سبب ہو ما بعد کا۔ اس لئے فا میں جو مثالیں ذکر کی گئی اس میں فا کا ماقبل سبب ہے فا کے ما بعد کے لئے۔

نہی کی مثال لا تشتمنی فاضربک میں ایک سبب ہے دوسرے کے لئے۔ اور واو صرف میں جو مثال نہی کے لئے ذکر کیا گیا تھا اُس میں ایک سبب نہیں تھا دوسرے کے لئے بلکہ دونوں کا زمانہ ایک تھا۔ اس لئے نہی کے اندر واو صرف کے لئے الگ مثال لایا اور فا کے لئے الگ مثال لایا۔ اور باقی سب مثالوں میں زمانہ بھی ایک ہے۔ اور ما قبل سبب ہے ما بعد کے لئے۔

اور معنیٰ بیان کرنے کے لئے واو صرف میں اجتمع یجتمع اجتماع کا فعل لایا تھا کیونکہ واو جمع کے لئے تھا۔ اور یہاں کان یکون کو لے آئیں گے۔

درس 29۔ قسم دوم

حروفیکہ فعل مضارع را بجزم کنند، دوسری قسم وہ حروف جو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں۔ و آن پنجست:

اور وہ پانچ ہیں [1] لم یہ لفظوں میں فعل مضارع کو جزم دیتا ہے اور معنیٰ میں یہ عمل کر دیتا ہے کہ فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنیٰ میں کر دیتا ہے۔ جیسا کہ یضربُ: وہ پٹھائی کرتا ہے یا کرے گا۔ اور لم یضربْ: اُس نے پٹھائی

نہیں کی۔ لم یضربْ اور ما ضربَ کا ایک معنیٰ ہے۔ لم یصربْ اور ما ضربَ معنیٰ کے لحاظ سے دونوں ماضی ہیں۔ اور لفظوں کے اعتبار سے لم یضربْ مضارع ہے اور ما ضربَ ماضی ہے۔ و [2] لما اور لما بھی لم کی طرح ہے۔ یہ بھی فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے اور فعل مضارع کو جزم دیتا ہے۔ جیسا کہ لـمّا یضربْ۔ اور یہ بھی فعل مضارع کو ماضی کے معنیٰ میں کر دیتا ہے۔

لم اور لما میں فرق: لم ماضی کو پورا نہیں گھیرتا۔ لم یضرب: اُس نے پٹھائی نہیں کی۔ اور لما یضربْ: اُس نے ابھی تک نہیں مارا۔ تو لما نے سارا ماضی گھیر لیا۔ اور نیز لما میں آگے اُس کام کی اُمید بھی ہوتی ہے۔ جیسا لما یضربْ: اُس نے ابھی تک نہیں مارا۔ لیکن آگے مارنے کی اُمید ہے۔ مثلاً کوئی آپ سے کہہ دیں کہ امیر المؤمنین سوار ہوئے ہیں۔ تو آپ کہہ دیں۔ "قامَ الامیرُ و لما یرکبْ" یعنی امیر المؤمنین کھڑے ہو گئے ہیں اور ابھی تک وہ سوار نہیں ہوئے۔ دیکھو پورے ماضی کا احاطہ کیا کہ اُس وقت سے لے کر ابھی تک سوار نہیں ہوئے۔ اور آگے امید ہے سوار ہونے کا۔

و [3] لام امر تیسرا لام امر ہے۔ ایک امر حاضر معروف ہے جیسا کہ اِضربْ، اضربا، اضربوا، اضربی، اضربا، اضربنَ یہ مخاطَب کے لئے ہوتا ہے۔ اور دوسرا ہے امر غائب۔ اس میں غائب کے صیغے بھی آتے ہیں اور متکلم کے بھی اور وہ لام امر کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے لِیضربْ چاہیے کہ وہ پٹھائی کرے، گردان: لیضربْ، لیضربا، لیضربوا، لتضربْ، لتضربا، لیضربنَ، لاضربْ، لنضربْ۔ تو یہ لام امر ہے اور یہ فعل مضارع کو جزم دیتا ہے۔ نیز یہ مضارع کو مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے۔

و [4] لائے نہی اور چوتھا ہے لائے نہی۔ جیسا کہ لا تضربْ: تو پٹھائی نہ کر۔ یہ لا نہی والا ہے۔ اور لا تضربُ میں لا نفی والا ہے، کیونکہ فعل مضارع اُسی طرح مرفوع ہے۔ لا تضربُ:تو پٹھائی نہیں کرتا، یا آپ پٹھائی نہیں کریں گے۔ و [5] اِن شرطیہ، اور پانچواں "اِن" شرطیہ ہے، اِن تضربْ اضربْ۔ اگر تو پٹھائی کرے گا تو میں بھی پٹھائی کروں گا۔ یہ اِن فعل مضارع کو جزم بھی دیتا ہے اور نیز اُس کو مستقبل کے معنیٰ میں کر دیتا ہے۔ اگر یہ اِن ماضی پر بھی داخل ہو جائے تو اُس کو بھی مستقبل کے معنیٰ میں کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اِن ضربتَ ضربتُ: اگر تو پٹھائی کرے گا تو میں بھی پٹھائی کروں گا۔

لم، لما، لام امر اور لائے نہی ایک ایک فعل کو جزم دیتے تھے۔ لیکن اِن شرطیہ دو فعلوں کو جزم دے سکتا ہے اگر پہلا بھی مضارع ہو اور دوسرا بھی مضارع ہو۔ مثلاً ان تضربْ اضربْ

چوں لم ینصُرْ :اُس نے مدد نہیں کی زمانہ ماضی میں و لما ینصرْ اُس نے ابھی تک مدد نہیں کی۔ و لینصرْ:چاہیے کہ وہ مدد کرے۔ و لا تنصرْ:تو مدد نہ کر و ان تنصرْ انصرْ، اگر تو مدد کرے گا تو میں بھی مدد کروں گا۔

بدانکہ "ان" در دو جملہ رَوَدْ، جان لے تو کہ اِن دو جملوں پر داخل ہوتا ہے۔ چوں: اِن تضربْ اَضربْ اگر تو پٹھائی کرے گا تو میں بھی پٹھائی کروں گا۔ جملہ اول را شرط گویند پہلے جملے کو شرط کہتے ہیں۔ و جملہ دوم را جزا، اور دوسرے جملے کو جزا۔ و "ان" برائے مستقبل ست اور اِن مستقبل کے لئے ہے اگر چہ در ماضی رود اگر چہ ماضی پر داخل ہو۔ چوں: ان ضربتَ ضربتُ اگر تو پٹھائی کرے گا تو میں بھی پٹھائی کروں گا۔ و اینجا جزم تقدیری بَود: اور یہاں پر جزم تقدیری ہوگا۔ یعنی کہ لفظوں میں نہیں ہوگا۔ کیونکہ ماضی مبنی الاصل ہے۔ اور مبنی پر اعراب ظاہر نہیں ہوتا۔ زیرا کہ ماضی معرب نیست اس لئے کہ ماضی معرب نہیں ہے۔

اشکال: معرب کے اندر اعراب یا تو لفظی ہوگا یا تقدیری۔ اور مبنی کے اندر اعراب محلاً آتا ہے۔ تو یہاں مصنفؒ نے کیوں کہا کہ یہاں جزم تقدیری ہے، محلاً کیوں نہ کہا؟

جواب۔ جواب یہ کہ یہ کلام مجاز پر محمول ہے۔ جب کوئی لفظ اپنے حقیقی معنیٰ میں استعمال کیا جائے تو اُسے حقیقت کہتے ہیں اور جب وہ مجازی معنیٰ کے لئے استعمال کیا جائے تو اُسے مجاز کہتے ہیں۔ جیسا شیر کا لفظ جب جنگلی درندے کے لئے بولا جائے تو اسے حقیقت کہتے ہے اور جب کسی بہادر آدمی کے لئے بولا جائے تو اسے مجاز کہتے ہے۔ مصنف نے یہاں جو تقدیری کا لفظ بولا یہ مجازًا بولا۔تو یہاں تقدیری حقیقی معنیٰ میں استعمال نہیں۔ کیونکہ تقدیری حقیقتا معرب میں آتا ہے۔ یہاں تقدیری بول کر مجازی معنیٰ مراد لیا۔یعنی اعراب لفظوں میں نہیں ہوگا۔ تو یہ تقدیری کو بھی شامل اور محلاً کو بھی شامل۔

اب مصنفؒ اُن جگہوں کی نشاندہی کر رہا ہے کہ شرط کی جزا پر کہاں فا کا لانا لازم ہے، اور کہاں فا کا نہ لانا لازم ہے۔ اور کہاں پر اختیار ہے کہ فا لایا جائے یا نہ لایا جائے۔

و بدانکہ اور تو جان لے کہ چوں جزائے شرط جملہ اسمیہ باشد، یا امر، یا نہی، یا دعا جب شرط کی جزا جملہ اسمیہ ہو، یا امر ہو ، یا نہی ہو، یا دُعا ہو۔ فا در جزا آوُردَن لازم بَود، تو فا کو جزا میں لانا لازم ہوگا۔ چنانکہ گوئی: جیسے کہ آپ کہتے ہیں۔ ان تاتنی فانت مکرَمٌ اگر آپ میرے پاس آئیں گے تو آپ معزز ہیں۔ انتَ مکرَم جملہ اسمیہ ہے۔ و ان رایت زیدا فاکرِمْہُ اگر آپ زید کو دیکھیں تو اُس کا اکرام کیجئے۔ اکرِمْہُ یہ امر ہے۔ و ان اتاک عمرٌو فلا تُہِنْہُ، اگر آپ کے پاس عمرو آئے تو اُس کی اہانت نہ کرنا۔ یہاں پر جزا "نہی" ہے۔ و ان اکرمتنی فجزاک اللّٰہُ خیراً اگر آپ میرا اکرام کریں گے تو اللہ آپ کو جزائے خیر دیں۔ یہاں جزا "دعا" ہے۔

ضابطہ: اِن شرط اور جزا پر داخل ہوتا ہے۔ شرط اور جزا میں ربط ضروری ہے۔ اگر ربط موجود ہے تو "فا" لانے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر ربط موجود نہیں تو پھر جزا پر "فا" کا لانا ضروری ہے۔ اگر "ان" جزا کے معنیٰ میں تبدیلی پیدا کرے تو ربط آیا اب فا لانے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر "ان" جزا کے معنیٰ میں تبدیلی پیدا نہ کرے تو پھر فا کا لانا لازم ہے۔ جیسا کہ انتَ مُکرمٌ کا ترجمہ: آپ معزز آدمی ہیں۔ اور جب "اِن" کے ساتھ جوڑ دیا جائے جیسا کہ "ان تأتنی فانت مکرمٌ" ترجمہ: اگر آپ میرے پاس تشریف لاتے ہیں تو آپ معزز آدمی ہیں۔ پس اِن کے آنے کے بعد بھی ترجمہ میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ معلوم ہوا کہ ربط نہیں آیا اب "فا" کا لانا لازم ہے۔ اسی لئے فانت مکرَمٌ کہا۔ اسی طرح "فاکرِمْہُ"، "فلا تُہِنْہُ" اور "فجزاک اللّٰہُ خیرًا" میں اِن نے کوئی عمل نہیں کیا۔ اس لئے "فا" کا لانا لازم ہے۔

جو تبدیلی ہوگی وہ زمانہ کے لحاظ سے ہوگی۔ جیسا کہ "ان ضربتَ ضربتُ" کا ترجمہ: اگر آپ پٹھائی کریں گے تو میں بھی پٹھائی کروں گا۔ ضربتَ یہ ماضی کا صیغہ ہے اور ان کی وجہ سے مستقبل کا ترجمہ کیا۔ اسی طرح جزا "ضربتُ" ماضی کا صیغہ ہے اور اِن نے اس میں عمل کیا اور اس وجہ سے مستقبل کا ترجمہ کیا۔ پس جزا میں اِن کی عمل کی وجہ سے اب فا لانے کی ضرورت نہیں۔

ایک مثال پہلے آیا تھا، "اِن تضربْ اضربْ" یہاں اگر دیکھا جائے تو تبدیلی اور نہ تبدیلی دونوں کا احتمال ہے۔ کہ اِن نے اَضربْ کو استقبال کے ساتھ خاص کیا۔ پس تبدیلی آنے کی وجہ سے فا لانے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر دیکھا جائے تو اِن نے کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی۔ کیونکہ مستقبل کا معنیٰ اَضربْ میں پہلے سے تھا، اور اب بھی مستقبل کا معنیٰ ہے۔ پس اِن کے آنے سے مضارع میں تبدیلی نہیں آئی پس "فا" کا لانا ضروری ہے۔ جیسا کہ "ان تضربْ فاضربْ" یہ بھی صحیح ہے۔

پس اگر دیکھا جائے تو مضارع میں فا کے لانے اور نہ لانے کے دونوں احتمال موجود ہیں۔

خلاصہ: پس معلوم ہوا کہ جب جزا، "جملہ اسمیہ، امر، نہی یا دعا" ہوگی تو فا کا لانا لازم ہے۔ اگر جزا ماضی ہو تو پھر فا کا نہ لانا لازم ہے۔ اور اگر جزا مضارع ہو تو پھر دونوں احتمال ہے کہ فا لایا جائے تو بھی صحیح اور نہ لایا جائے تو بھی صحیح۔

درس 30 درس 31 ۔ باب دوم در عمل افعال

ماضی معروف کے صیغے، اسکے فاعل اور اعراب

ضربَ: ھوَ ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، ضربا: الف ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، ضربوا: واو ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، ضربتْ: ھی ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، ضربتا: الف ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، ضربنَ: نون ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً،

ضربتَ: تا ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، ضربتما: تما ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، ضربتم: تُم ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، ضربتِ: تا ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، ضربتما: تما ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، ضربتنَّ: تُنّ ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً،

ضربتُ: تا ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، ضربنا: نا ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً،

ماضی مجہول کے صیغوں میں نائب الفاعل آتا ہے۔ جیسا کہ ضُربَ میں ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا نائب الفاعل۔

مضارع معروف کے صیغے، اسکے فاعل اور اعراب

یضرب: ھوَ ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، یضربان: الف ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، یضربون: واو ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، تضرب: ھی ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، تضربان: الف ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، یضربنَ: نون ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً،

تضربُ: انتَ ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، تضربان: الف ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، تضربونَ: واو ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، تضربینَ: یا ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، تضربان: الف ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، تضربنَ: نون ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً،

اضربُ: انا ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً، نضربُ: نحنُ ضمیر اسکا فاعل مرفوع محلاً،

مصارع مجہول کے صیغوں میں نائب الفاعل آتا ہے۔ جیسا کہ یُضربُ میں ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا نائب الفاعل۔

بدانکہ ہیچ فعل غیر عامل نیست، تو جان لے کہ کوئی بھی فعل غیر عامل نہیں ہے۔ یعنی ہر فعل ضرور عمل کرے گا۔ یعنی ہر فعل عامل ہے۔ و افعال در اعمال بر دو گونہ است: اور افعال اعمال کے اعتبار سے دو قسم پر ہیں۔

[1]قسم اول: معروف، پہلی قسم فعل معروف ہے۔ بدانکہ فعل معروف خواہ لازم باشد یا متعدی فاعل را برفع کند، تو جان لے کہ فعل معروف چاہے کہ لازم ہو یا متعدی فاعل کو رفع دیتا ہے۔ چوں: قامَ زیدٌ ترکیت۔ قامَ فعل، زیدٌ مرفوع لفظا اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یہ فعل لازم کی مثال ہے۔ترکیب۔ زید کھڑا ہوا۔ و ضرب عمرٌو، ترکیب۔ ضربَ فعل عمروٌ مرفوع لفظًا اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یہ فعل متعدی کی مثال ہے۔ترجمہ: زید نے مارا۔

فعل لازم: وہ فعل جس کے لئے صرف فاعل کی ضرورت ہو۔

فعل متعدی: وہ فعل جو فاعل کے ساتھ ساتھ مفعول کو بھی چاہے۔
فعل متعدی کی پہچان: اگر ماضی کے پہلے صیغے کے ترجمے میں لفظ "نے" آیا۔ تو یہ فعل، فعل متعدی ہے۔ جیسا کہ ضربَ زیدٌ زید نے مارا۔ اور اگر لفظ "نے" نہیں آیا تو یہ فعل لازم ہے۔

و شش اسم را بنصب کند،اور چھ اسموں کو وہ نصب دیتا ہے۔

[1]اول: مفعول مطلق را چوں: قام زیدٌ قیاما:ترکیب: قام فعل، زیدٌ مرفوع لفظاً فاعل، قیامًا منصوب لفظاً مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ترجمہ:

و ضرب زیدٌ ضربا۔ترکیب۔ ضرب فعل، زیدٌ مرفوع لفظاً فاعل، ضرباً منصوب لفظاً مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ:

مفعول مطلق مصدر کو کہتے ہیں۔ وہ مصدر جو کسی فعل کے بعد آئے اور اُس فعل کے معنیٰ میں ہو، اُس کو مفعول مطلق کہتے ہیں۔ نوٹ: مفعول مطلق کلام میں [1]تاکید پیدا کرتا ہے یعنی یہ کلام سے مجاز کے احتمال کو ختم کر دیتا ہے۔ اور اسکا علیحدہ ترجمہ نہیں کیا جاتا۔یعنی جو فعل ذکر کیا ہے حقیقت میں وہی فعل مراد ہے۔ اُس فعل کا مجازی معنیٰ مراد نہیں۔ نیز یہ [2]فعل کا نوع یعنی قسم بتاتا ہے۔ اور کبھی کبھار یہ [3]فعل کی تَعداد بتلاتا ہے کہ یہ فعل کتنی دفعہ ہوا۔ مفعول مطلق کے اِن تین فائدوں میں کبھی پہلا مقصود ہوتا ہے کبھی دوسرا اور کبھی تیسرا۔

تاکید کی مثال: ضربتُ زیدًا ضربا۔ ضربتُ فعل با فاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، زیدًا منصوب لفظا مفعول بہ، ضربا منصوب لفظًا مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ صرف ضربتُ زیدًا سے ذہن میں وہم آ سکتا ہے کہ یہ پٹھائی حقیقت میں نہیں ہوئی۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ صرف ڈانٹا ہو۔ اور یہاں ضرب بول کر ضرب کا حقیقی معنیٰ نہیں بلکہ ڈانٹنا مراد ہے۔ اور جب ضربتُ زیدًا ضربا کہے تو اس سے یہ وہم ختم ہوا کہ ضرب سے حقیقی معنیٰ ضرب مراد ہے، ڈانٹنا مراد نہیں۔ یعنی مجازی معنیٰ کے احتمال کو ختم کر دیا۔ ترجمہ: میں نے واقعی زید کی پٹھائی کی ہے۔
قامَ زیدٌ قیاما۔ترجمہ: واقعی زید کھڑا ہوا۔

نوع کی مثال : مثلا میں بتانا چاہتا ہوں کہ میں بیٹھا۔ اور یہ بھی بتلانا چاہتا ہوں کہ کس طرح بیٹھا۔ جلستُ جِلسَتَ القاری۔میں قاری کی طرح بیٹھا۔ یہاں جِلسَ یہ ماقبل فعل کے معنیٰ میں ہے۔ مفعول مطلق ہے لیکن اس پر تنوین اس لئے نہیں پڑھا کیونکہ یہ مضاف ہے۔ تو اس جلس مفعول مطلق نے بیٹھنے کی نوع بتلا دی۔ جو مفعول مطلق فِعلةٌ کے وزن پر ہو یہ فعل کی نوع بتلاتا ہے۔

عدد کی مثال: مثلا میں بتانا چاہتا ہوں کہ میں بیٹھا اور ایک مرتبہ بیٹھا۔ جلستُ جَلْسَتاً۔ یہ فَعْلَتَا وزن تعداد کے لئے آتے ہیں۔اگر یہ کہنا ہے کہ میں دو مرتبہ بیٹھ گیا تو "جلستُ جلستینِ"۔ اور اگر یہ کہنا کہ کہ میں کئی مرتبہ بیٹھ گیا تو "جلستُ جلساتٍ" کہنا ہوگا۔ جلساتِ یہ جمع مؤنث سالم ہے۔
مفعول مطلق میں ماقبل فعل کے ساتھ معنیٰ ایک ہونا چاہیے لفظ بے شک ایک نہ ہو۔ جیسے قعود کا معنیٰ ہے بیٹھنا اور جُلوس کا معنیٰ بھی ہے بیٹھنا۔ تو "قعدَ زیدٌ جلوسا"۔ تو یہ جُلوس مفعول مطلق ہے۔ کیونکہ ایک تو یہ مصدر ہے اور دوسرا ماقبل فعل "قعد" کے معنیٰ میں ہے۔

مفعول فيه: وہ زمانہ یا وہ جگہ جس کے اندر کوئی فعل کیا جائے، اُس کو مفعول فیہ کہتے ہیں۔ مفعولٌ: کیا گیا ہے، فیہ: اُس میں۔ فعل کے لئے ہمیشہ کوئی نہ کوئی جگہ اور کوئی نہ کوئی وقت چاہیے۔ مفعول فیہ کو ظرف بھی کہتے ہیں۔ ظرف دو قسم پر ہیں۔ ایک ظرف زمان اور دوسرا ظرف مکان۔

[2] دوم: مفعول فیہ را دُوُم مفعول فیہ ہے جسے فعل معروف(یعنی فعل لازم اور فعل متعدی دونوں) نصب دیتا ہے۔ چون: [1] ظرفِ زمان کی مثال: صمتُ یومَ الجمعة میں نے جمعہ کے دن روزہ رکھا۔ یہ جمعہ کی دن اس کے لئے زمانہ ہے۔ صامَ یصُومُ: روزہ رکھنا، **ترکیب۔** صمتُ فعل با فاعل، تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل یومَ منصوب لفظًا مضاف اور الجمعةِ مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اور مضاف الیہ ملک صمت کے لئے مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ [2] ظرف مکان کی مثال: و جلستُ فوقَک: ترکیب۔ جلستُ فعل با فاعل، تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل فوقَ منصوب لفظًا مضاف اور کاف ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف اور مضاف الیہ ملکر جلستُ فعل کے لئے مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

[3] سِوُم: مفعول معہ را: تیسرا مفعول معہ ہے جسے فعل معروف نصب دیتا ہے۔ چون : جاء البردُ و الجُباتِ ای مع الجبات، آئی سردی جُبّوں کے ساتھ۔ یعنی سردی گرم کپڑوں کے ساتھ آگئی۔ ترکیب۔ البردُ: مرفوع لفظًا فاعل مفعول معہ: یہ واو بمعنیٰ مع کے بعد آتا ہے۔ مع: ساتھ، مثلاً میں کہنا چاہتا ہوں کہ "میں زید کے ساتھ آیا۔" تو "جئتُ مع زیدٍ" ۔ اور کبھی اس معَ کی جگہ واو استعمال کرتے ہیں۔ یعنی "جئتُ و زیدًا"۔ معَ مضاف تھا اس لئے زیدٍ پر جر آیا مضافٌ الیہ کے لئے۔ اور یہ واو معَ کے معنیٰ میں ہے اور اسکے بعد مفعول معہ آتا ہے۔ اور مفعول معہ منصب ہوتا ہے اس لئے زیدًا نصب کے ساتھ آیا۔ ترجمہ: میں زید کے ساتھ آیا۔

ترکیب۔ جاء فعل البردُ مرفوع لفظاً فاعل، واو بمعنیٰ معَ الجباتِ منصوب لفظًا مفعول معہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول معہ کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مفعول لہُ: یہ بھی مصدر ہوتا ہے، اور منصوب ہوتا ہے۔ اور یہ ما قبل فعل کا علّت یعنی سبب بیان کرتا ہے۔ مثلاً ضربتُ زیدًا تادیبًا : میں نے زید کی پٹھائی کی ادب سکھانے کے لئے۔ یا کوئی کہتا ہے "قعدْتُ عن الحرب جُبنا"۔ میں نے جنگ میں شرکت نہیں کی بزدلی کی وجہ سے۔ ان دو مثالوں میں تادیبا اور جُبنا دونوں مصدر ہیں اور ماقبل فعل کی علت اور سبب بیان کرتا ہے۔ نیز مفعول لہ کا ترجمہ بعض اوقات "کے لئے" کے ساتھ اور بعض اوقات "کی وجہ سے" کے ساتھ کرتے ہیں۔

مفعول لہُ دو قسم پر ہوتا ہے۔ کبھی واقعہ کے اندر فعل مقدَّم ہوتا ہے اور مفعول لہ مؤخر۔ مثلاً ضربتُ زیدًا تادیبا میں ضرب مقدم ہے اور ادب سیکھنا مؤخر ہے۔ پس جب مفعول لہ مؤخر ہو تو وہاں "کے لئے" کے ساتھ ترجمہ بہترین رہے گا۔

اور کبھی واقعہ کے اندر مفعول لہ مقدم ہوتا ہے اور فعل مؤخر۔ مثلاً قعدتُ عن الحرب جُبنا، میں یہ بزدلی جو مفعول لہ ہے وہ پہلے سے موجود ہے اور جنگ سے بیٹھنا بعد میں ہے۔ اور جہاں مفعول لہ مقدم ہو وہاں ترجمہ "کی وجہ سے" کے ساتھ بہترین رہے گا۔

درس 33۔ [4]چہارُم: مفعول له را چوتھی چیز جس کو فعل نصب دیتا ہے وف مفعول لہُ ہے۔

چوں قمتُ اکرامًا لزیدٍ میں کھڑا ہوا زید کا اکرام کرنے کے لئے۔ اکراما مفعول له ہے اور مؤخر ہے۔ اس لئے ترجمہ "کے لئے" کے ساتھ کیا۔ ترکیب۔ قمتُ فعل با فاعل تا ضمیر مرفوع محلا فاعل، اکرامًا منصوب لفظاً مصدر، لام جارہ زید مجرور لفظاً، جار مجرور ملکر متعلق اکراماً سے، اکرامًا مصدر اپنے جار مجرور سے ملکر مفعول له ہوا قمتُ فعل کے لئے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول له کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و ضربته تادیبا،ترجمہ: میں نے پٹھائی کی اُسکی ادب سکھانے کے لئے۔ یہاں پر بھی مفعول له مؤخر ہے ۔ ترکیب۔ ضربتُ فعل با فاعل، تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل، ہا ضمیر منصوب محلاً مفعول به، تادیبًا منصوب لفظًا مفعول له، فعل اپنے فاعل، مفعول به اور مفعول له کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

[5]پنجم: حال را پانچواں حال ہے جس کو فعل لازم اور فعل متعدی دونوں نصب دیتا ہے۔ چوں: جاء زیدٌ راکبا، آیا زید اس حال میں کہ وہ سوار تھا۔ یعنی زید سوار ہو کر آیا۔ راکبا یہ حال ہے۔ یہ کبھی فاعل کی حالت بیان کرتا ہے، کبھی مفعول کی حالت بیان کرتا ہے اور کبھی دونوں کی حالت بیان کرتا ہے۔

مفعول کی حالت: مثلا "ضربتُ زیدًا مشدودًا"۔ میں نے زید کی پٹھائی کی اس حال میں کہ اس کو باندھا ہوا تھا۔ یعنی میں نے باندھے ہوئے زید کی پٹھائی کی۔

فاعل اور مفعول دونوں کی حالت: لقیتُ زیدًا راکبینِ۔ میں نے زید سے ملاقات کی اس حال میں کہ ہم دونوں سوار تھے۔ یعنی میں نے اور زید نے سوار ہو کر ملاقات کی۔

تمیز: تمیز کسی چیز سے ابہام کو دور کرنے کے لئے آتا ہے۔ مثلاً میں کہہ دوں "عشرونَ"۔ تو آپ کو عدد کا پتہ تو چلا میں وہ کیا چیز ہے کہ بیس ہے اُس کا پتہ نہیں چلا۔ تو ابہام پیدا ہوا۔ اب اس ابہام کو دور کرنے کے لئے تمیز لانا پڑے گا۔ مثلا کتابیں تو یوں کہوں گا کہ "عشرون کتابا"۔ اب وہ ابہام دور ہوا۔

تمیز کبھی مقداروں سے ابہام کو دور کر دیتی ہے۔ مثلا کوئی کہتا ہے "عندی رطلٌ"۔ یہ رطل ایک پیمانہ ہے۔ اب یہ ابہام پیدا ہوا مقدار کے اندر۔ اور جب وہ کہے "عندی رطلٌ زیتا"۔ اب ابہام دور ہوا۔زیت: زیتون کا تیل۔

اور کبھی کبھار یہ نسبت سےابہام کو دور کر دیتی ہے۔یعنی فعل کی جو نسبت ہوتی ہے فاعل کی طرف اس میں ابہام ہوتا ہے۔ تو تمیز آ کر اس ابہام کو دور کر دیتی ہے۔ مثلا طاب زیدٌ ۔ زید اچھا ہے۔ یا زید خوش ہوا۔ اب کس اعتبار سے زید اچھا ہے یا کس اعتبار سے زید خوش ہوا۔ تو یہاں فعل اور فاعل کی نسبت میں ابہام ہے۔ اور اس ابہام کو دور کرنے کے لئے تمیز چاہیے۔ اور وہ تمیز نفسا ہے۔ یعنی زید اپنی ذات کے اعتبار سے اچھا ہے۔ یعنی زید کی ذات اچھی ہے۔ اسی طرح "طابَ زیدٌ ابا" یعنی زید کا باپ اچھا ہے۔ یا طاب زیدٌ علما یعنی زید اچھا ہے علم کی اعتبار سے۔

[6]ششُم تمییز را چھٹی چیز تمیز ہے جس کو فعل معروف یعنی فعل لازم اور فعول متعدی دونوں نصب دیتا ہے۔ و قتیکہ جس وقت کہ در نسبت فعل بفاعل وہ جو فعل کی نسبت ہو فاعل کی طرف ابہامی باشد اُس نسبت میں کوئی ابہام ہو۔

چوں: طاب زیدٌ نفسًا، زید اچھا ہے ذات کے اعتبار سے۔ ترکیب۔ طاب فعل، زیدٌ مرفوع لفظاً فاعل، نفسًا منصوب لفظًا تمیز، فعل اپنے فاعل اور تمیز سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اما فعل متعدی مفعول به را بنصب کند باقی فعل متعدی جو ہے وہ مفعول بہ کو نصب دیتا ہے۔ چوں: ضرب زیدٌ عمرًوا، زید نے عمرو کی پٹھائی کی۔ فعل متعدی کبھی ایک مفعول بہ کو نصب دیتا ہے۔ کبھی دو مفعول بہ کو نصب دیتا ہے اور کبھی تین مفعول بہ کو نصب دیتا ہے۔ لیکن عام افعل اکثر ایک ہی مفعول بہ کو نصب دیتے ہیں۔

واین عمل فعل لازم را نبا شد اور یہ عمل فعل لازم کا نہیں ہوتا۔ یعنی فعل لازم مفعول بہ کو نصب نہیں دیتا۔

درس 34 فصل

بدانکه فاعل اسمی ست جان لے تو کہ فاعل وہ اسم ہے که پیش از وَے فعلے باشد مسنَد کہ اُس سے پہلے کوئی فعل مسند ہو۔ بَداں اسم اُس اسم کو بر طریق قیام فعل فعل کے قیام کے طریقے پر، یعنی وہ فعل اُس فاعل کے ساتھ قائم ہو۔ اور اُس پر واقع نہ ہو۔ یہ دراصل نائب الفاعل کو نکالنا چاہتے ہیں۔ بَداں اسم،اُس اسم کے ساتھ چوں: زیدٌ در ضَربَ زیدٌ، جیسا کہ زیدٌ ہے ضربَ زیدٌ کے اندر۔

و مفعول مطلق مصدرے ست اور مفعول مطلق وہ مصدر ہے که واقع شَوَدْ بعد از فعلے کہ واقع ہو فعل کے بعد و آن مصدر بمعنی آں فعل باشد اور وہ مصدر اُسی فعل کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔ چوں: ضربا در ضربتُ ضربا، جیسا کہ ضرباً مفعول مطلق ہے "ضربتُ ضربا" والی جملے میں۔ و قیامًا در قُمْتُ قیاما، اور قیامًا مفعول مطلق ہے "قمتُ قیامًا" والی جملے میں۔ ترکیب۔ دونوں جملوں کا ترکیب آسان ہے۔

و مفعول فیه اسمے ست اور مفعول فیہ وہ اسم ہے۔ که فعل مذکور درو واقع شود، کہ مذکورہ فعل اُس کے اندر واقع ہو۔ و اُو را ظرف گویند،اور مفعول فیہ کو ظرف کہتے ہیں۔ و ظرف بر دو گونه است: اور ظرف دو قسم پر ہیں۔ [1] ظرف زمان چوں: یومَ در "صمتُ یومَ الجمعةِ"، پہلا ظرف زمان ہے جیسے "یوم" کا لفظ ہے "صمت یوم الجمعةِ میں و [2] ظرف مکان چوں: عندَ در جلستُ عندَک، دوسرا ظرف مکان ہے جیسا کہ "عند" کا لفظ "جلست عندک" میں۔ ترجمہ: میں آپ کے پاس بیٹھا۔ ترکیب دونوں کا آسان ہیں۔

و مفعول معه اسمے ست اور مفعول معہ وہ اسم ہے که مذکور باشد بعد از واو بمعنی مع کہ جو مذکور ہو واو بمعنیٰ مع کے بعد چوں: والجبّاتِ در جاء البردُ وَ الجباتِ ای مع الجباتِ، جیسا کہ جبات " جاء البرد و الجبات" میں۔ ای حرف تفسیر ہے۔ اور واو مع کے معنیٰ میں ہے۔ ترجمہ: سردی گرم کپڑوں کے ساتھ آئی۔ ترکیب گزر گئی ہے۔

و مفعول له اسمے ست اور مفعول لہ وہ اسم ہے که دلالت کُند بر چیزے کہ جو دلالت کرے ایسی چیز پر که سبب فعل مذکور باشد کہ وہ فعل مذکور کا سبب ہو۔ چوں: اکراما در قمتُ اکراما لزیدٍ، جیسا کہ اکرامًا ہے "قمتُ اکرامًا لزیدٍ" میں۔ ترکیب گزر گئی ہے۔

و حال اسمی است نکره اور حال وہ نکرہ اسم ہے۔ که دلالت کند بر ہیَئاَتِ فاعل کہ جو فاعل کی حالت پر دلالت کرے چوں: راکبا در جاء زیدٌ راکبا، جیسا کہ راکبا کا لفظ ہے اس جملے میں " جاء زیدٌ راکبا"۔

ترکیب: جاء فعل زیدٌ مرفوع لفظًا ذوالحال، راکباً منصوب لفظًا حال، ذوالحال اپنے حال کے ساتھ ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ذو الحال: حال والا۔اور اسکا حال آگے آنے والا ہے۔ اس لئے زید کو ذوالحال کہا۔ اور اسکی حال راکبا ہے۔ ذوالحال کا اعراب پہلے سے طے نہیں ہے۔ یعنی ذوالحال کا اعراب مرفوع، منصوب اور مجرور تینوں میں سے ہو سکتا ہے۔

یا بر ہیأت مفعول یا حال وہ اسم نکرہ ہے جو مفعول کی حالت پر دلالت کرتا ہے۔ چوں: مشدودًا در ضربتُ زیدًا مشدودًا، جیسا کہ مشدودًا اس جملے میں "ضربتُ زیدًا مشدودًا" میں۔ ترکیب۔ ضربتُ فعل با فاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل، زیدًا منصوب لفظًا (مفعول بہ) ذوالحال، مشدودًا منصوب لفظًا حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

یا بر ہیأت ہر دو یا حال ایسا اسم ہے کہ فاعل اور مفعول دونوں کی حالت پر دلالت کرے۔ چوں: راکبین در لقیتُ زیدًا راکبینِ، جیسا کہ راکبین کا لفظ ہے جو فاعل اور مفعول دونوں کی حالت بیان کرتا ہے اس جملے میں "لقیتُ زیدًا راکبین" میں۔ ترکیب۔ لقیتُ فعل با فاعل تا ضمیر مرفوع محلاً ذوالحال، زیدًا منصوب لفظًا ذوالحال، راکبینِ منصوب لفظاً حال، تا ضمیر ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل، زیدًا ذوالحال اپنے حال سے ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے اور زید نے سوار ہو کر ملاقات کی۔

و فاعل و مفعول را ذوالحال گویند، اور فاعل اور مفعول کو ذوالحال کہتے ہیں۔ یعنی جس کا بھی حال بیان کیا جائے اُسے ذوالحال کہتے ہیں۔ و آن غالبا معرفہ باشد، اور ذوالحال اکثر معرفۃ ہوتا ہے۔ و اگر نکرہ باشد حال را مقدم دارند، اور اگر ذوالحال نکرہ ہو تو پھر حال کو مقدم کریں گے۔ اور یہ مقدم کرنا اس لئے واجب ہے کہ حالت نصبی میں موصوف صفت کا شبہ ہو سکتا ہے۔ جیسے رأیتُ رجلًا راکباً مثال میں اگر راکباً حال رجلًا کے بعد آئے تو سننے والے کو شبہ ہو سکتا ہے کہ یہ موصوف صفت ہے۔ کیونکہ موصوف اور صفت کا اعراب ایک جیسا ہوتا ہے۔ تو اس شبہ کو ختم کرنے کے لئے " رأیتُ راکباً رجلًا" کہوں۔ تو راکبًا جو صفت بنتا تھا اب رجلًا پر مقدم ہوا اور صفت اپنے موصوف پر کبھی مقدم نہیں ہو سکتا۔ چوں: جاءنی راکبا رجلٌ ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلا مفعول بہ، رجلٌ مرفوع لفظا ذوالحال، راکبا منصوب لفظًا حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر جاء کے لئے فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: آیا میرے پاس ایک آدمی سوار ہو کر۔

درس 35۔ و حال جملہ نیز باشد اور حال جملہ بھی ہوگا چنانچہ جیسا کہ رایتُ الامیرَ و ھو راکبٌ۔ ترکیب: رایتُ فعل با فاعل، تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل، الامیرَ منصوب لفظاً ذوالحال، واو حالیہ(حال والا واو) ھوَ مرفوع محلاً مبتدا، راکبٌ مرفوع لفظًا خبر، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں نے امیر کو دیکھا اس حال میں کہ وہ سوار تھے۔ یعنی میں نے امیر کو سواری کرتے ہوئے دیکھا۔

واو حالیہ: جب جملے کو کسی چیز سے جوڑنا چاہے تو درمیان میں ربط چاہیے۔ یہاں بھی "ھو راکبٌ" پورا جملہ ہے۔ اور اسکو حال بنانا چاہتے ہے۔ اور پھر حال کو ذوالحال سے جوڑتے ہیں۔ تو درمیان میں ربط ضروری ہے۔ حال کے اندر ربط یا تو "واو" کے ذریعے دیں گے یا ضمیر کے ذریعے۔ اور وہ غائب کی ضمیر ہوگی جو ذوالحال کی طرف لوٹ رہی ہو۔ اور یا کبھی واو اور ضمیر دونوں کے ذریعے ربط دیتے ہیں۔ جیسا کہ اس مثال میں ھو بھی لائے اور واو بھی لایا۔

درس 36۔ مصنفؒ نے پہلے بتایا کہ تمیز نسبت یعنی اسناد سے ابہام کو دور کر دیتا ہے۔ اب مصنفؒ مزید تفصیل بیان فرماتے ہیں کہ تمیز مقدار سے بھی ابہام کو دور کر دیتا ہے۔ بعض چیزوں کی مقدار عدد کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے، بعض چیزوں کی مقدار وزن کے ساتھ بتلایا جاتا ہے۔ مقدار کی تیسری قسم کیل ہے۔ کیل کا معنیٰ ماپنا۔ مقدار کی چوتھی قسم مساحت ہے۔ جیسا کہ کپڑا خریدنا۔ جس میں لمبائی اور چوڑائی ہوتی ہیں۔ و تَمْیِیز اسمے ست تمیز وہ اسم ہے کہ رفع ابہام کُنَد از عدد جو عدد سے ابہام کو ختم کرے۔ رفع: اٹھانا، ختم کرنا چوں: جیسا کہ عندی احدَ عَشَرَ دِرهما، میرے پاس گیارہ درہم ہیں۔ احد عشر عدد ہے اور اسکے اندر ابہام ہے۔ اور درهما نے آکر ابہام کو دور کر دیا۔ ترکیب۔ عندَ منصوب تقدیرًا مضاف، یا ضمیر مجرور محلاً مضافٌ الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر مفعول فیه ہوا ثابتٌ کے لئے۔ اور اس کے لئے عامل ثابتٌ مخذوف نکالنا پڑا۔ ثابتٌ صیغه اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، تو اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیه سے ملکر شبه جمله ہو یہ خبر مقدم، احدَ عشرَ مرفوع(مرفوع اس لئے کہ یہ مبتدا مؤخر بنے گا) محلاً(محلاً اس لئے کہ یہ مرکب بنائی ہے۔ اور اس کے دونوں جز مبنی علی الفتح ہوتے ہیں۔) مُمَیَّز (مُمیز یعنی جس سے ابہام کو دور کر دیا گیا۔) اور درهماً منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنے تمیز سے ملکر یہ مبتدا ہوا، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

یہ عندی ظرف مُسْتَقَر ہے۔ اور یہ خبر مقدم ہے۔

یا از وزن اور یا وزن سے ابہام کو دور کر دیتا ہے۔ چوں: عندی رطلٌ زیتا، میرے پاس ایک رطل زیتون کا تیل ہے۔ رطل وزن کا نام ہے۔ اور اس میں ابہام ہے۔ زیتا نے آکر ابہام کو دور کردیا۔ یا از کیل یا تمیز ابہام کو دور کریں گی کیل سے۔ چوں: عندی قفیزان بُرًّا، میرے پاس دو قفیز گندم ہیں۔ قدیم زمانے میں گندم کو ایک خاص برتن میں ماپ کر بیچا جاتا تھا۔ یا از مساحت اور یا تمیز ابہام کو دور کر دیتی ہے مساحت سے۔ یعنی لمبائی اور چوڑائی سے۔ یعنی رقبہ سے۔ چوں: ما فی السماء قدرُ راحةٍ سحابًا، نہیں ہے آسمان میں ایک ہتھیلی کی مقدار بادل: راحةٍ: ہتھیلی، یعنی آسمان میں ایک ہتھیلی کی مقدار بادل بھی نہیں۔ قدرُ راحةٍ یہ مساحت ہے اور سحابًا نے آکر ابہام کو دور کر دیا۔

نوٹ: جب فعل کی نسبت ہو رہی ہو فاعل کی طرف، اور جو تمیز اُس نسبت سے ابہام کو دور کر دے تو اُس تمیز میں عامل فعل ہوتا ہے۔ یعنی فعل اُس تمییز کو نصب دیتا ہے۔ مثلا "طابَ زیدٌ نفسا" میں نفسا کو نصب طاب سے دیا۔ اور جو تمییز ابہام کو دور کر دے مقداروں سے، اس میں عامل فعل نہیں ہوتا بلکه وہی مُمیز اُس میں عامل ہوتا ہے۔ جیسا کہ "عندی احد عشر درهما" میں احد عشر ممیز نے درهما کو نصب دیا۔ اور "عندی رطلٌ زیتا" میں رطلٌ مُمیَّز نے زیتا کو نصب دیا۔ اور "عندی قفیزان بُرا" میں قفیزان ممیز نے بُرا کو نصب دیا۔ اور "ما فی السماء قدرُ راحةٍ سحابا" میں قدرُ راحةٍ ممیز ہے جس نے سحابا کو نصب دیا۔

یہاں مصنف پر اشکال ہوتا ہے کہ یہ باب تو فعل کے عمل کے بارے میں تھا۔ اور پہلا مثال "طاب زیدٌ نفسا" تو اس بحث کے مطابق تھا۔ کیونکہ وہاں عامل فعل تھا۔ لیکن ان چار مثالوں میں جہاں تمیز نے مقدار سے ابہام کو دور کر دیا۔ ان چاروں میں فعل عامل نہیں۔ لہٰذا اِسکا اس بحث سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔

اصل میں تمییز کی بحث کافی پیچیدہ ہے۔ مصنفؒ نے پہلا مثال "طاب زید نفسا" والا دیا تھا۔ جس میں فعل عامل تھا۔ چونکہ تمییز کی بحث آئی تھی تو مصنفؒ نے تھوڑا اور تفصیل بیان کر دیا کہ تمییز صرف نسبت سے ابہام دور نہیں کرتا بلکہ مقداروں سے بھی ابہام کو دور کر دیتا ہے۔

و مفعول بہ اسمے ست کہ فعل فاعل بَرُو واقع شود اور مفعول بہ وہ اسم ہے کہ فاعل کا فعل اُس پر واقع ہو۔ چوں: ضرب زیدٌ عمرًا، یہاں پر عمرًا مفعول بہ ہے۔ کیونکہ زید جو فاعل ہے اسکا ضرب عمرو پر واقع ہوا ہے۔

بدانکہ تو جان لے ایں ہمہ منصوبات یہ تمام منصوبات جو ہیں۔ بعد از تمامِ جملہ باشند یہ جملے کے پورے ہونے کے بعد ہوں گے۔ و جملہ بفعل و فاعل تمام شود اور جملہ تو فعل اور فاعل کے ساتھ پورا ہوتا ہے۔ بدیں سبب گویند کہ المنصوبُ فَضْلَۃٌ اور اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ "المنصوب فضلۃ" کہ منصوب فضلہ یعنی زائد چیز ہے۔ یعنی نہ وہ مسند ہے اور نہ مسند الیہ ۔

فصل

بدانکہ فاعل بر دو قسم ست: جان لے تو کہ فاعل دو قسم پر ہیں۔ [1]مُظْہَر یا تو فاعل اسم ظاہر ہوگا۔ چوں: ضَرَبَ زیدٌ جیسا کہ "زیدٌ" اسم ظاہر ہے ضرب زیدٌ میں و [2]مضمر اور یہ فاعل کبھی اسم ضمیر ہوگا۔ [1]بارز ضمیر بارز فعل کا فاعل ہوگا۔ چوں: ضربتُ، جیسا کہ ضربتُ میں "تا" ضمیر واحد متکلم کی ہے۔ و [2]مضمر مستتر یعنی پوشیدہ، اور کبھی فعل کا فاعل ضمیر مستتر ہوگا۔ چوں: زیدٌ ضربَ ترکیب۔ زیدٌ مرفوع لفظًا مبتدا، ضرب فعل اس کے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو لوٹ رہی ہے مبتدا کو، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ کہ فاعل ضربَ ھو است در ضرب مستتر کہ ضرب کا فاعل ھو ضمیر ہے جو کہ ضربَ کے اندر چھپی ہوئی ہے۔

نوٹ: جب فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل کا پہلا یا چوتھا صیغہ لانا پڑیگا۔

1۔ اگر فاعل مفرد مذکر یا تثنیہ مذکر یا جمع مذکر سالم ہو تو فعل مذکر لانا پڑے گا۔ جیسا کہ "ضرب زیدٌ"، ضرب الزیدانِ اور ضربَ الزیدونَ۔

2۔ اگر فاعل جمع مُکَسَّر ہو یا مؤنث غیر حقیقی ہو تو مذکر فعل لانا بھی جائز اور مؤنث فعل لانا بھی جائز۔ جیسا کہ ضربَ الرجالُ اور ضربتِ الرجالُ اور طلعَ الشمسُ اور طلعتِ الشمسُ

3۔ اگر فاعل مؤنث حقیقی ہو تو فعل مؤنث لانا پڑے گا لیکن شرط یہ ہے کہ فعل اور فاعل کے درمیان میں فصل نہ ہو۔ اگر درمیان میں فصل ہو تو پھر اختیار ہے کہ فعل کو مذکر لائے یا مؤنث۔ جیسا کہ " قامت ہندٌ"۔ اور اگر درمیان میں فصل آ جائے جیسا کہ "قامت الیومَ ہندٌ" اور "قام الیومَ ہندٌ" دونوں طرح جائز ہیں۔

4۔ جب ضمیر فاعل بنتا ہے اوروہ ضمیر لوٹانا ہو مؤنث کی طرف تو پھر مؤنث فعل ہی لانا پڑے گا۔ چاہے وہ مؤنث حقیقی ہو یا غیر حقیقی۔ جیساکہ ہندٌ قامت، ہندٌ الیوم قامت، اور الشمسُ طلعت

بدانکہ چوں فاعل مؤنث حقیقی باشد تو جان لے کہ جب فاعل مؤنث حقیقی ہو۔ یا ضمیر مؤنث یا فاعل مؤنث کی ضمیر ہو علامت تانیث در فعلْ لازم باشد تو تانیث کی علامت فعل کے اندر لازم ہوگی۔ چوں:

قامتْ ھندٌ جیسا کہ قامت ھندٌ و ھندٌ قامت ای ھی، اور ھندٌ قامت میں قامت کے اندر ھی ضمیر ہے جو لوٹ رہی ہے ھندٌ کی طرف۔

و در مظہر مؤنث غیر حقیقی و در مظہر جمع تکسیر اور اگر فاعل اسم ظاہر مؤنث غیر حقیقی ہو یا جمع مکسر ہو تو اُس میں دو وجہ روا باشد دو وجہیں جائز ہیں۔ چون: طلع الشمسُ و طلعت الشمسُ، و قال الرجالُ و قالت الرجالُ، جیسا کہ طلع الشمسُ کہنا بھی جائز ہے اور طلعتِ الشمسُ بھی جائز۔ اور قال الرجالُ بھی جائز ہے اور قالتِ الرجالُ بھی جائز ہے۔

درس 37۔ قسم دوم: مجہول فعل کی دوسری قسم فعل مجہول ہے۔ بدانکه فعل مجہول بجائے فاعل مفعول به را برفع کند جان لے تو فعل مجہول فاعل کی بجائے مفعول به کو رفع دیتا ہے۔ اور پھر اسکو نائب الفاعل کہتے ہیں۔ جیسا کہ ضُرِبَ عمروٌ یعنی عمرو کو مارا گیا۔ و باقی را بنصب کند اور باقی کو نصب دیتا ہے۔ یعنی مفعول مطلق، مفعول فیہ، مفعول معہ، مفعول لہُ، حال اور تمیز کو نصب دیگا۔ چون: ضُرِبَ زیدٌ یومَ الجمعةِ اَمامَ الامیرِ ضربا شدیدا فی دارہ تادیبا و الخشبةَ. زیدٌ نائب الفاعل اصل میں مفعول بہ تھا، یومَ الجمعةِ ظرف زمان منصوب ہے، امامَ الامیرِ ظرف مکان منصوب ہے، ضربًا مفعول مطلق منصوب ہے، شدیدا یہ ضربا کی صفت ہے۔ فی جارہ دارہ میں دار مضاف اور ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا فی جارہ کے لئے، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ضُرِب فعل سے، تادیبا یہ مفعول لہ ہے اور ضرب کی علت بیان کرتا ہے۔واو بمعنیٰ مع کے ہے اور الخشبةَ مفعول معہُ ہے۔

ترجمہ: زید کی پٹھائی کی گئی، جمعہ کے دن، امیر کے سامنے، سخت پٹھائی، اُس کے گھر میں، ادب سکھانے کے لئے، لکڑی کے ساتھ۔ بامحاورہ ترجمہ: لکڑی کے ساتھ زید کی سخت پٹھائی کی گئی جمعہ کے دن امیر کے سامنے اُس کے گھر میں ادب سکھانے کے لئے۔

و فعل مجہول را فعلِ ما لم یُسَمَّ فاعله گویند، اور فعل مجہول کو "فعل ما لم یُسم فاعلُه" کہتے ہیں۔ و مرفوعش اور فعل مجہول کا جو مرفوع ہے۔ یعنی نائب الفاعل جو کہ اصل میں مفعول بہ تھا۔ را مفعول ما لم یسم فاعله گویند اُسکو مفعول ما لم یسم فاعلہ کہتے ہیں۔

فعل ما لم یسم فاعله: اس میں "ما" سے مراد مفعول ہے۔ اب ما کو ہٹائے اور اسکی جگہ مفعول لائے۔ تو "فعلِ مفعول لم یُسَمَّ فاعلُهٗ" بن جائے گا۔ ترجمہ: فعل مفعول: اُس مفعول کا فعل، لم یُسَمَّ: کہ ذکر نہیں کیا گیا، فاعلُهٗ: اُس کے فاعل کو۔ جیسا کہ ضُرِبَ زیدٌ میں زیدٌ مفعول ہے۔ اور ضُرِبَ اس مفعول کا فعل ہے جسکے فاعل کو ذکر نہیں کیا گیا۔ یعنی ضُرِبَ کو "فعل ما لم یسم فاعلہ" کہتے ہیں۔

مفعول ما لم یسم فاعله: یہاں "ما" سے مراد فعل ہے۔ ای "مفعولِ فعل لم یسم فاعله" ترجمہ: اُس مفعول کا فعل جسکے فاعل کو ذکر نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ ضُرِبَ زیدٌ میں زیدٌ اُس فعل کا مفعول ہے جسکے فاعل کو ذکر نہیں کیا گیا۔

فصل

بدانکہ فعل متعدی بر چہار قسم ست: تو جان لے کہ فعل متعدی چار قسم پر ہیں۔ [1] اول: متعدی بیک مفعول اول قسم وہ فعل متعدی ہے جو کہ ایک مفعول چاہتا ہے۔ چوں: ضَرب زیدٌ عمرا، پٹھائی کی زید نے عمرو کی۔

[2] دوم متعدی بدو مفعول دوسرا قسم وہ ہے جو کہ متعدی ہو دو مفعولوں کو کہ اقتصار بریک مفعول روا باشد کہ ایک ہی مفعول پر اکتفیٰ کرنا جائز ہے۔ یعنی ایک مفعول کو خذف کرنا اور ایک مفعول کو باقی رکھنا جائز ہے۔ چوں: اعطیٰ جیسا کہ اعطیٰ کا فعل ہے۔ و آنچہ در معنی اُو باشد اور وہ فعل جو اسکے معنیٰ میں ہو یعنی اس جیسا ہو۔ وہ فعل متعدی جو دو مفعول چاہتا ہے اور ایک مفعول پر اکتفیٰ کرنا جائز ہوتے ہے، اُس کو باب اعطیتُ کا فعل کہتے ہیں۔ سمیّٰ بھی باب اعطیتُ سے ہے۔ مثلاً سمیتُ الرجلَ زیدًا۔ یا سقیتُ زیدًا ماءً۔ چوں اعطیتُ زیدًا درھما، میں نے زید کو دِرہم دیا۔ و اینجا اعطیتُ زیدًا نیز جائز ست، اور یہاں پر "اعطیتُ زیدًا یا اعطیتُ درهماً" بھی جائز ہے۔ نیز دونوں مفعولوں کو بھی خذف کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ مصنفؒ نے فرمایا تھا" المنصوبُ فضلةٌ"۔ پس اعطیتُ بھی جائز ہے۔

[3] سِوُم: متعدی بدو مفعول : فعل متعدی کا تیسرا قسم وہ ہے جو کہ متعدی ہو دو مفعول کی طرف۔ کہ اقتصار بریک مفعول روا نبا شد کہ اکتفیٰ کرنا ایک مفعول پر جائز نہ ہو۔ واین در افعال قلوب است اور یہ افعالِ قلوب میں ہیں۔ چوں: علمتُ و ظننت و حَسِبتُ و خِلْتُ و زعمتُ و رأیتُ و وجدتُ، ان افعال میں قلب کے علاوہ دیگر اعضاء کا دخل نہیں۔ اس لئے اس کو افعال قلوب کہتے ہیں۔ افعال قلوب کا دوسرا نام افعال شکّ و یقین ہے۔ ان میں سے کچھ افعال شک کے لئے آتے ہیں اور کچھ یقین کے لئے۔ ان میں سے علمتُ، رایتُ اور وجدتُ یقین کے لئے آتا ہے۔ اور تینوں کا ترجمہ یقین کے ساتھ کرنا ہے۔ اور ظننتُ، حسبت اور خلتُ یہ سب ظن یعنی گمان کے لئے آتا ہے۔ اور تینوں کا ترجمہ گمان کے ساتھ کرنا ہے۔ اور جو زعمتُ کبھی یقین کے لئے اور کبھی ظن کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ بعض صورتوں میں یہ افعال ایک ایک مفعول چاہتا ہے اگر ان کا معنیٰ بدل لیا جائے۔ مثلاً علمتُ رجلًا یہاں علمت عرفتُ کے معنیٰ میں ہے۔ نیز رأیتُ سے مراد اگر رؤیتِ بصری ہو تو پھر یہ ایک مفعول چاہتا ہے۔ اور اگر رایتُ سے مراد رؤیتِ قلبی ہو تو پھر دو مفعولوں کی ضرورت ہوگی۔ اسی طرح وجدتُ بھی ہے۔ اگر خارج میں کوئی چیز مراد ہے جیسا کہ وجدتُ کتابًا۔ تو پھر یہ متعدی بیک مفعول ہے۔ اور اس سے مراد قلبی ہو تو پھر متعدی بدو مفعول ہوگا۔

اور انکے دو مفعولوں میں ایک مفعول کو خذف کرنا اس لئے بھی جائز نہیں کہ یہ مبتدا خبر کے درجہ میں ہے۔ جیسا کہ علمتُ زیدًا فاضلًا میں علمتُ کو ہٹاؤ تو "زیدٌ فاضلٌ" رہ جائے گا۔ زیدٌ مبتدا اور فاضلٌ خبر۔

چوں: علمتُ زیدًا فاضلًا یعنی میں نے زید کو فاضل ہونے کا یقین کیا۔ و ظننتُ زیدًا عالما۔اور میں نے گمان کیا کہ زید عالم ہے۔

درس نمبر 38:

نوٹ: اگر فعل لازم کو فعل متعدی بنانا ہو تو اِس کے دو طریقے ہیں۔

طریقہ نمبر 1۔ فعل لازم کو بابِ افعال میں لے جاؤ۔

1۔ اگر فعل، فعل لازم ہو اور باب افعال میں لے جائے تو اب ایک مفعول کا تقاضا کرے گا۔ جیسے ذہب بمعنیٰ جانا، ذھبَ زیدٌ: زید چلا گیا۔ اور اِسی کو باب اِفعال میں لے گئے "اَذْھَبَ زیدٌ عمرا": زید لے گیا عمرو کو۔ ذھب کا معنیٰ تھا خود جانا، اَذہب کامعنیٰ ہے دوسرے کو لے جانا۔

2۔ اور اگر پہلے سے متعدی بیک مفعول تھا اور باب افعال میں لے جائے تو اب دو مفعولوں کا تقاضا کرے گا۔ جیسا کہ "رایٰ یریٰ" کا معنیٰ آنکھوں سے دیکھنے کا ہو تو یہ متعدی بیک مفعول ہے۔ " رأیتُ زیدًا" میں نے زید کو دیکھا، یعنی آنکھوں سے دیکھا۔ اگر اسی رایٰ کو باب افعال میں لے جائے "اریٰ یُری" تو اسکا معنیٰ ہےدوسرے کو دکھلانا، اور یہ متعدی بدو مفعول ہوگا۔ جیسا کہ " ارَیْتُ زیدًا اسدًا" میں نے زید کو ایک شیر دکھایا۔

3۔ اگر کوئی فعل پہلے سے متعدی بدو مفعول تھا اور اسکو باب افعال میں لے جائے تو اب وہ تین مفعولوں کا تقاضا کرے گا۔ جیسے افعال قلوب میں سے علمتُ، رأیتُ متعدی بدو مفعول ہیں، جب اسکو باب افعال میں لے جائے تو یہ متعدی بہ سہ مفعول ہوگا۔ جیسا علمتُ سے اَعلمْتُ، اور رأیتُ سے اریتُ، اب یہ متعدی بہ سہ مفعول ہے۔ "اعلمْتُ عمرا زیدًا فاضلاً"۔ میں نے عمرو کو یقین دلوایا کہ زید فاضل ہے۔ اور "اریتُ عمرا زیدً عالمًا" میں نے عمرو کو یقین دلوایا کہ زید عالم ہے۔

طریقہ نمبر 2۔ فعل لازم کو متعدی بنانے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اُس فعل کے ساتھ "با حرف جر" لے آتے ہیں۔ جیسا کہ ذھبَ کا معنیٰ ہے جانا، ذھبتُ میں گیا اور ذھبتُ بزیدٍ: میں زید کو لے گیا۔

[4] چہارم: متعدی بسہ مفعول فعل متعدی کی چوتھی قسم جو تین مفعول چاہتے ہیں۔ چوں: اَعلمَ و اریٰ و اَنْبأَ و اَخبرَ و خَبَّرَ و نبَّاَ و حَدَّثَ، ان سب کا معنیٰ، بتلانا، خبر دینا یا یقین دلوانا، جیسا کہ عَلِمْتُ کا معنیٰ تھا "یقین کرنا"، اور یہ باب علمتُ سے متعدی بدو مفعول تھا، تو باب افعال میں اس سے اعلمْتُ بمعنیٰ دوسرے کو یقین کروانا، بن گیا اور اب یہ متعدی بہ سہ مفعول ہے۔

اسی طرح اریتُ، باب علمتُ سے متعدی بدو مفعول تھا اور باب افعال سے اریٰ متعدی بہ سہ مفعول بن گیا۔

چوں: اعلم اللّٰہُ زیدًا عمرًا فاضلًا، ترجمہ: اللّٰہ نے یقین کروایا زید کو کہ عمرو فاضل ہے۔ تو اس میں "زیدًا" مفعول اوّل، عمرا مفعول ثانی اور فاضلًا مفعول ثالث ہیں۔

ترکیب۔ اعلمَ فعل لفظ اللہ مرفوع لفظاً فاعل، زیدًا منصوب لفظًا مفعول اول، عمرا منصوب لفظًا مفعول ثانی، فاضلًا منصوب لفظًا مفعول ثالث، فعل اپنے فاعل اور تینوں مفعلوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اس مثال میں عمرا فاضلاً یعنی مفعول ثانی اور مفعول ثالث باب علمتُ کی مفعول اوّل اور مفعول ثانی کے درجہ میں ہے، جس میں سے ایک کو خذف کرنا اور دوسرے کو باقی رکھنا جائز نہیں۔

جبکہ زیدًا مفعول اوّل اور مفعول ثانی اور مفعول ثالث اکھٹا باب اعطیتُ کے درجے میں ہے۔ یعنی زیدًا باب اعطیتُ کے پہلے مفعول کے درجہ میں ہے۔ اور عمرا فاضلاً دونوں ملا کر باب اعطیتُ کے دوسرے مفعول کے درجہ میں ہے۔ یعنی مفعول اوّل کو خذف کرنا بھی جائز ہے اور مفعول ثانی اور مفعول ثالث دونوں کو اکھٹا خذف کرنا بھی جائز ہے۔

نوٹ: 1۔ جب کسی فعل متعدی سے فعل مجہول بنانا ہو اور اگر مفعول بہٖ پہلے سے متعین ہو تو پھر اُسی کو نائب الفاعل بنائیں گے۔ اور باقی تمام مفعولات کو اسی طرح منصوب رہنے دیں۔

2۔ اگر فعل لازم سے فعل مجہول بنانا ہو، تو اس صورت میں مفعول بہ تو آتا نہیں۔ پھر مفعول مطلق اور مفعول فیہ میں سے جسکو چاہے نائب الفاعل بنائے جبکہ مفعول لہ اور مفعول معہ کو نائب الفاعل نہیں بناسکتے۔

مفعول معہ کو نائب الفاعل اس لئے نہیں بنا سکتے کیونکہ یہ واو کے بعد آتا ہے اور یہ جو فاعل اور نائب الفاعل ہے اسکا فعل کے ساتھ شدید ربط ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ واو دو چیزوں کے الگ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسا کہ جاءنی زید و عمرو، میں اس واو نے بتلایا کہ زید کوئی اور ہے اور عمرو کوئی اور ہے۔ یعنی واو انفصال پر دلالت کرتا ہے۔ اور فاعل یا نائب فاعل تو فعل کے لئے جز کی طرح ہوتے ہیں۔ اگر واو کو خذف کیا جائے تو پھر مفعول معہ تو رہتا ہی نہیں۔

مفعول لہ کو اس لئے نائب الفاعل نہیں بنا سکتے کیونکہ مفعول لہ پر جو نصب آتا ہے یہ علت بیان کرنے کے لئے آتا ہے۔ اصل میں عربی زبان میں علت بیان کرنے کے لئے لام استعمال کرتے ہیں۔ جیسا کہ ضربتُ زیدًا لتادیبِ۔ میں نے زید کی پٹھائی کی ادب سکھانے کے لئے۔ یہ "کے لئے" کا ترجمہ لام کی وجہ سے کیا۔ اور مفعول لہ میں اس لام کو خذف کرتے ہیں اور پھر اس مصدر کو نصب دیتے ہیں۔ جیساکہ "ضربتُ زیدًا تادیبا"۔ اب تادیبًا کا تنوین لام کا معنیٰ ادا کر رہا ہے۔ اب اگر تادیباً کو نائب الفاعل بنا دیا جائے تو اس پر رفع آئے گا۔ تو پھر یہ پتہ نہیں چلے گا کہ یہ مفعول لہ ہے۔

اگر فعل متعدی، متعدی بدو مفعول ہو جیسا کہ "علمتُ زیدًا عالما"۔ اب علمتُ سے فعل مجہول بنایا جائے تو پھر پہلے مفعول کو نائب الفاعل بنا دیں گے جبکہ دوسرے کو نائب الفاعل نہیں بنا سکتے۔ تو مثال بنے گا، "عُلِمَ زیدٌ عالما" بنے گا۔ علمتُ سے فعل مجہول عُلِمَ ہے۔ عُلمتُ نہیں کہنا کیونکہ فعل مجہول میں فاعل نہیں آتا۔

سوال: عالمًا کو نائب الفاعل کیوں نہیں بنا سکتے؟

جواب: جیسا کہ علمت زیدا عالما میں زیدا مبتدا کے درجہ میں ہے۔ اور عالما خبر کے درجہ میں ہے۔ مبتدا مسند الیہ ہوتا ہے۔ اور خبر مسند ہوتی ہے۔ پس عالما مسند کے درجہ میں ہوا۔ اگر اسی عالما سے نائب الفاعل بنایا جائے تو نائب الفاعل تو مسند الیہ ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک ہی لفظ مسند بھی ہو جائے گا اور مسند الیہ بھی ہو جائے گا، اور یہ ممکن ہی نہیں۔ اس لئے عالما کو نائب الفاعل نہیں بنا سکتے۔

اور اعلمتُ عمرًا زیدًا فاضلا میں "زیدا فاضلا" مبتدا خبر کے درجہ میں ہے۔ اس میں عمرا اور زیدا کو نائب الفاعل بنا سکتے ہیں لیکن فاضلاً کو نائب الفاعل نہیں بنا سکتے۔ کیونکہ یہ خبر کے درجہ میں ہے اور خبر مسند ہوتا ہے ۔جبکہ نائب الفاعل مسند الیہ ہوتا ہے۔ اور ایک ہی لفظ مسند اور مسند الیہ نہیں بن سکتا۔لہٰذا فاضلاً کو نائب الفاعل نہیں بنا سکتے۔

بدانکہ این ہمہ مفعولات مفعول بہ اند،تو جان لیں کہ یہ سارے مفعولات مفعول بہ ہیں۔ چاہے باب اعطیتُ سے ہو یا باب علمتُ سے ہو یا متعدی بہ سہ مفعول ہو یا متعدی بہ یک مفعول ہو، یہ سارے مفعول، مفعول بہ ہیں۔ و مفعول دوم در باب علمت،اور جو دوسرا مفعول ہے باب علمت میں و مفعول سِوُم در باب اعلمتُ، اور جو تیسرا مفعول ہے باب اعلمت میں و مفعول لہ و مفعول معہ اور اسی جو مفعول لہ ہے اور مفعول معہ ہے را اِن کو بجائے فاعل فاعل کی جگہ پر نَتوانَنْد نِہاد، رکھا نہیں جا سکتا۔ یعنی نائب الفاعل نہیں بنا سکتا۔ و دیگر ہا را اور باقی جو ہے اُنکو شایَد، رکھا جا سکتا ہے۔ ہا: یہ جمع کے لئے آتا ہے۔ کتابہا: کتابیں،

باب اعطیتُ میں اعطیتُ سے فعل مجہول اُعْطِیَ ہے۔ جیسا کہ اعطیتُ زیدا درھما میں جب اعطیت سے فعل مجہول بنایا جائے تو زیدا اور درھما میں جسکو چاہے نائب الفاعل بنائے۔ مثلاً ۔ اُعطیَ زیدٌ درھما اور اعطیَ زیدا دِرھمٌ۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ پہلے مفعول کو نائب الفاعل بنایا جائے۔ کیونکہ اس میں فاعل والا معنیٰ موجود ہے۔

و در باب اعطیتُ اور اعطیتُ کے باب میں مفعول اول جو پہلا مفعول ہے بمفعول مالم یسم فاعلہ لائق تر باشد وہ مفعول ما لم یُسمّ فاعلُہ کے زیادہ لائق ہے۔ یعنی نائب الفاعل کے زیادہ لائق ہے۔ از مفعول دوم دوسرے مفعول کے مقابلے میں۔

درس 39 -- فصل

بدانکہ افعال ناقصہ ہفدہ اند تو جان لے کہ افعال ناقصہ سترہ ہیں۔: ناقص اُسے کہتے ہیں جس میں کوئی کمی ہو۔افعال ناقصہ معروف استعمال ہوتے ہیں مجہول استعمال نہیں ہوتے۔ اور فعل معروف صرف فاعل پر پورے ہوتے ہیں۔ لیکن افعال ناقصہ میں صرف فاعل پر بات پوری نہیں ہوتی بلکہ اُس کے لئے ایک خبر بھی چاہیے۔ جیسے کان زیدٌ غنیا۔ زید مالدار تھا۔ زیدٌ کان کا اسم اور غنیا کان کی خبر، کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔ بعض علماء زیدٌ کو کان کا فاعل کہتے ہیں۔ جبکہ کان میں فاعل پر بات پورا نہیں ہوتا۔ اور آگے خبر بھی لانا پڑتا ہے۔

کان و صار و ظلّ و باتَ و اَصْبَحَ و اضْحیٰ و امسیٰ و عادَ و آضَ و غدا و راحَ و ما زالَ و ما انفکَّ و ما برحَ و ما فتئَ و مادامَ و لیسَ، ایں افعال بفاعل تنہا تمام نشوند یہ افعال اکیلے فاعل پر پورے نہیں ہوتے۔ عام نحوی علماء کان کے فاعل کو کان کا اسم کہتے ہیں۔ و محتاج باشند بخبرے: اور یہ محتاج ہوتے ہیں ایک خبر کے بدین سبب اینہا را ناقصہ گویند،اسی وجہ سے اِنکو ناقصہ کہتے ہیں۔ و در جملہ اسمیہ رَوند، اور یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ و مسند الیہ را برفع کنند اور یہ مسند الیہ کو رفع دیتے ہیں۔ و مسند را بنصب اور مسند کو نصب دیتے ہیں۔ چوں: کان زیدٌ قائمًا، زید کھڑا تھا۔ و مرفوع را اسم کان گویند اور مرفوع کو کان کا اسم کہتے ہیں۔ و منصوب را خبر کان، اور منصوب کو کان کی خبر کہتے ہیں۔ و باقی را بریں قیاس کن اور باقیوں کا آپ اسی پر قیاس کرلیں۔ جیسا کہ صار زیدٌ غنیا: زید مالدار ہو گیا۔

بدانکہ بعضے ازین افعال تو جان لیں کہ اِن میں سے بعض افعال در بعضے احوال بعض حالتوں میں بفاعل تنہا تمام شوند، یہ فاعل پر اکیلے پورے ہو جاتے ہیں۔ چوں: کان مطرٌ جیس کان مطرٌ۔ کان فعل مطرٌ مرفوع لفظاً اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔ ترجمہ: بارش ہوئی، کان بمعنیٰ ثبتَ شُدْ باران بارش ہوئی۔ بمعنی حصلَ کان حصلَ کے معنیٰ میں ہے۔ حصل اور ثبتَ کا ایک معنیٰ ہے۔ثبت، حصل بمعنیٰ ہونا و اُو را کان تامہ گویند،اور اِس کو کان تامّہ کہتے ہیں۔

و کان زائدہ نیز باشد اور کان زائدہ بھی ہوتا ہے۔ کان زائدہ وہ ہے جو کلام میں خوبصورتی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن یہ اپنے معنیٰ کا فائدہ وہاں نہیں دیتا۔ یعنی اگر کان زائدہ کو کلام سے نکال بھی دیں تو معنیٰ پر کوئی اثر نہیں پڑیں گا۔

نوٹ: جتنے بھی افعال ہیں وہ اپنے فاعل کو اپنے صفت پر ثابت کرتے ہیں۔جیسے ضربَ زیدٌ، میں ضربَ نے ضربْ کی صفت زید کے لئے ثابت کی اور زید ضارب ہوا۔

جبکہ افعال ناقصہ اپنے فاعل کو یعنی اپنے اسم کو اپنی صفت پر ثابت نہیں کرتے، بلکہ خبر کی صفت پر ثابت کرتے ہیں، یعنی یہ اپنے معنیٰ کا اثر دے دیتے ہیں جملے کو۔ جیسا کہ زیدٌ قائمٌ: زید کھڑا ہے۔ اور کان زیدٌ قائما: زید کھڑا تھا۔ دونوں میں زید کے لئے قیام ثابت ہے۔ پس کانَ اپنی صفت زید کے لئے ثابت نہیں کر رہا، بلکہ اپنی خبر کی صفت زید کے لئے ثابت کر رہا ہے نیز اپنے معنیٰ کا اثر دکھلا رہا ہے۔ جیسا کہ زیدٌ قائمٌ کا ترجمہ زید کھڑا ہے۔ اور کان زیدٌ قائما کا ترجمہ زید کھڑا تھا۔

صار: ہو گیا، صار زیدٌ غنیا: زید مالدار ہوگیا۔ صارَ کو ہٹا دو اور مبتدا خبر بنا دو۔ یعنی زیدٌ غنیٌّ: زید مالدار ہے۔ پھر اس پر صار داخل کرو، صار زیدٌ غنیا: زید مالدار ہوگیا۔ معلوم ہوا پہلے مالدار نہیں تھا اب مالدار ہو گیا۔ صارَ ایک حالت سے دوسرے حالت کی طرف بدلنے کے لئے آتا ہے۔

باتَ یبیتُ: رات گزارنا، زیدٌ قائمٌ: زید کھڑا ہے۔ اب اس پر بات داخل کرو، باتَ زیدٌ قائما: زید نے کھڑے ہو کر رات گزاری۔ یا زید رات بھر کھڑا رہا۔ پہلے بھی زید کے لئے قیام ثابت تھا اب بھی زید کے لئے قیام ثابت ہے۔ لیکن بات نے اپنی معنیٰ کا اثر دیا۔ بتایا کہ ساری رات کھڑے ہو کر گزاری

ظلَّ: دن گزارنا، ظلّ زیدٌ قائما: زید نے کھڑے ہو کر دن گزارا۔ یا زید دن بھر کھڑا رہا۔ یہاں بھی ظلّ نے اپنی معنیٰ کا اثر دیا اور بتایا کہ سارا دن کھڑے ہو کر گزارا۔

اصبحَ: صبح کے وقت میں داخل ہونا، اصبحَ زیدٌ قائما: زید نے صبح کی کھڑے ہونے کی حالت میں، یعنی زید صبح کے وقت کھڑا ہوا۔ اصبحَ زیدٌ مریضا: زید صبح مریض ہوا۔

اضحیٰ: چاشت کے وقت میں داخل ہونا،

امسیٰ: شام کے وقت میں داخل ہونا، مسیٰ: شام، امسیٰ زیدٌ مریضا: زید شام کے وقت مریض ہوا۔ یا زید نے شام کی مریض ہونے کی حالت میں۔ ان تینوں نے حالت بدلنے کا بھی بتایا نیز وقت کا بھی بتایا۔

عادَ و آضَ و غدا و راحَ یہ چاروں صار کے معنیٰ میں ہے۔ صارَ: ہو جانا، ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف تبدیل ہو جانا۔ عاد زیدٌ غنیا: زید مالدار ہو گیا۔ آض زیدٌ غنیا: زید مالدار ہو گیا۔ غدا زیدٌ غنیا: زید مالدار ہو گیا۔ راح زیدٌ غنیا: زید مالدار ہو گیا۔

ما زالَ و ما انفکَّ و ما برحَ و ما فتِئَ ان چاروں کا ترجمہ "ہمیشہ یا مسلسل" کے ساتھ کرو۔ ما زال زیدٌ کاتبا: زید ہمیشہ کتابت کرتا رہا۔ ما زال زیدٌ قائما: زید مسلسل کھڑا رہا۔

ما دامَ: اس کا ترجمہ "جب تک" کے ساتھ کرتے ہیں۔ اَجْلِسُ ما دامَ زیدٌ جالسا: میں بیٹھوں گا جب تک زید بیٹھا ہے۔ ما دام یہ کسی فعل کو مُقَیِّد کرے گا وقت کے ساتھ۔ اَقومُ ما دام زیدٌ جالسا: میں کھڑا رہوں گا جب تک زید بیٹھا ہے۔

لیسَ: یہ نفی کے لئے آتا ہے۔ حال میں کسی چیز سے کسی چیز کی نفی کرتا ہے۔ لیس زیدٌ قائما: زید کھڑا نہیں ہے۔ زید سے قیام کی نفی ہو رہی ہے اور زمانہ حال میں ہو رہی ہے، یعنی اس وقت زید کھڑا نہیں ہے۔

فصل

بدانکہ افعال مقاربہ چار ست، تو جان لے کہ افعال مقاربہ چار ہیں۔ عَسَیٰ و کادَ و کَرَبَ و اَوْشکَ، یہ چار مشہور افعال مقاربہ ہیں۔ یہ قریب ہونے کا معنیٰ ادا کرتے ہیں۔ افعال ناقصہ کی طرح یہاں بھی فاعل پر بات پورا نہیں ہوتا۔ ان کے لئے بھی ایک فاعل اور ایک خبر چاہیے۔یہ بھی افعال ناقصہ کی طرح اپنے اسم کو رفع اور خبر کو

نصب دیں گے۔ افعال ناقصہ کا خبر مفرد(یعنی اسم) بھی آ سکتا ہیں اور جملہ بھی آ سکتا ہیں۔ لیکن افعال مقاربہ کا خبر ہمیشہ فعل مضارع آئے گا۔ اور وہ فعل مضارع کبھی "ان" کے ساتھ ہوگا اورکبھی بغیر"ان" کے ہوگا۔

و این افعال در جملہ اسمیہ روند اور یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ چوں کان، جیسے کان جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ اسم را برفع کنند و خبر را بنصب اور یہ اسم کو رفع دیتے ہیں اور خبر کو نصب۔ الا آنکہ مگر یہ کہ خبر اینہا فعل مضارع باشد انکی خبر فعل مضارع ہوگی [1] با "اَنْ" اَن کے ساتھ۔ چوں: عسیٰ زیدٌ ان یَّخْرُجَ : قریب ہے کہ زید نکلے گا۔ ان یخرج: بمعنیٰ خُروج: نکلنا، خرج یخرج خروجا، عسیٰ فعل از افعال مقاربہ، زیدٌ مرفوع لفظًا اس کا اسم، ان ناصبہ یخرج فعل اسکے اندر ھو ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر اَن مصدریہ کی وجہ سے بتاویل مفرد (اَن مصدریہ نے یخرجُ کو مصدر بنایا۔ اور مصدر مفرد ہوتا ہے) منصوب محلاً عسیٰ کی خبر۔ یہ ان یخرجَ میں اَن نے نصب دیا ہے۔ اور کوئی نصب نظر نہیں آتا۔ اور عسیٰ کا خبر منصوب ہوتا ہے۔ اس لئے منصوب محلاً کہیں گے۔ عسیٰ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ عسیٰ امید کے لئے آتا ہے۔ اور ہم نے پڑھا ہے کہ ترجی انشاء کی قسم ہے۔ ترجمہ: اُمید ہے زید کا نکلنا قریب ہے۔ یا [2] بے "اَنْ" اور یا ان کی خبر فعل مضارع ہوگی بغیر"اَن" کے۔ چوں: عسی زیدٌ یخرُجُ، عسیٰ فعل، زیدٌ عسیٰ کا اسم، یخرجُ فعل اس کے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً جو لوٹ رہی ہے زیدٌ کو، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر یہ عسیٰ کی خبر منصوب محلاً۔ عسیٰ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ یہاں عسیٰ پورے جملہ "یخرجُ" پر داخل ہوا ہے اور جملہ مبنی ہوتا ہے اس لئے اسکا اعراب محلاً ہوتا ہے۔ اور اگر صرف یخرجُ پر داخل ہوتا تو پھر نصب لفظًا ہوتا جس طرح اَن مصدریہ میں ہوتا ہے۔

و شاید کہ فعل مضارع با "ان" فاعل عسیٰ باشد اور فعل مضارع با "ان" عسیٰ کا فاعل ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ عسیٰ ان یخرجَ زیدٌ میں "ان یخرج زیدٌ " یہ پورا عسیٰ کا فاعل بن جاتا ہے۔ و احتیاج بخبر نَیُفْتَدْ اور ضرورت خبر کو نہیں ہوتی۔ چوں: عسی ان یخرجَ زیدٌ کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ "عسیٰ زیدٌ ان یخرجَ" عسیٰ ان یخرجَ زیدٌ ہوتا ہے۔ پھر اسی صورت میں زید ان یخرج کے لئے فاعل آتا ہے۔ اور اس کو عسیٰ تامّہ کہتے ہیں۔ ترکیب۔ عسیٰ تامہ ان ناصبہ، یخرج فعل زیدٌ اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر اَن کی وجہ سے بتاویل مفرد مصدر ہو کر یہ فاعل بن گیا عسیٰ کا،جو کہ مرفوع محلاً ہے اور عسیٰ اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

در محلِّ رفع یہ سارا "ان یخرج زید" رفع کی جگہ میں ہے۔ یعنی مرفوع ہے محلاً بمعنی مصدر اور مصدر کے معنیٰ میں ہے۔ یہ "ان" کی وجہ سے مصدر کے معنیٰ میں ہے۔ - "ان یخرج زیدٌ" یہ عسیٰ کا فاعل ہے اور مرفوع محلاً ہے۔

درس 40 ۔ فصل

بدانکہ افعال مدح و ذم چہار ست: جان لے تو کہ افعال مدح اور ذم چار ہیں۔ مدحٌ: تعریف کرنا، افعال مدح دو ہیں۔ ذمٌّ: کسی کی برائی بیان کرنا، مذمت کے لئے دو افعال ہیں۔ یہ افعال مدح و ذم انشاءِ مدح اور انشاء ذم کے لئے ہیں۔ یعنی اس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اس میں تعریف یا مذمت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

یہ افعال ایک فاعل چاہتے ہیں اور ایک مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم چاہتا ہیں۔ مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم ہمیشہ فاعل کے بعد آتے ہیں۔ عام افعال میں فاعل پر بات پوری ہوتی ہیں۔ لیکن یہ افعال

مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کا تقاضا ضرور کرتے ہیں۔ نیز یہ مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم ترکیب میں مبتدا مؤخر بنتا ہے۔

ان افعال میں حبّذا کے علاوہ باقی افعال کے فاعل آنے کے مختلف طریقے ہیں۔

نمبر1۔ اسکا فاعل ہمیشہ معرف باللام ہوتا ہے۔ جیسا کہ نعم الرجلُ زیدٌ۔ یہ زید مخصوص بالمدح ہے۔

نعم الرجلُ زیدٌ۔ نعمَ فعل از افعال مدح، الرجلُ مرفوع لفظًا اسکا فاعل، یہ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم،(نعم الرجلُ جملہ ہے۔ جملہ نکرہ کی حکم میں ہوتا ہے۔ اور مبتدا میں اصل معرفة ہوتا ہے۔ اس لئے ہم نعم الرجلُ کو مبتدا نہیں بنا سکتے۔ نیز خبر میں اصل نکرہ ہوتا ہے۔ اس لئے یہ خبر مقدم ہوا۔) اور زیدٌ مرفوع لفظًا مبتدا مؤخر، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: زید اچھا آدمی ہے۔

نمبر2۔ اگر اِس کے فاعل پر الف لام نہیں تو پھر وہ الف لام کی طرف مضاف ہوگا۔ جیسا کہ نعمَ غلامُ الرجلِ زیدٌ۔

نعم غلامُ الرجلِ زیدٌ۔ نعم غلامُ الرجلِ یہ خبر مقدم اور زیدٌ مبتدا مؤخر، جملہ اسمیہ انشائیہ ہے۔ ترجمہ: آدمی کا غلام جو زید ہے وہ اچھا آدمی ہے۔

نمبر3۔ نعمَ، بئسَ اور ساء میں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسکا فاعل ایسا مبہم ضمیر ہوگا کہ آگے منصوب تمییز لا کر اسکا ابہام دور کر دیا جائے گا۔ (تمییز ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے نیز منصوب ہوتا ہے۔) جیسے نعمَ رجلًا زیدٌ

نعم رجلًا زیدٌ کی ترکیب۔ نعم فعل از افعال مدح، اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً ممیز، رجلا منصوب لفظًا تمیز، ممیز اپنے تمیز سے ملکر نعم کا فاعل، نعم اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم، زیدٌ مبتدا مؤخر، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

مَدحتُ زیدًا یہ جملہ خبریہ ہے۔ ذممتُ زیدًا یہ بھی جملہ خبریہ ہے۔

نِعمَ و حبّذا برائے مَدْحٌ، نعمَ اور حبّذا تعریف کے لئے ہیں۔ و بِئسَ و سَاءَ برآئے ذمٌّ، اور بئسَ اور ساءَ مَذمّت کے لئےہیں۔ و ہر چہ ما بعد فاعل باشد اور ہر وہ اسم جو فاعل کے بعد آئیں آں را مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم گُویَند، اُسکو مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں۔

و شرط آنست اور حبّذا کے علاوہ باقی تین افعال کے لئے شرط یہ ہیں کہ فاعل معرف بلام باشد کہ ان تینوں کا فاعل معرف بلام ہوگا۔ چوں نعم الرجلُ زیدٌ، جیسا کہ زید اچھا آدمی ہے۔

یا مضاف بسوئے معرف بلام باشد یا ان تینوں کا فاعل معرف بلام کی طرف مضاف ہوگا۔ بسوئے : کی طرف

چوں: نعمَ صاحبُ القوم زیدٌ، زید اچھا قوم کا ساتھی ہے۔

یا ضمیر یا ان تینوں کا فاعل ایسی ضمیر ہوگی مستتر جو انکے اندر چھپی ہوئی ہوگی مُمَیَّزْ اور ممیز ہوگی، یعنی آگے اُس کی تمییز آئیں گی۔ بنکرہ منصوبہ اور وہ تمییز نکرہ منصوب ہوگی۔ چوں: نعمَ رجلًا زیدٌ ترجمہ: زید اچھا آدمی ہے۔ فاعل نعمَ ھو ست نعمَ کا فاعل ھو ضمیر ہے۔ مستتر در نعم جو چھپا ہوا ہے نعم میں و رجلا منصوب ست بر تمییز: اور رجلا منصوب ہے تمییز ہونے کی بنا پر۔ زیرا کہ ھو مبہم ست، اس لئے کہ ھو ضمیر مبہم ہے۔

نوٹ: ہمیشہ ضمیر کے لئے مرجع چاہیے۔ اور مرجع پہلے آتا ہے اور ضمیر بعد میں۔ نعم کے اندر جو ھو ضمیر ہے وہ زید کو لوٹ رہی ہے، کیونکہ زید مبتدا ہے۔ اور نعم رجلا پورا جملہ خبر مقدم ہے۔ اور خبر کو مبتدا سے جوڑنے کے

لئے ربط چاہیے۔ اور وہ ربط ھو ضمیر ہے۔ لیکن زید تو لفظوں میں مؤخر ہے اور ضمیر پہلے آئی۔ تو ضمیر میں ابہام ہے۔ پتہ نہیں کہ ضمیر سے کون مراد ہے۔ اور ابہام کو دور کرنے کے لئے تمیز لاتے ہیں۔ لہٰذا تمیز لاکر ابہام کو دور کر دیا۔

حبّذا کی تفصیل : حبّذا کے اندر حبّ فعل ہے۔ اور یہ "ذا" اسم اشارہ اسکا فاعل ہے۔ جیسا کہ ھٰذا کی تفصیل میں ہم نے بتایا تھا کہ "ذا" اسم اشارہ ہے۔ اور ھا حرف تنبیہ ہے۔ آسمائے اشارات مبنیات میں سے ہیں۔

حبّذا زیدٌ کی ترکیب: حبّ فعل از افعال مدح ذا مرفوع محلاً اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم، اور زیدٌ مرفوع لفظًا مبتدا مؤخر، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ ترجمہ: زید اچھا آدمی ہے۔

و حبّذا زیدٌ، حبَّ فعل مدح ست حبّ فعل مدح ہے۔ و "ذا" فاعل او اور "ذا" اسکا فاغل و زیدٌ مخصوص بالمدح اور زید مخصوص بالمدح ہے۔ و ہمچُنین اور اسی طرح بئسَ الرّجلُ زیدٌ، زید بُرا آدمی ہے۔ و ساء الرّجلُ عمرٌو عمرو برا آدمی ہے۔ یعنی بئسَ اور ساءَ بھی نعمَ کی طرح ہیں۔ ان دونوں کا ترکیب بھی نعمَ والی ترکیب کی طرح ہے۔

فصل

افعال تعجب: افعال تعجب دو ہیں۔ ما اَفْعَلَهُ اور اَفْعِلْ بِهٖ۔ یہ انشاء تعجب کے لئے ہیں۔ یعن آپ کسی چیز پر اپنی حیرت اور تعجب کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔

بدانکہ افعال تعجب دو صیغہ از ہر مصدر ثلاثی مجرد باشد، جان لے تو کہ افعال تعجب کے دو صیغیں ہیں جو کہ ہر ثلاثی مجرد کے مصدر سے ہوں گے۔ لیکن وہ باب جو رنگ بیان کرتے ہیں۔ اور وہ باب جو کسی ظاہری عیب بیان کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اِن دو قسم کے بابوں سے افعال تعجب نہیں آتے ۔

سوال۔ افعال تعجب تو دو ہیں۔ یہاں مصنفؒ نے جمع کا صیغہ کیوں لایا؟

ج1۔ کیوکہ یہ ہر باب سے دو صیغیں آتے ہیں۔ تو کثرت اجزاء کی وجہ سے افعال کا صیغہ لایا۔

ج2۔ افعال کا صیغہ اس لئے لائے کیونکہ فارسی میں تثنیہ کا صیغہ نہیں۔ بس مفرد اور جمع کے صیغیں ہیں۔

اول: پہلا صیغہ ما افعلهُ ما افعلهُ ہے۔ افعلَ فعل ہے اور ہا ضمیر مفعول کی ضمیر ہے۔ آگے ما احسنَ کے بعد زید اس لئے منصوب لایا کیونکہ مفعول ہے۔ چوں: ما احسنَ زیدًا زید کتنا حسین ہے! تو یہ انشاء تعجب ہے۔ اس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہیں کہا جا سکتا۔اس میں "ما" بمعنیٰ ایُّ شیءٍ : کیا چیز۔ ترکیب۔ ما مرفوع محلاً مبتدا ہے اور احسنَ فعل اسکے اندر ھو ضمیر اسکا فاعل جو لوٹ رہی ہے "ما" مبتدا کو، زیدًا منصوب لفظًا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مبتدا کے لئے خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ چہ نیکوست زید، کتنا اچھا ہے زید! تقیدرَش: تقدیر کلام ایُّ شيءٍ احسنَ زیدًا، کس چیز نے اچھا کیا زید کو، یعنی ما بمعنیٰ ایُّ شیءٍ ہے۔ "ما" بمعنی ایُّ شيءٍ است یہ "ما" ایّ شیءٍ کے معنیٰ میں ہے۔ در محلِّ رفع اور یہ "ما" محلِّ رفع میں ہے۔ بابتداء،ابتدا کی وجہ سے۔ و احسن در محل رفع خبر مبتدا، اور احسن یہ بھی محل رفع میں ہے مبتدا کی خبر کی وجہ سے۔ و فاعل احسنَ ھو ست در و مستتر، اور احسنَ کی فاعل ھو ضمیر ہے جو اسکے اندر چھپی ہوئي ضمیر ہے۔ و زیدا مفعول بہ، اور زیدًا مفعول بہ ہے۔

ما اضربَ زیدًا: زید کتنی پٹھائی کرنے والا ہے! ما اشربَ زیدًا: زید کتنا پینے والا ہے!

دوم: اَفْعِل بہ: فعل تعجب کا دوسرا صیغہ اَفْعِل بِہٖ ہے۔ چوں احسِن بزیدٍ، احسِن صیغہ امر ست احسن صیغہ امر ہے۔ بمعنی خبر، خبر کے معنیٰ میں ہے۔ یعنی ماضی کے معنیٰ میں ہے۔ امر تو انشاء ہوتا ہے لیکن یہ خبر کے معنیٰ میں ہے۔ یعنی احسِنْ بمعنیٰ احسنَ فعل ماضی: احسِن بزیدٍ کی ترکیب۔ احسِن فعل بمعنیٰ احسَنَ فعل ماضی، با جارہ زائدہ، اور زیدٍ مجرور لفظًا مرفوع محلاً یہ فاعل ہوا احسَنَ کا۔ گویا عبارت یوں بنی: احسنَ زیدٌ: اور بامحاورہ ترجمہ: زید کتنا اچھا ہے۔ یا زید کتنا حسین ہے۔ اور ترکیب کے اعتبار سے "احسنَ زیدٌ کا ترجمہ: زید حُسن والا ہو گیا۔ یا زید اچھا ہو گیا۔ تقدیرش: احسن زیدٌ اور تقدیر کلام "احسنَ زیدٌ" ہے۔ ای صار ذا حُسْنٍ،یعنی زید ہوگیا حُسْنْ والا۔ و "باء" زائدہ است اور باء زائدہ ہے۔

درس 41۔ باب سوم تیسرا باب درعمل اسماء عاملہ وہ اسم جو عمل کرنے والے ہیں

و آن یازدہ قسم ست اور وہ گیارہ قسم کے ہیں۔

[1]اول: اسماء شرطیہ اول قسم اُن اسماء کا جو عمل کرتے ہیں وہ اسماء شرطیہ ہیں۔ یعنی وہ اسم جو شرط کے لئے آتے ہیں۔ بمعنی اِن، اور وہ اِن کے معنیٰ میں ہے۔ جو شرط کے لئے آتا ہے۔ اسکی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ و آن نُہ است: اور وہ اسماء نو ہیں۔ مَن و ما و این و متی و اَیٌّ و انّیٰ و اِذما و حیثُما و مَہْما، فعل مضارع را بجزم کنند چوں: اور یہ سب فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں۔

چوں من تَضربْ اَضربْ،آپ جسکی پٹھائی کریں گے میں بھی اُسکی پٹھائی کروں گا۔ یہ مَن ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور غیر ذوی العقول کے لئے زیادہ تر ما استعمال کرتے ہیں۔ یہ من یہاں مفعول مقدّم بن رہا ہے۔ تضربُ مَنْ: آپ جس کی پٹھائی کریں گے۔ تضربُ کے اندر انت فاعل کی ضمیر مخاطب کی ہے۔ اور من مفعول واقعہ ہو رہا ہے۔ ترکیب۔ من شرطیہ منصوب محلا مفعول بہ مقدم تضرب فعل اسکے اندر انت ضمیر مرفوع محلا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اضربْ فعل اسکے اندر انا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

نوٹ: شرط ہمیشہ جملہ فعلیہ ہوگی۔ جزا جملہ فعلیہ بھی ہو سکتا ہے اور جملہ اسمیہ بھی۔ نیز یہ شرط جملہ انشائیہ بھی ہو سکتا ہے اور جملہ خبریہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور اسکا سارا دارومدار جزا پر ہے۔ اگر جزا جملہ خبرئیہ ہوئی تو یہ جملہ شرطیہ خبریہ کہلائے گا۔ اور اگر جزا جملہ انشائیہ ہوئی تو یہ جملہ شرطیہ انشائیہ کہلائے گا۔

و ما تَفْعَلْ اَفْعَلْ، اور جو تم کروں گے میں بھی وہی کروں گا۔ تفعل سے مراد غیر ذوی العقول چیز یعنی کوئی فعل مراد ہے یہاں۔ اس لئے ما لے کر آئیں۔ یہ "ما" مفعول بن رہا ہے۔ جیسا کہ تفعلُ ما: آپ کر رہے ہے جو کچھ۔

و این تجلسْ اَجلسْ، اور جہاں آپ بیٹھیں گے میں بھی وہاں بیٹھوں گا۔ یہ "این" مفعول فیہ بن رہا ہے، کیونکہ اس میں جگہ کا معنیٰ ہے۔ترکیب۔ این منصوب محلاً مفعول فیہ، تجلس فعل اسکے اندر انت ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اجلس فعل اسکے اندر انا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

و متیٰ تَقُمْ اَقُمْ اور جب آپ اٹھیں گے میں بھی اٹھوں گا۔ یا جب آپ کھڑے ہوں گے میں بھی کھڑا ہوں گا۔متیٰ بھی مفعول فیہ بنے گا۔ کیونکہ اس میں وقت کی بات ہے۔ ترکیب۔ متیٰ منصوب محلًا مفعول فیہ، تقم فعل اسکے اندر انت ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اقُم فعل اسکے اندر انا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

و ایَّ شئءٍ تاْکلْ اٰکُلْ اور جو چیز آپ کھائیں گے میں بھی وہی کھاؤں گا۔ ترکیب۔ ایَّ منصوب لفظًا مضاف، شئءٍ مجرور لفظًا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ مقدم، تأکلْ فعل اسکے اندر انت ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اٰکلْ فعل اسکے اندر انا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

کتاب میں ایٌّ لکھاہے۔ حالانکہ یہ یہاں مفعول بن رہا ہے۔ اور مفعول منصوب ہوتا ہے۔ تو ایَّ ہو جائے گا۔ نیز ایَّ یہاں مضاف ہے اس لئے ایَّ ہوگا۔

و انّیٰ تکتبْ اَکتبْ، اور جہاں آپ لکھیں گے وہاں میں لکھوں گا۔ و اذما تُسافِرْ اُسافِرْ، جب آپ سفر کریں گے میں سفر کروں گا۔ و حَیْثُمَا تَقْصِدْ اَقْصِدْ، جہاں کا آپ ارادہ کریں گے وہاں کا میں ارادہ کروں گا و مَہْمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ، اور جب آپ بیٹھیں گے تو میں بیٹھوں گا۔ انّیٰ، اذما، حیثُما اور مَہْما ترکیب میں مفعول فیہ بن رہے ہیں۔ باقی ترکیب اُسی طرح ہے۔

کچھ اسمائے افعال ماضی کے معنیٰ میں ہوتے ہیں اور کچھ امر کے معنیٰ میں۔ امر کے اندر انت ضمیر فاعل کی پوشیدہ ہوتی ہے۔ اور آگے اسکا مفعول بہ آئیگا منصوب۔ جیسا کہ اضربْ زیدا اور ماضی کے بعد اُس کا فاعل اسم ظاہر کی صورت میں آئیگا۔ بس اسمائے افعال میں جس اسم کے آگے اسم منصوب ہو تو وہ اسمائے افعال بمعنیٰ امر حاضر کے ہیں۔ اور جن کے سامنے مرفوع اسم ہو تو وہ اسمائے افعال بمعنیٰ ماضی کے ہیں۔

اسمائے افعال میں افعال کی طرح گردانیں نہیں ہوتی۔ اسمائے افعال مذکر، مؤنث، مفرد، تثنیہ اور جمع سب کے لئے ایک جیسے استعمال ہوتے ہیں۔ یعنی بدلتے نہیں۔ عام افعال کے معمول کبھی کبھار فعل پر مقدم ہو سکتے ہیں جیسا کہ مفعول فعل پر مقدم ہو جاتا ہے کبھی کبھی۔ لیکن اسمائے افعال کا معمول کبھی بھی اسمائے افعال پر مقدم نہیں ہوتے۔ ترکیب میں یہ جملہ فعلیہ بنے گا۔ جبکہ بعض نحویوں کے نزدیک جملہ اسمیہ بنے گا۔

[2] دوم: اسمائے افعال بمعنیٰ ماضی اسمائے عاملہ کی دوسری قسم وہ اسمائے افعال ہیں جو ماضی کے معنیٰ میں ہے۔اسمائے افعال کے اندر مبالغہ ہوتا ہے۔ یعنی بات کو بڑھا کر بیان کرنا۔ چوں: ھیہاتَ ھیہاتَ بمعنیٰ بَعُدَ: وہ دور ہوا۔ ھیہاتَ زیدٌ: زید بہت دور چلا گیا۔ و شتَّان جدا ہوا، الگ ہوا۔ شتان زیدٌ و عمرٌو۔ زید اور عمرو بہت جدا ہو گئے۔ و سرعان، تیز ہوا۔ سرعانَ زیدٌ: زید بہت تیز ہوا۔ اسم را بنا بر فاعلیت برفع کنند یہ اسم کو فاعل ہونے کی بنا پر رفع دیتے ہیں۔ چوں: ھیہات یومُ العیدِ ای بَعُدَ، بہت دور ہوا عید کا دن۔ یعنی عید کا دن بہت دور ہوا۔ ترکیب۔ ھیہاتَ اسم فعل بمعنیٰ بعُدَ کے، یوم مرفوع لفظا مضاف، العیدِ مجرور لفظًا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل ہوا ھیہات کے لئے، ھیہات اسم فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

[3] سوم: اسمائے افعال بمعنی امر حاضر اسمائے عاملہ کی تیسری قسم وہ اسمائے افعال جو امر حاضر کے معنیٰ میں ہو۔ چون: رُوَیْدَ مہلت دے دیں۔ **روید زیدا:** تو زید کو مہلت دے دیں۔ ترکیب۔ رویدَ فعل انت ضمیر اسکے اندر مرفوع محلاً فاعل، زیدا منصوب لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ کیونکہ امر کے معنیٰ میں ہے۔ و بَلْہَ چھوڑ دے۔ بلہ زیدا و حَیَّھَلْ آؤ، جلدی آؤ۔ حیَّ علی الصلوٰۃ: نماز کے لئے جلدی آؤ، حیّ اور حیّھل دونوں اسم فعل ہیں۔ و علیک یہ علیٰ جارہ اور کاف سے مرکب ہے۔ یہ اسم فعل ہے بمعنیٰ الزِم: لازم پکڑو، علیک الکتابَ: آپ اس کتاب کو لازم پکڑو۔ یا علیک الرجلَ: آپ اس آدمی کو لازم پکڑو۔ یا علیک الدرسَ: آپ اس درس کو لازم پکڑو۔ یعنی خوب یاد کرو اس درس کو۔ و دُونکَ لے لو،پکڑلو، دونک الکتابَ: آپ اس کتاب کو پکڑلو۔ دونک ھٰذا البحثَ: یعنی یہ بحث لے لو، و ھا،لے لو، پکڑلو، ھا ھٰذا لبحثَ: یہ بحث لے لو۔ یعنی اس کو خوب یاد کرو۔ اسم را بنصب کنند بنا بر مفعولیت یہ اسم کو نصب دیتے ہیں مفعولیت کی بنا پر۔ چون: روید زیدا ای امھلہُ اُس کو تو مہلت دے دیں۔ ہا ضمیر مفعول کی ہے۔ اور زید کی جگہ ہا ضمیر لائے۔

اسم فاعل فعل معروف سے بنتا ہے اور اسم مفعول فعل مجہول سے بنتا ہے۔ اسم فاعل اپنے فعل کی طرح عمل کرتا ہے۔ اگر فعل لازم سے بنا ہو تو فاعل کو رفع اور چھ چیزوں کو نصب دیگا۔ اور اگر فعل متعدی سے بنا ہو تو پھر فاعل کو رفع اور سات چیزوں کو نصب دیگا۔اس کے اندر ماضی، حال اور استقبال تینوں معنیٰ پائے جاتے ہیں۔

اسم فاعل بھی فعل کی طرح عمل کرتا ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں۔

صورت نمبر 1: اسم فاعل کا معمول اگر اسم ظاہر ہو تو اسمیں عمل کرنے کے لئے دو شرائط ہیں۔

شرط نمبر 1۔ اسم فاعل حال یا مستقبل کے معنیٰ میں ہو۔ ماضی کے معنیٰ میں نہ ہو، ورنہ پھر یہ عمل نہیں کریگا۔

شرط نمبر 2۔ چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر اسکا اعتماد ہو۔یعنی اسم فاعل سے پہلے چھ چیزوں میں سے کوئی ایک چیز آنا چاہیے۔

اور وہ چھ چیزیں یہ ہیں۔ یا [1] اس سے پہلے مبتدا آئے اور یہ اُس کے لئے خبر بنے، [2] یا اِس سے پہلے آئے موصوف اور یہ اُس کے لئے صفت بنے۔ [3] یا اِس سے پہلے ذوالحال آئے اور یہ اُس کے لئے حال بنے۔ [4] یا اس سے پہلے اسم موصول آئے اور یہ اُس کے لئے صلہ بنے۔ [5] یا اس سے پہلے ہمزہ استفہام آ جائے، تو اس صورت میں اسم فاعل مبتدا بنے گا ۔ [6] یا اِس سے پہلے حرفِ نفی آ جائے۔ اس صورت میں بھی اسم فاعل مبتدا بنے گا۔

صورت نمبر 2: اگر اسم فاعل کا معمول صرف اور صرف اسکے اندر چُھپی ہوئی ضمیر ہو تو پھر اسکے عمل کے لئے کوئی شرط نہیں۔ چاہے ماضی کا زمانہ ہو، چاہے حال یا استقبال ہو۔ چاہے اُن چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر بھی اعتماد نہ ہو پھر بھی عمل کریگا۔ جیسا کہ زیدٌ قائمٌ امسِ: زید کل کھڑا تھا، زیدٌ قائمٌ الآنَ: زید ابھی کھڑا ہے۔ اور زیدٌ قائمٌ غدا: زید کل کھڑا ہوگا۔

صورت نمبر 3: نیز جب اسم فاعل اور اسم مفعول پر الف لام اسم موصول والا داخل ہو جائے تو پھر بھی یہ مطلقا عمل کرتا ہے۔ اُسکے اندر بھی یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ اُس میں یہ شرط نمبر 1 پوری ہیں کہ نہیں۔ جیسا کہ القائم اور الضارب ہر حال میں عمل کریگا۔

درس 42۔ [4] چہارم: اسم فاعل بمعنی حال یا استقبال، اسمائے عاملہ میں سے چوتھی قسم وہ اسم فاعل ہے جو حال یا استقبال کے معنیٰ میں۔ عملِ فعل معروف کند یہ فعل معروف والا عمل کرتا ہے۔ بشرط آنکہ اعتماد کردہ باشد بایں شرط کہ اُس نے اعتماد کیا ہو بر لفظیکہ پیش از و باشد، اُس لفظ پر جو اُس سے پہلے ہو۔

و آن لفظ یا [1] مبتدا باشد، اور وہ لفظ یا تو مبتدا ہوگا۔ در لازم فعل لازم میں چوں: زیدٌ قائمٌ ابُوہُ، قائمٌ فعل لازم "قام" سے بنا ہے اور مبتدا پر اعتماد کیا ہے۔ ترکیب۔زیدٌ مرفوع لفظًا مبتدا، قائمٌ مرفوع لفظًا صیغہ اسم فاعل، ابو مرفوع لفظًا مضاف، ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ جو لوٹ رہی ہے مبتدا کو، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل، صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ترجمہ: زید کا باپ کھڑا ہے۔ قائم یہ خبر ہے زید کی لیکن صفت ابوہُ کا ہے۔ کیونکہ زید کا باپ قیام کر رہا ہے۔

و در متعدی اور فعل متعدی میں چوں زیدٌ ضاربٌ ابوہُ عمرا، ضاربٌ فعل متعدی ضَرَبَ سے بنا ہے اور مبتدا پر اعتماد کیا ہے۔ ترکیب۔ زیدٌ مرفوع لفظًا مبتدا، ضاربٌ مرفوع لفظًا صیغہ اسم فاعل، ابو مرفوع لفظًا مضاف، ہا ضمیر مجرور محلاً مضافٌ الیہ، مضاف اور مضاف الیہ ملکر فاعل ہوا ضاربٌ کے لئے، اور یہ ہا ضمیر لوٹ رہی ہے مبتدا زید کو، عمرا منصوب لفظًا مفعول بہ ہوا ضاربٌ کے لئے، صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ترجمہ۔ زید کا باپ عمرو کی پٹھائی کر رہا ہے۔ یہاں بھی ضارب لفظوں میں زید کے لئے خبر ہے لیکن معنیٰ کے اعتبار سے ابو زید کے لئے صفت ہے۔

یا [2] موصوف یا اسم فاعل نے اعتماد کیا ہوگا موصوف پر۔ چوں: مَرَرتُ برجلٍ ضاربٍ ابوہُ بکرا، ترکیب: مررتُ فعل با فاعل تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل، با جارہ رجلٍ مجرور لفظًا موصوف ضاربٍ مجرور لفظًا صیغہ اسم فاعل، ابو مرفوع لفظًا مضاف ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف، مضاف اور مضاف الیہ ملکر فاعل ضارب کے لئے، ہا ضمیر لوٹ رہی ہے رجل کی طرف، بکرا منصوب لفظًا مفعول بہ، صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر یہ صفت ہوا رجل کے لئے، موصوف صفت ملکر یہ مجرور ہوا با جارہ کے لئے، جار مجرور ملکر یہ متعلق ہوا مررتُ فعل سے۔فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: میں گزرا ایک ایسے آدمی پر کہ پٹھائی کر رہا ہے اُس کا باپ بکر کی۔

ضارب یہاں حال یا استقبال کے معنیٰ میں بھی ہے۔ اور اِس نے موصوف پر اعتماد کیا ہے۔

جب اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغوں پر جو الف لام داخل ہو جائے تو یہی الف لام اسم موصول ہوتا ہے۔ جیسا کہ "الضارب" میں یہ الف لام اسم موصول ہے، اور الذی کے معنیٰ میں ہے۔ اور آگے ضارب اسکا صلہ ہے۔ جب اسم موصول الف لام کی شکل میں آتا ہے تو آگے اسکا صلہ شبہ جملہ آتا ہے۔ اصل میں اسم موصول کا صلہ جملہ ہوتا ہے۔

یا [3] موصول یا اسم فاعل نے اسم موصول پر اعتماد کیا ہو۔ چوں: جاءنی القائمُ ابوہُ، ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ "یا" ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، الف لام مرفوع محلاً اسم موصول(چونکہ یہ فاعل بنتا ہے)، قائمُ مرفوع لفظًا صیغہ اسم فاعل ابوہُ قائم کے لئے فاعل، اور یہ ہا ضمیر لوٹ رہی ہے الف لام اسم موصول کو، صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صلہ ہوا الف لام اسم موصول کے لئے،اسم موصول اپنے صلے سے ملکر فاعل ہوا جاء فعل کے لئے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
ترجمہ: آیا میرے پاس وہ شخص کہ اُس کا باپ کھڑا ہے۔

و جاءنی الضّاربُ ابوہُ عمرًا، ترکیب۔ ترکیب۔ جاء فعل نون وقایه "یا" ضمیر منصوب محلاً مفعول به، الف لام مرفوع محلاً اسم موصول، ضاربُ مرفوع لفظًا صیغه اسم فاعل، ابوہُ اسکا فاعل اور ہا ضمیر لوٹ رہی ہے الف لام اسم موصول کو، عمرًا منصوب لفظًا مفعول به، صیغه اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر صله ہوا اسم موصول کا، صله موصول سے ملکر فاعل ہوا جاء فعل کے لئے، فعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔

ترجمه: آیا میرے پاس وہ شخص که پٹھائی کر رہا ہے اُس کا باپ عمرو کی۔

نوٹ: یہاں اسم موصول حرف کی شکل میں ہے اور حرف پر اعراب ظاہر نہیں ہوتا لہٰذا اسکا اعراب آگے اسکے صلے کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ جیسا که القائمُ اور الضاربُ میں قائم اور ضارب پر جو رفع ہے یه اصل میں الف لام کا رفع ہے۔ ورنه صله کے لئے محلّ اعراب نہیں ہوتا۔

الضارب الذی یضربُ کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔ المضروب الذی یُضربُ کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔

یا [4] ذوالحال یا اسم فاعل کا اعتماد ذوالحال پر ہو۔ چوں: جاءنی زیدٌ راکبا غلامُه فَرَسًا، ترکیب۔ جاء فعل نون وقایه یا ضمیر منصوب محلاً مفعول به، زیدٌ مرفوع لفظًا ذوالحال، راکبا منصوب لفظًا صیغه اسم فاعل، غلامُ مرفوع لفظًا مضاف، ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیه، مضاف اور مضاف الیه ملکر فاعل ہوا صیغه اسم فاعل کے لئے،ہا ضمیر لوٹ رہی ہے زیدٌ کو جو ذوالحال ہے۔ فرسًا منصوب لفظًا مفعول به، صیغه اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر شبه جمله ہو کر یه حال ہوا زیدٌ ذوالحال کے لئے، ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل ہوا جاء فعل کے لئے، فعل اپنے فاعل سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔

ترجمه: آیا میرے پاس زید اِس حال میں که سوار تھا اُس کا غلام گھوڑے پر۔ آیا میرے پاس زید اس حال میں که اسکا غلام گھوڑے پر سوار تھا۔

یہاں راکبا نے ذوالحال "زید" پر اعتماد کیا ہے۔

یا [5] ہمزہ استفہام یا اسم فاعل نے اعتماد کیا ہو ہمزہ استفہام پر۔ یاد رکھو ہمزہ استفہام سے صرف ہمزہ استفہام ہی مراد نہیں ہے بلکه کوئي بھی استفہام والا حرف یا کوئی بھی استفہام والا اسم آ جائے تو اُس صورت میں یه اُس پر اعتماد کر کے عمل کر سکتا ہے۔ چوں: اَضاربٌ زیدٌ عمرًا،ترکیب۔ ہمزہ استفہام کے لئے، ضاربٌ مرفوع لفظًا صیغه اسم فاعل(مرفوع اس لئے که یه مبتدا بنے گا)۔ زیدٌ مرفوع لفظًا اسکا فاعل، عمرًا منصوب لفظًا مفعول به، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول به سے ملکر شبه جمله ہو کر مبتدا، یه ایسا مبتدا ہے جسکی کوئی خبر نہیں۔ یه زیدٌ جو که فاعل ہے یه قائم مقام خبر کے ہے۔ تو مبتدا اپنے قائم مقامِ خبر سے ملکر جمله اسمیه انشائیه ہوا۔ انشائیه اس لئے کیونکه سوال پوچھا جا رہا ہے۔ ترجمه: کیا زید عمرو کی پٹھائی کر رہا ہے۔

ضربَ زیدٌ: زید نے پٹھائی کی۔ اب یہی بات اگر میں سوال کروں تو یوں کہوں گا۔ اَضربَ زیدٌ یا اَ زیدٌ ضاربٌ

یا [6] حرف نفی یا اسم فاعل کا اعتماد ہو حرف نفی پر۔ چوں: ما قائمٌ زیدٌ، ترکیب۔ ما حرف نفی، قائمٌ مرفوع لفظًا صیغه اسم فاعل(مبتدا) زیدٌ مرفوع لفظًا فاعل، صیغه اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبه جمله ہو کر مبتدا، یه ایسی مبتدا ہے جس کا کوئی خبر نہیں۔ البته زیدٌ قائم مقامِ خبر ہے۔ مبتدا اپنے قائم مقام خبر سے ملکر جمله اسمیه خبریه ہوا۔ ترجمه: زید کھڑا نہیں ہے۔

ہَماں عمل کہ قام و ضرب می کرد وہی عمل جو کہ قام اور ضرب کرتے ہیں۔ قائمٌ و ضاربٌ میکند، وہ قائمٌ اور ضاربٌ بھی کرتے ہیں۔

اسم مفعول فعل مجہول سے بنتا ہے ۔اور جو عمل فعل مجہول کرتا تھا وہی عمل اسم مفعول کریگا۔ اور اس میں بھی وہی شرطیں ہیں جو اسم فاعل میں اوپر درج ہیں۔

درس 43: پنجم[5]: اسمائے عاملہ کی پانچوں قسم اسم مفعول بمعنی حال و استقبال، وہ اسم مفعول ہے جو حال یا استقبال کے معنیٰ میں ہو۔ عمل فعل مجہول کند یہ فعل مجہول والا عمل کرتا ہے۔ بشرط اعتمادِ مذکور مذکورہ اعتماد کی شرط پر۔ اور وہ چھ چیزیں ہیں۔

فعل متعدی بیک مفعول سے مثال:

چوں: زیدٌ مضروبٌ ابوہٗ ترکیب: زیدٌ مرفوع لفظا مبتدا، مضروبٌ مرفوع لفظًا صیغہ اسم مفعول ، ابو مرفوع لفظًا مضاف، ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، ہا ضمیر جو لوٹ رہی ہے زیدٌ کو۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر نائب الفاعل ہوا صیغہ اسم مفعول کے لئے، صیغہ اسم مفعول اپنے نائب الفاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید کہ پٹھائی کی جارہی ہے اُس کے باپ کی۔ یا زید کہ پٹھائی کی جائے گی اُس کے باپ کی۔ یا زید کے باپ کی پٹھائی کی جا رہی ہے۔ یا زید کے باپ کی پٹھائی کی جائے گی۔ اسم مفعول نے یہاں مبتدا پر اعتماد کیا ہے۔

فعل متعدی بدو مفعول سے مثال باب اعطیتُ سے:

عَمروٌ مُّعطًی غلامُہٗ درہما، اعطیٰ یُعطی اِعطاء : دینا، یہ بابِ اعطیتُ آ گیا جو دو مفعول چاہتا ہیں اور جس میں ایک مفعول کو خذف کرنا اور ایک کو ذکر کرنا جائز ہے۔ معطیً اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ گردان: اعطیٰ یُعطِی اعطاءً فھو مُعطٍ و اُعطِیَ، یُعطیٰ اعطاء فذاک مُعطیً۔ اس میں غلامَہٗ پہلا مفعول تھا اور درہما دوسرا مفعول۔ جب معطی کو اسم مفعول بنایا گیا، تو غلامَہ کو نائب الفاعل بنایا گیا، جس کی وجہ سے غلامُہٗ ہو گیا۔

جس اسم کے آخر میں دو زبر آ رہے ہو اور آخر میں یا ہو تو سمجھ جائے کہ یہاں سے الف گر گیا ہے یعنی الف تقدیرًا موجود ہے، اور یہ اسم مقصور ہے۔ اور اسم مقصور کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے۔

مُعطیً اصل میں مُعْطَیُنْ تھا۔ پھر معطان ہوا ۔ پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے معطن یعنی معطیً ہوا۔

ترکیب۔ عمروٌ مرفوع لفظًا مبتدا، معطیً مرفوع تقدیرًا صیغہ اسم مفعول، غلام مرفوع لفظًا مضاف، ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، جو کہ لوٹ رہی ہے مبتدا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر نائب الفاعل ہوا معطیً کے لئے، درہما منصوب لفظاً مفعول بہ معطیً کے لئے، صیغہ اسم مفعول اپنے نائب الفاعل اور مفعول بہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کے لئے، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: عمرو کے غلام کو درہم عطا کیا جا رہا ہے۔ یا عمرو کے غلام کو درہم عطا کیا جائے گا۔

یہاں اسم مفعول نے مبتدا پر اعتماد کیا ہے۔

فعل متعدی بدو مفعول سے مثال باب علمتُ سے:

و بَکرٌ معلومٌ ابنُہٗ فاضلًا، یہ معلومٌ علم سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ اور ہم نے پڑھا ہے کہ باب علمتُ دو مفعول چاہتا ہے جس میں ایک مفعول کو خذف کرنا اور ایک پر اکتفا کرنا جائز نہیں تھا۔ یہاں ابنُہٗ نائب فاعل بنا اور فاضلا اُسی طرح مفعول رہے گا۔ **نوٹ:** ابن کا ہمزہ وصلی ہے۔ بکرُ مَّعْلُومُنِ ابْنُہٗ فاضلا۔

ترکیب: بکرٌ مرفوع لفظًا مبتدا، معلومٌ مرفوع لفظًا صیغہ اسم مفعول، ابن مرفوع لفظًا مضاف، ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ جو لوٹ رہی ہے بَکرٌ کو، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر نائب الفاعل ہوا صیغہ اسم مفعول کے لئے، فاضلا منصوب لفظًا مفعول بہ ہوا معلوم کے لئے، اسم مفعول اپنے نائب الفاعل اور مفعول بہ سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: بکر کہ یقین کیا گیا اُس کے بیٹے کے بارے میں کہ وہ فاضل ہے۔ یا بکر کے بیٹے کے بارے میں فاضل ہونے کا یقین ہے۔ یا بکر کے بیٹے کو فاضل جانا جائے گا۔

فعل متعدی بسہ مفعول سے مثال:

و خالدٌ مُخبَرٌ ابنُهُ عمرًا فاضلًا، یہاں اُخبر فعل سے مخبرٌ صیغہ اسم مفعول ہے۔ ابنُهُ جو کہ مفعول اوّل تھا اسکو نائب الفاعل بنایا، اور عمرا اور فاضلا اُسی طرف مفعول ثانی و ثالث ہیں۔

ترکیب۔ خالدٌ مرفوع لفظًا مبتدا، مخبَرٌ مرفوع لفظًا صیغہ اسم مفعول، ابنُ مرفوع لفظًا مضاف، ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ جو کہ لوٹ رہی ہے خالد مبتدا کو، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر نائب الفاعل ہوا، عمرًا منصوب لفظًا مفعول بہ اوّل، فاضلاً منصوب لفظًا مفعول بہ ثانی، صیغہ اسم مفعول اپنے نائب الفاعل اور دونوں مفعولوں کے ساتھ ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: اور خالد کہ خبر دی جارہی ہے اُس کے بیٹے کو عمرو کے فاضل ہونے کی۔

ہماں عمل کہ ضربَ و اُعْطِیَ و عُلم و اُخبرَ می کرد مضروبٌ و معطًی و معلوم و مخبر می کند، وہی عمل جو ضُربَ، اُعطِیَ، عُلِمَ اور اُخْبِرَ کرتے ہیں، وہی عمل مضروبٌ، مُعطًی، معلومٌ اور مُخْبِرٌ وہ کرتے ہیں۔

صفت مشبہ: صفت مشبہ فعل لازم سے آتی ہے جبکہ فعل متعدی سے نہیں آتی۔ اسم فاعل بھی صفت بیان کرتا ہے کسی چیز کا۔ جیسا کہ زیدٌ ضاربٌ۔ اور صفت مشبہ بھی صفت بیان کرتا ہے کسی چیز کا۔ جیسا کہ زیدٌ حسنٌ: زید اچھا ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ اسم فاعل جو ہوتا ہے اُس میں ایک چیز کا ہونا ہوگا، پہلے ایک چیز نہیں تھی، پھر ہوئی اور پھر گزر گئی۔ جیسا کہ زیدٌ ضاربٌ ۔ پہلے ضرب کی صفت نہیں تھی، پھر ضرب کی صفت آئی اور پھر ضربٌ گزر گئی۔ اسم فاعل ایسے معنیٰ پر دلالت کرتا ہے جس میں حدوث ہوتا ہے۔ حدوث بمعنیٰ ہونا، یعنی ایک چیز پہلے نہیں تھی، پھر پائی گئی اور پھر گزر گئی۔

جبکہ صفت مشبہ ایسی صفت پر دلالت کرتی ہے، جس میں ثُبوت ہوتا ہے۔ ایک چیز دوسرے کے لئے ثابت ہوتی ہے۔ اُس میں زمانے کی قید نہیں کہ پہلے نہیں تھا پھر ہوگیا اور پھر ختم ہوگیا۔ جیسا کہ زیدٌ سمیعٌ۔ یہ سمیع صفت مشبہ ہے فعیل وزن پر۔ سمیع کا معنیٰ ہے سننے والا اور سامع کا معنیٰ بھی سننے والا ہے۔ لیکن سامع، سامع کا معنیٰ یہ ہے کہ کوئی آواز آئی زید نے اُسکو سُنا اور پھر وہ ختم ہوگئی۔ پس سامع حُدوث تھا اور سمیع ثُبوت ہے۔

جیسا کہ زیدٌ سمیعٌ: زید سننے والا ہے۔ یعنی زید میں سننے کی صلاحیت ہے۔ تو یہ صلاحیت پہلے بھی تھی، اب بھی ہے اور مستقبل میں بھی ہوگی۔

اس کو صفت مشبہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اسم فاعل کے مشابہ ہے۔ صِفةٌ مُشبَّهةٌ۔

[6] ششم: اسمائے عاملہ کی چھٹی قسم صفت مشبہ ہے۔ **صفت مشبہ عمل فعل خود کند** صفت مشبہ اپنی فعل والا عمل کرتی ہے۔ **بشرط اعتمادِ مذکور** اِنہی مذکورہ اعتماد کی شرطوں پر، یعنی اُنہی چیزوں پر اعتماد کریگی جس پر اسم فاعل اور اسم مفعول اعتماد کرتے تھے۔لیکن یہ پانچ چیزوں پر اعتماد کرتی ہے۔ صفت مشبہ پر

جو الف لام آئے تو وہ اسم موصول نہیں۔ یعنی صفت مشبہ اسم موصول پر اعتماد نہیں کرتا باقی پانچ چیزوں پر اعتماد ہو سکتا ہے۔

یہاں پر حال اور استقبال کی قید نہیں۔ کیونکہ صفت مشبہ میں زمانے کی بات نہیں۔ کیونکہ اس میں ایک چیز کا دوسرے چیز کے لئے ثبوت ہوتا ہے حدوث نہیں۔

صفت مشبہ کا عمل: صفت مشبہ اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے۔ جبکہ ایک اعتبار سے اسکا عمل اپنے فعل سے بھی زائد ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ کبھی کبھار ایک اسم کو نصب دیتا ہے۔اور اسکو شبیہ مفعول یا مشابہ مفعول کہتا ہے۔ حالانکہ فعل لازم کسی بھی اسم کو نصب نہیں دیتا۔

چوں: زیدٌ حَسَنٌ غلامُہٗ، ترکیب۔ زیدٌ مرفوع لفظًا مبتدا، حسنٌ مرفوع لفظًا صفت مشبہ، غلامُ مرفوع لفظًا مضاف، ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر یہ فاعل ہوا صفت مشبہ،جو کہ راجع ہے زید کو، صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو خبر، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترجمہ: زید کا غلام اچھا ہے۔

ہماں عمل کہ حَسُنَ می کرد حَسَنٌ میکند وہی عمل جو حَسُنَ فعل کرتا ہے وہی عمل حَسَنٌ صفت مشبہ کرتا ہے۔ حَسُنَ باب کَرُمَ سے ہے۔

صفت مشبہ کا مشہور وزن "فعیلٌ " ہے۔ جیسا کہ سمیعٌ، علیمٌ

اسم تفضیل: اسم تفضیل میں کسی صفت کی زیادتی بتلائی جاتی ہے۔ اور زیادتی بھی کسی چیز کے مقابلے میں بیان کی جاتی ہے۔ جیسا کہ زیدٌ اَضْرَبُ من عمروٍ: زید عمرو کے مقابلے میں زیادہ پٹھائی کرنے والا ہے۔ یا زید عمرو سے زیادہ پٹھائی کرنے والا ہے۔ اسم تفضیل ثلاثی مجرد سے اَفْعَلُ وزن پر آتا ہے۔ اور یہ اُن بابوں سے آتا ہے جن میں رنگ یا عیب والا معنیٰ نہ ہو۔ جیسے اضربُ، انصرُ، امنعُ۔

اسم تفضیل غیر منصرف ہوتا ہے۔اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ اور اسم تفضیل میں سب سے کمزور عمل کرنے والا اسم تفضیل ہے۔ اسم تفضیل کے لئے بھی فاعل چاہیے۔ اور اسی کے اندر ایک ضمیر چھپا ہوا ہوتا ہے یہ اُس کو رفع دیتا ہے۔ اسم ظاہر میں یہ بہت ہی کم عمل کرتا ہے اور وہ بھی کچھ خاص شرطوں کے ساتھ۔

اسی اَفْعَلُ وزن پر صفت مشبہ بھی آتا ہے۔ اور اُسے افعلُ صفتی کہتے ہیں۔ اور یہ ثلاثی مجرد کے اُن بابوں سے آئے گا جن میں رنگ والا معنیٰ ہے یا عیب والا معنیٰ ہو۔ جیسا کہ اَبْیَضُ: سفید ، اَحْمَرُ:سرخ، ازرق: نیلا، اخضر: سبز، اَعْرَجُ: لنگڑا(عیب)، اعمیٰ(اندھا)،

اور جب یہ زیادتی کسی کے ساتھ مقابلے والی نہ ہو یعنی مطلقا زیادتی بیان کرنا ہو تو پھر مبالغے کے صیغے لائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ضارب سے ضرّاب۔ زیدٌ ضرابٌ۔ زید بہت زیادہ پٹھائی کرنے والا ہے۔

اسم تفضیل کے استعمال کے طریقے: اسم تفضیل کے استعمال کے تین طریقے ہیں۔

1۔ تو اس کے ساتھ مِن استعمال ہوگا۔ جیسا کہ **"زیدٌ اضربُ مِن عمروٍ"**۔ ترکیب۔ زیدٌ مرفوع لفظًا مبتدا، اضربُ مرفوع لفظًا صیغہ اسم تفضیل اسکے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو لوٹ رہی ہے زیدٌ مبتدا کو، من جارہ عمروٍ مجرور لفظًا ، جار مجرور مل کر متعلق ہوئے اسم تفضیل سے، اسم تفضیل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر یہ خبر ہوئی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

2۔ دوسرا طریقہ یہ کہ الف لام کے ساتھ استعمال کیا جائے۔اور اس میں یہ وصف کی زیادتی سب کے مقابلے میں بیان کی جاتی ہے۔ جیسا کہ زیدُنِ الاضربُ : زید سب سے زیادہ پٹھائی کرنے والا ہے۔

3۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اسکی اضافت کرو اور آگے مضاف الیہ کو لاؤ۔ جیسا کہ " زیدٌ اضربُ القوم"۔ اُس قوم میں سب سے زیادہ پٹھائی کرنے والا زید ہے۔

نوٹ: اسم تفضیل ایک وقت میں ایک ہی طریقے سے استعمال ہوگا۔

درس 44۔ [7]ہفتم: اسم تفضیل، اسمائے عاملہ کی ساتھویں قسم اسم تفضیل ہے۔ و استعمال او بر سہ وجہ است: اور اس کا استعمال تین طریقوں پر ہے۔ [1]بَہْ مِن من کے ساتھ۔ چوں: زیدٌ افضلُ من عمرٍو، اللّٰہُ اکبرُ ای اللّٰہُ اکبرُ من کلِّ شئءٍ۔ اللہ سب سے بڑے ہیں۔

[2]یا بالف و لام یا اسم تفضیل کا استعمال الف لام کے ساتھ ہوگا۔ چوں: جاءنی زیدُنِالافضلُ آیا میرے پاس وہ زید جو سب سے افضل ہے۔ترکیب۔ جاء فعل، نون وقایہ، یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، زیدٌ مرفوع لفظًا موصوف، الافضلُ مرفوع لفظًا صیغہ اسم تفضیل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو کہ لوٹ رہی ہے زیدٌ موصوف کو، اسم تفضیل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر یہ صفت ہوا، موصوف اپنے صفت سے ملکر فاعل ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

[3]یا باضافت اسم تفضیل کے استعمال کا تیسرا طریقہ اضافت کے ساتھ ہے۔ چوں: زیدٌ افضلُ القومِ، ترکیب۔ زیدٌ مرفوع لفظًا مبتدا، افضلُ مرفوع لفظًا صیغہ اسم تفضیل مضاف، اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو کہ لوٹ رہی زیدٌ کو، القومِ مجرور لفظًا مضافٌ الیہ، افضلُ اسم تفضیل اپنے فاعل اور مضافٌ الیہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر یہ خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: زید اُن لوگوں میں سب سے افضل ہے۔

و عمل او در فاعل باشد اور اسم تفضیل کا عمل صرف فاعل میں ہوگا۔ و آں ھو است اور وہ ھو ضمیر ہے۔ فاعِلِ افضَلُ جو کہ افضلُ کا فاعل ہے کہ درو مستتر ست کہ اُس میں چھپی ہوئی ہے۔

مصدر اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے۔ مصدر بھی فاعل چاہتا ہے لیکن مصدر کے ساتھ فاعل کا ذکر ضروری نہیں۔ مصدر بھی اپنے فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب دیتا ہے۔ لیکن یہ جو مصدر ہے اِس کو زیادہ تر اس طرح استعمال کرتے ہیں کہ اس کے بعد اگر فاعل یا مفعول لائیں تو اُسکی طرف اِسکی اضافت کر دیتے ہیں۔ مثلاً میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ زید نے عمرو کو مارا۔ اور مجھے زید کا یہ مارنا بہت پسند آیا۔ تو میں یوں کہوں گا۔ "اَعْجَبَنِی ضربٌ زیدٌ عمرا"۔ یہ ضرب فاعل ہوا اعجبنی کا، اور زیدٌ یہ فاعل ہوا ضرب مصدر کا، اور عمرا یہ مفعول بہ ہوا ضرب مصدر کا۔لکن عموما اس طرح کہتے نہیں ہے۔ بلکہ عموماً مصدر کی اضافت کرتے ہیں فاعل یا مفعول کی طرف یعنی " اعجبنی ضربُ زیدٍ عمرا"۔ اور یوں بھی کہا جا سکتا ہے ۔ "اعجبنی الضربُ"۔ الضربُ مصدر یہاں بغیر فاعل کے ذکر کیا گیا۔

مصدر تب عمل کریگا جب وہ مفعول مطلق نہ ہو۔ جیسا کہ ضربتُ ضربًا۔ یہ ضربا مفعول مطلق عمل نہیں کریگا۔کیونکہ یہاں ضربا مصدر بھی ذکر ہے اور ضربَ فعل بھی ذکر ہے۔ اور فعل سب سے قوی عامل ہے۔ فعل اپنے ما قبل میں بھی عمل کرتا ہے اور اپنے ما بعد میں بھی عمل کرتا ہے۔ ضربتُ زیدا میں ضرب نے مابعد میں عمل کیا۔ اور "زیدا ضربتُ" میں ضرب نے ما قبل میں عمل کیا۔ ترجمہ: زید ہی کو میں نے مارا۔ اور مصدر صرف اپنے مابعد میں عمل کرتا ہے اپنے ما قبل میں نہیں۔

ضربتُ ضربا میں فعل بھی موجود اور اس کا مصدر بھی موجود۔ اور ایک قوی موجود ہے اور ایک ضغیف۔ اور جب قوی خود موجود ہے تو ضغیف کو عمل کی اجازت نہیں ہوگی۔

[8] ہشتم: مصدر اسمائے عاملہ میں سے آٹھواں مصدر ہے۔ بشرط آنکہ اس شرط پر مفعول مطلق نبا شد، کہ یہ مفعول مطلق نہ ہو۔ عمل فِعْلَش کند یہ مصدر اپنے فعل والا عمل کرتا ہے۔ چوں: اعجبنی ضربُ زیدٍ عمرا، ترجمہ: مجھے تعجب میں ڈالا زید کے عمرو کو مارنے نے۔ ترکیب۔ اعجبَ فعل، نون وقایہ، یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، ضربُ مرفوع لفظاً مضاف، زیدٍ مجرور لفظًا مضاف الیہ، زیدٍ لفظوں میں مجرور ہے لیکن معنیٰ کے اعتبار سے یہ مرفوع ہے یہ ضرب کا فاعل ہے۔ عمرا منصوب لفظًا مفعول بہ ہے ضرب کے لئے، ضرب مصدر اپنے مضاف الیہ اور مفعول بہ سے ملکر یہ فاعل ہوا اعجب فعل کے لئے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فعل معروف کا مصدر، مصدر معروف ہوتا ہے، جیسا کہ ضَرَبَ یَضرِبُ سے ضربا: مارنا، یہ مصدر معروف ہے۔ اور فعل مجہول کا مصدر، مصدر مجہول ہوتا ہے، جیسا کہ ضُرِبَ یُضْرِبُ ضربا: مارے جانا، یہ مصدر مجہول ہے۔ مصدر معروف اور مصدر مجہول دونوں کا وزن ایک ہے۔ مصدر معروف کے لئے فاعل اور مصدر مجہول کے لئے نائب الفاعل چاہیے۔

درس 45۔ [9] نُہم: اسمائے عاملہ کی نویں قسم اسم مضاف ہے۔ اسم مضاف، مضاف الیہ را بجز کُنَد اسم مضاف، مضافٌ الیہ کو جر دیتے ہیں۔ چوں: جاءنی غلام زید، آیا میرے پاس زید کا غلام۔ ترکیب۔ جاء فعل، نون وقایہ، یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، غلامُ مرفوع لفظًا مضاف، زیدٍ مجرور لفظًا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل ہوا جاء فعل کے لئے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

بدانکہ اینجا لام بَحقیقت مقدرست، تو جان لے کہ یہاں لام حقیقت میں مقدر ہے۔ زیرا کہ تقیرش آنست اس لئے کہ اُس کی تقدیر یہ ہے۔ کہ غلامُ لِزید غلامُ لِّزیدٍ

مضاف اور مضافٌ الیہ کے درمیان کبھی فی مقدر ہوتا ہے۔ اگر مضافٌ الیہ اپنے مضاف کے لئے ظرف ہے تو پھر وہاں "فی" مقدَّر ہوگا۔ جیسا کہ "صلوٰۃ الجمعۃِ" ای صلوٰۃٌ فی الجمعۃِ، اور صومُ رمضانَ ای صومٌ فی رمضانَ کیونکہ رمضان غیر منصرف ہے۔ نیز قیامُ اللیلِ ای قیامٌ فی اللیلِ وغیرہ۔

اور کبھی مِن مقدر ہوتا ہے۔ اگر مضافٌ الیہ مضاف کے لئے جنس ہو یعنی مضاف اُس سے بنا ہو تو پھر وہاں "مِن" مقدر ہوگا۔ جیسا کہ "خاتمُ فضۃٍ" چاندی کی انگوٹھی۔ ای خاتمٌ من فضۃٍ

اور اگر ان دونوں صورتوں کے علاوہ کوئی صورت ہو تو پھر وہاں لام مقدر ہوگا۔ جیسا کہ "غلامٌ زیدٍ" ای غلامٌ لزیدٍ ۔

[10] دہم: اسم تام،اسمائے عاملہ کی دسویں قسم اسم تام ہے۔ تام کا معنیٰ ہے پورا۔ اسم تام: وہ اسم کہ پورا ہو، مکمل۔ اسم تام وہ اسم ہے جو ایسی حالت میں ہو کہ اُسی حالت کو برقرار رکھتے ہوئے آگے اُس کی اضافت نہ ہو سکے۔ چار صورتوں میں اسم تام بن جاتا ہے۔

صورت نمبر 1: جیسا کہ غلامٌ میں یہ تنوین بتلا رہا ہے کہ یہ اسم پورا ہے۔ یعنی اسم تام ہے۔ اس تنوین کے ہوتے ہوئے آپ آگے اسکا اضافت نہیں کر سکتے۔ یعنی غلامٌ زیدٍ آپ نہیں کہہ سکتے۔

صورت نمبر 2: نون تثنیہ بھی کسی اسم تام ہونے کی علامتیں ہیں۔نون تثنیہ کے ہوتے ہوئے آپ کسی قسم کا اضافت نہیں کر سکتے۔جیسا کہ غلامانِ زیدٍ نہیں کہہ سکتے۔

صورت نمبر 3: نون جمع اور مشابہ نون جمع بھی اسم تام کی علامتیں ہیں۔ اسی طرح مسلمونَ مصرٍ نہیں کہہ سکتے۔ مشابہ نون جمع کی مثالیں عشرون،عشرین، ثلاثون، ثلاثین --- تسعون اور تعسین تک۔

صورت نمبر 4: اسی طرح جب مضاف الیہ آ جائے تو پھر آگے مضاف الیہ نہیں آ سکتا۔ جیسا کہ غلامُهُ، میں ہا ضمیر مضاف الیہ ہے۔

اسم تام تمییز کو نصب دیتا ہے۔ تمیز کی کچھ تفصیل پیچھے گزر گئی ہے۔ جب تمییز نسبت سے ابہام دور کریں تو اُس میں عامل فعل ہوتا ہے۔ اور جب تمییز مقداروں سے ابہام دور کریں تو اُس میں ممیز یعنی اسم تام عامل ہوتا ہیں۔ مثالیں :

نون تنوین کی مثال: "عندی رطلٌ زیتا" میں رطلٌ اسم تام(ممیز) ہے۔ اور رطلٌ نے زیتا کو نصب دیا۔

نون تثنیہ کی مثال: "عندی قفیزان بُرًّا" میں قفیزان اسم تام(ممیز) ہے جس نے برًّا کو نصب دیا۔

مشابہ نون جمع کی مثال: "عندی عشرون قلمًا"۔ میں عشرون اسم تام(ممیز) ہے جس نے قلمًا کو نصب دیا۔

مضاف الیہ کی مثال: عندی مِلؤُہُ عسلا۔ میرے پاس وہ برتن بھر شہد ہے۔ ملؤٌ: بھرا ہوا ہونا، جگ پانی سے پُر ہو۔ ملؤٌ کی اضافت ہا ضمیر کی طرف کی گئی تو ملؤہُ ہوا۔ ملؤہُ: وہ برتن بھرا ہوا ہے۔ تو یہاں ابہام تھا۔ آگے تمیز عسلا نے ابہام کو دور کر دیا۔

تمییز را بنصب کند، جو تمییز کو نصب دیتا ہے۔ **و تمامی اسم یا بتنوین باشد** اسم کا پورا ہونا یا تو تنوین سے ہوگا۔ **چوں: ما فی السماء قدرُ راحةٍ سحابا**، نہیں ہے آسمان میں ہتھیلی کے مقدار کے برابر بادل ۔ آسمان میں ہتھیلی بھر بادل نہیں ہے۔ یعنی آسمان بالکل صاف ہے۔ راحۃ: ہتھیلی، سحابا یہاں تمیز ہے۔ قدرُ راحةٍ تنوین کے ذریعے اسم تام ہے جس نے سحابا کو منصوب کیا اور سحابا نے ابہام کو دور کر دیا۔

ترکیب: نوٹ: جب ما مشابہ بلیسَ کی خبر کو جب اِس کے اسم پر مقدم کر دیا جائے تو ما مشابہ بلیس کا عمل باطل ہو جاتا ہے۔ اور یہاں پر "فی السماء" جو ما کے لئے خبر تھا اُس کو مقدم کر دیا گیا اور قدرُ راحةٍ جو ما کا اسم تھا اس کو مؤخر کر دیا گیا۔ تو اسی وجہ سے ما کا عمل باطل ہو گیا۔ اب یہ ما عمل نہیں کریگا۔ چونکہ ما مبتدا اور خبر پر داخل ہوتا ہے۔ اور ما کا عمل تقدیم خبر کی وجہ سے لغو ہو چکا ہے۔ اس لئے یہ اب مبتدا اور خبر ہی رہیں گے۔ اور دونوں مرفوع ہوں گے۔

ما مشابہ بلیسَ مُلغیٰ عن العمل، فی جارہ السماء مجرور لفظًا، جار مجرور ملکر متعلَّق ثابتٌ سے۔ (یہاں ثابتٌ اس لئے مرفوع نکالا کیونکہ ما عمل نہیں کرتا اور یہ خبر مرفوع ہے ابتدا کی وجہ سے۔ نیز جب جار مجرور کا متعلَّق مخذوف ہے تو اسے ظرف مُسْتَقَر کہتے ہیں۔اور اگر اسکا متعلق عبارت میں موجود ہو تو پھر اسے ظرف لغو کہتے ہیں۔ جار مجرور مسند بن سکتا ہے۔) ثابتٌ مرفوع لفظًا صیغہ اسم فاعل، اسکے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً جو "قدرُ راحةٍ" کو راجع ہے۔ ثابتٌ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر مقدم، اور قدرُ مرفوع لفظًا مضاف راحةٍ مجرور لفظًا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبہم ممیز، سحابا منصوب لفظًا تمییز، ممیز تمییز ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

یہاں ثابتٌ تو چلا گیا اور اس کی جگہ فی السماء نے لی۔ پس جو جو عمل ثابتٌ کر رہا تھا اب وہی عمل فی السماء کریگا۔ ثابتٌ کے اندر جو ضمیر تھی اب وہ فی السماء کے اندر آ کر چھپ گئی۔ اب اُس ضمیر کو فی السماء جو جار مجرور ہے یہ رفع دیتا ہے۔ تو ترکیب اس طرح بھی کیا جاسکتا ہے کہ فی السماء جار مجرور ظرف مُسْتَقَر کے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو قدر راحة کو راجع۔

جار مجرور کو ظرف مستقَر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ضمیر جو ثابتٌ کے اندر تھا اُس نے آ کر جار مجرور میں قرار پکڑا۔درایة شرح ہدایة النحو

نوٹ: قدر راحةٍ یہ تو مضاف الیہ کے ذریعے بھی تام ہوا، اور تنوین کے ذریعے بھی۔ نیز یہاں پر "عندی رطلٌ زیتًا" والا مثال نہایت مناسب تھا۔

یا بتقدیر تنوین یا اسم تام ہوگا تقدیر تنوین کے ساتھ۔ تقدیری نون مبنی میں بھی آتا ہے اور غیر منصرف میں بھی۔ **چوں: عندی احدَ عَشَرَ رجلا**، میرے پاس گیارہ آدمی ہیں۔ یہ احد عشر ممیز ہے اور رجلا تمیز۔ احدَ عشرَ اصل میں احدٌ و عشرٌ تھا۔ لیکن پھر اُس کو مبنی بنایا گیا۔ تو مبنی ہونے کی وجہ سے تنوین گر گیا۔ پس تنوین اب بھی تقدیرا موجود ہے۔ احدَ عشرَ اب اسم تام ہے۔اور رجلا نے آکر احد عشر سے ابہام کو دور کر دیا۔

ترکیب۔ عندی منصوب تقدیرا مضاف یا ضمیر مجرور محلاً، مضاف اپنے مضافٌ الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا ثابتٌ کے لئے،(مفعول فیہ بھی ظرف ہے۔ اور یہ ظرف حقیقی ہے جبکہ جار مجرور ظرف مجازی ہے۔ تو مفعول فیہ یعنی ظرف حقیقی کے لئے بھی عامل چاہیے۔ اور جب مفعول فیہ کا عامل مخذوف ہو تو اسے بھی ظرف مستقر کہتے ہے۔) ثابتٌ صیغہ اسم اس کے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً جو راجع ہے مبتدا مؤخر کو، صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر مقدم، اور احد عشر مرفوع محلاً مبہم ممیز، رجلاً منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنے تمیز سے ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ثابتٌ کے اندر جو ہو ضمیر تھی اُس نے اب عندی کے اندر قرار پکڑا۔ اور اُس کو رفع اب یہ عندی دے رہا ہے۔ اب یہ عندی ظرف مستقَر ہے۔

و زیدٌ اکثرُ منک مالا اور زید زیادہ ہے آپکے مقابلے میں باعتبار مال۔ یہاں اکثر سے مالا نے ابہام کو دور کر دیا۔ اور یہ مالا نسبت سے تمییز ہے ۔ اکثر اسم تفضیل کے اندر ہو ضمیر اکثر کے لئے فاعل ہے۔ تو یہ جو اکثر کا اسناد ہو رہا ہے ہو ضمیر کی طرف،(کیونکہ فاعل مسند الیہ ہوتا ہے) اس نسبت میں ابہام تھا۔ کہ وہ زید زیادہ ہے۔ تو مالا نے آ کر اس نسبت سے ابہام دور کر دیا۔ اکثر اسم تفضیل یہاں مِن کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔

ترکیب۔ زیدٌ مرفوع لفظًا مبتدا، اکثرُ مرفوع لفظًا صیغہ اسم تفضیل، اسکے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو کہ لوٹ رہی ہے زید کو، من جارہ کاف ضمیر مجرور محلاً، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے اکثر اسم تفضیل سے۔ اور یہ مالا تمیز سے اُس نسبت سے جو اسم تفضیل اور اُس کے فاعل ہو ضمیر کے درمیان تھی۔ اسم تفضیل اپنے فاعل، متعلق اور تمییز سے ملکر شبہ جملہ ہو کر یہ خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ فعلیہ ہوا۔

یا بنون تثنیہ یا اسم تام ہوگا نون تثنیہ کے ذریعے۔ **چوں: عندی قفیزان برًا**، میرے پاس گندم کے دو قفیز ہیں۔ یہاں قفیزان نون تثنیہ کے ذریعے اسم تام ہے۔ اور بُرًا تمییز ہے قفیزان سے۔ اور برا نے قفیزان سے ابہام کو دور کر دیا۔

ترکیب۔ عندی منصوب تقدیرا مضاف، یا ضمیر مجرور محلا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ جو متعلق ہے ثابتانِ صیغہ اسم فاعل سے، ثابتان صیغہ مرفوع لفظًا صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ہما ضمیر مرفوع

محلاً اسکا فاعل،جو کہ لوٹ رہی ہے قفیزان کو، ثابتٌ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر مقدم، قفیزانِ مرفوع لفظاً مبہم ممیز اور برّا اس سے تمیز، مبہم ممیز اپنے تمیز سے ملکر مبتدا، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

یا بنون جمع یا اسم تام ہوگا نون جمع کے ذریعے چوں هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بالاخسرین اعمالا0 (سورۃ الکہف آیت نمبر 103) هل ننبئکم: کیا ہم تمہیں بتلائیں، بالاخسرینَ : وہ لوگ جو سب سے زیادہ خسارے میں ہیں، اعمالا باعتبار اعمال کے۔اَخسر بروزن افعل اسم تفضیل ہے۔ افعل، افعلانِ، افعلونَ، اور حالت نصبی جری میں، افعلینِ، اور افعلینَ۔ یہاں اخسرینَ اسم تفضیل جمع کا صیغہ ہے اور الف لام کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے۔ اسی لئے ترجمہ کرتے وقت "سب سے زیادہ" کا لفظ لایا۔

یہ اخسرینَ نون جمع کے ذریعے اسم تام ہے اسکے اندر ھم ضمیر ہے۔ صیغہ اسم تفضیل اور اسکے ھم ضمیر کے درمیان ابہام ہے۔ اور اعمالا تمیز نے آکر اس نسبت سے ابہام کو دور کر دیا۔

ترکیب۔ هل حرف استفہام، نُنَبِّئُ فعل با فاعل اسکے اندر نحن ضمیر مرفوع محلا اسکا فاعل، کم ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، با جارہ الاخسرینَ مجرور لفظًا صیغہ اسم تفضیل ، اسکے اندر ھم ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل۔ نیز اخسرین صیغہ اسم تفضیل اور اسکے ھم ضمیر کی نسبت میں ابہام تھا تو اعمالا تمیز نے اس ابہام کو دور کر دیا۔ اعمالا منصوب لفظًا تمیز، اسم تفضیل اخسرین اپنے فاعل اور تمیز سے ملکر شبہ جملہ ہو کر مجرور با جارہ کے لئے، جار مجرور ملکر متعلق ننبئکم سے ، اور ننبئکم فعل اپنے فاعل، متعلق اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

یا بمشابہ نون جمع یا کوئی اسم تام ہوگا مشابہ نون جمع کے ذریعے۔ چوں: عندی عشرون درهما میرے پاس بیس درھم ہیں۔ یہاں عشرونَ مشابہ نون جمع کے ذریعے اسم تام ہے اور درهما نے آ کر اس سے ابہام کو دور کر دیا۔ تا تسعون بیس سے لے کر نوّے تک اِن دہائیوں میں مُشابہ نون جمع کا نون ہے۔ اور اسی کے ذریعے یہ آٹھ دہائیاں اسم تام ہوئے۔

ترکیب۔ عندی منصوب تقدیرا مضاف یا ضمیر مجرور محلاً، مضاف اپنے مضافٌ الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا ثابتٌ کے لئے، ثابتٌ صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو کہ راجع ہے عشرون مبتدا مؤخر کو، صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر مقدم، عشرون مرفوع لفظًا مبہم ممیز، درهما منصوب لفظًا تمیز، مبہم ممیز اپنے تمیز سے ملکر مبتدا، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

یا باضافت یا کوئی اسم تام ہوتا ہے اضافت کے ساتھ۔ چوں: عندی مِلؤُہُ عسلا، میرے پاس وہ برتن بھر شہد ہے۔ اس میں ہا ضمیر ظرف یعنی برتن کو راجع ہے۔ ملؤہُ ای ملؤُ الظرف: برتن بھر۔ یہاں ملؤہُ اسم تام ہے مضافٌ الیہ کے ذریعے۔ اور عسلا نے آ کر ابہام کو دور کر دیا۔

ترکیب۔ عندی منصوب تقدیرا مضاف یا ضمیر مجرور محلاً، مضاف اپنے مضافٌ الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا ثابتٌ کے لئے، ثابتٌ صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو کہ راجع ہے مبتدا مؤخر کو، صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر مقدم، ملؤ مرفوع لفظًا مضاف، ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبہم ممیز، عسلا منصوب لفظًا تمیز، مبہم ممیز اپنے تمیز سے ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

درس 46۔ [11]یاز دہم: اسمائے کنایہ از عدد، اسمائے عاملہ کی گیاروی قسم اسمائے کنایہ ہے عدد سے۔ و آن دو لفظ است: کم و کذا،اور وہ دو لفظ ہیں یعنی "کم اور کذا"۔ کم بر دو قسم است: استفہامیہ و خبریہ، کم دو قسم پر ہے، یعنی استفہامیہ اور خبریہ۔ یہ کم خبر دینے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے اور سوال پوچھنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اس میں ابہام ہوتی ہے جس کے بعد تمییز آ کر اُس ابہام کو دور کر دیتی ہے۔

کم استفہامیہ کی تمییز منصوب آتی ہے۔ جیسا کہ "کم رجلا عندک؟" آپ کے پاس کتنے آدمی ہیں؟ کم استفہامیہ کی تمییز ہمیشہ مفرد منصوب آئے گا۔

اور کم خبریہ اپنے تمییز کی طرف مضاف ہو جائے گا جس کی وجہ سے تمییز مجرور آتی ہے۔ جیسا کہ "کم رجلٍ عندی"۔ بہت سے آدمی ہے میرے پاس۔ کم خبریہ کثرت بیان کرنے کے لئے آتی ہے۔ نیز کم خبریہ کی تمییز جمع مجرور بھی آ سکتی ہے۔ جیسا کہ "کم رجالٍ عندی۔" میرے پاس بہت سے آدمی ہیں۔

کذا بھی عدد سے کنایہ ہے لیکن وہ صرف خبریہ ہوتا ہے۔ جیساکہ "عندی کذا درھما۔"۔

کم استفہامیہ تمییز را بنصب کند کم استفہامیہ تمییز کو نصب دیتا ہے۔ و کذا نیز اور کذا بھی اپنے تمییز کو نصب دیتا ہے۔ چوں: کم رجلا عندک؟ کتنے آدمی ہیں آپکے پاس؟ ترکیب۔ کم مرفوع محلاً مبہم ممیز رجلا منصوب لفظًا تمییز، مبہم ممیز اپنے تمییز سے ملکر مبتدا، عندَ منصوب لفظًا مضاف، کاف ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ، جو متعلق ہوا ثابتٌ سے، ثابتٌ مرفوع لفظًا صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو کہ راجع ہے مبتدا کو، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

و عندی کذا درھما، میرے پاس اتنے دِرھم ہیں۔ ترکیب۔ عندی مفعول فیہ یہ متعلق ہوا ثابت سے، ثابتٌ مرفوع لفظًا صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو کہ راجع ہے مبتدا مؤخر کو، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر مقدم، کذا مرفوع محلاً مبہم ممیز، درھما منصوب لفظًا تمییز، مبہم ممیز اپنے تمییز سے ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

و کم خبریہ تمییز را بجر کند اور کم خبریہ تمییز کو جر دیتا ہے۔ چوں: کم مالٍ اَنفقتُ بہت سا مال میں نے خرچ کیا۔ کم منصوب محلاً مضاف، مالٍ مجرور لفظًا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ہوا انفقتُ فعل کے لئے، انفقتُ فعل با فاعل، اسکے اندر تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و کم دارٍ بنیتُ، اور بہت سے گھر میں نے بنائے۔ کم منصوب محلاً مضاف، دارٍ مجرور لفظًا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ہوا بنیتُ فعل کے لئے، بنیتُ فعل با فاعل، اسکے اندر تا ضمیر مرفوع محلاً فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

و گاہے من جار اور کبھی "مِن" جارہ جو ہے بر تمییز "کم" خبریہ آید وہ کم خبریہ کی تمییز پر آتا ہے۔ چوں: قولُہ تعالیٰ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ " و کم من ملکٍ فی السماواتِ" ۔ بہت سے فرشتے ہیں آسمانوں میں۔ ترکیب۔ یہاں کم مبتدا بنے گا، من جارہ زائدہ ہے۔ ملکٍ لفظوں میں تو مجرور ہے لیکن محلٰ کے لحاظ سے منصوب ہے کیونکہ یہ تمییز ہے۔

کم مرفوع محلاً مبہم ممیز، "من" جارہ زائدہ ہے۔ ملکٍ مجرور لفظًا منصوب محلاً (تمیز) فی السماوات (جار مجرور یہ صفت ہے ملک کی۔ کیونکہ نکرہ کے بعد جب جار مجرور آجائے اور وہ کسی چیز سے نہ جڑتا ہو تو وہ عموما اُس نکرہ کے لئے صفت بنتا ہے۔) فی جارہ السماوات مجرور لفظًا، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثابتٍ سے، ثابتٍ صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو کہ لوٹ رہی ہے موصوف ملکٍ کو، ثابتٍ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور جار مجرور سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت ملکٍ کے لئے، ملکٍ موصوف اپنے صفت سے ملکر یہ تمیز ہوئی کم کے لئے، کم مبہم ممیز اپنے تمیز سے ملکر مبتدا۔۔ نوٹ: آگے قرآن شریف میں اسکی خبر موجود ہے۔

قسم دوم: در عوامل معنوی، قسم دُوُم عوامل معنوی ہے۔ بدانکہ عوامل معنوی بر دو قسم ست، عوامل معنوی دو قسم پر ہیں۔

مسند اور مسند الیہ جب لفظی عامل سے خالی ہو تو اسکے اندر عامل معنیٰ ہوگا۔اور اس معنیٰ کا نام ابتدا ہے۔ اور وہ صرف مبتدا اور خبر ہیں جس میں معنیٰ عامل ہے۔ مبتدا مسند الیہ اور خبر مسند ہوتا ہے۔

[1] اول: ابتدا پہلی قسم ابتدا ہے۔ یعنی خُلُوِّ اسم از عوامل لفظی یعنی خالی ہونا اسم کا عوامل لفظی سے۔ کہ مبتدا و خبر را برفع کند، کہ مبتدا اور خبر کو رفع دیتا ہے۔ چون: زیدٌ قائمٌ، جیسا کہ زیدٌ قائمٌ

و اینجا گویند اور یہاں پر کہتے ہیں کہ زیدٌ مبتدا ست مرفوع بابتداء، کہ زید مبتدا ہے اور ابتدا کی وجہ سے مرفوع ہے۔ و قائمٌ خبر مبتدا ست مرفوع بابتدا، اور قائمٌ مبتدا کی خبر ہے اور ابتدا کی وجہ سے مرفوع ہے۔ جمہور یعنی اکثر نحویوں کے نزدیک مبتدا اور خبر دونوں میں عامل ابتدا ہے۔

و اینجا دو مذہب دیگر است، اور یہاں دو مذہب دوسرے بھی ہیں۔ یکے: آنکہ ابتدا عامل ست در مبتدا و مبتدا در خبر، ایک مذہب یہ ہے کہ ابتدا عامل ہے صرف مبتدا میں، اور مبتدا عامل ہے خبر میں۔ دیگر آنکہ ہر یکے از مبتدا و خبر عامل ست در دیگر، دوسرا مذہب یہ ہے کہ مبتدا خبر میں عامل ہے اور خبر مبتدا میں عامل ہے۔

[2] دوم: دوسرا عامل معنوی۔ خلو فعل مضارع از ناصب و جازم، فعل مضارع کا عامل ناصب اور عامل جازم سے خالی ہونا۔ فعل مضارع را برفع کند، اور یہ عامل معنوی فعل مضارع کو رفع دیتا ہے۔ چون: یضربُ زیدٌ، جیسا کہ یضربُ زیدٌ اینجا یضربُ مرفوع ست: یہاں پر یضربُ مرفوع ہے۔ زیرا کہ خالی ست از ناصب و جازم، اس وجہ سے کہ وہ خالی ہے عامل ناصب اور عامل جازم سے۔

تمام شد عوامل نحو پورے ہو گئے نحو کے عوامل بتوفیق اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے توفیق سے و عَونہ اور اللہ کی مدد سے۔

درس 47 خاتمہ در فوائد متفرقہ خاتمہ ہے مختلف قسم کے فوائد کے بارے میں۔ کہ دانستن آن واجب ست، کہ اُن کا جاننا ضروری ہے۔ و آن سہ فصل ست: اور یہ تین فصلیں ہیں۔

فصل اول در توابع: پہلی فصل ہے توابع کے بیان میں۔ توابع جمع ہے تابع کی۔

ابھی تک ہم نے جتنے معمول پڑھے اُن میں عامل براہ راست عمل کرتا تھا۔ مثلا "زیدٌ قائمٌ" میں عامل معنوی "ابتدا" براہ راست عمل کر رہا ہے اور اُن کو رفع دے رہا ہے۔ اسی طرح "جاء زیدٌ" میں جاء نے براہ راست زیدٌ میں

عمل کیا اور اسکو رفع دیا۔ یا ضربتُ زیدًا میں ضربتُ فعل نے براہ راست زیدًا کو نصب دیا۔ اور مررتُ بزیدٍ میں "با" جارہ نے براہ زید میں عمل کیا اور اسکو جر دیا۔

تابع: جبکہ کچھ لفظ ایسے ہوتے ہیں کہ عامل اُس میں براہ راست عمل نہیں کرتا ، بلکہ وہ اپنے سے ما قبل کے تابع ہوتے ہیں۔ تابع کا معنیٰ ہے کسی کے پیچھے ہونا۔ وہ اُس کے پیچھے ہوتے ہیں۔ یعنی اگر ماقبل میں اُن پر رفع آ جائے تو ان پر بھی رفع آئیگا۔ اگر اُن پر نصب یا جر آئے تو اِس پر بھی نصب یا جر آئے گا۔

جیسا کہ جاء رجلٌ عالمٌ میں عالمٌ، رجل کی صفت ہے۔ اور رجل مرفوع ہے تو یہ صفت عالم بھی مرفوع ہے۔ اسی طرح "ضربتُ رجلا تاجرا" میں تاجرا، رجلا کی صفت ہے۔ رجلا منصوب ہے تو اسکی صفت بھی منصوب ہے۔ اور اسی طرح "مررتُ برجلٍ عالمٍ" میں یہ عالم صفت ہے رجل کی اور اعراب میں رجل کی تابع ہے۔

تو دیکھو یہ صفت اپنی موصوف کی تابع ہوتی ہے اعراب کے لحاظ سے۔ تابع صرف صفت نہیں بلکہ اسی طرح چار اور چیزیں ہیں جو اپنے ماقبل کے تابع ہوتی ہیں۔ جیسا کہ صفت، تاکید، بدل، معطوف بہ حرف، اور عطف بیان ہیں۔

جاء رجلٌ عالمٌ۔ میں یہ عالم تابع ہے اور رجل متبوع ہے۔ متبوع: جس کی اتباع کیا جائے۔

بدانکہ تو جان لے **تابع لفظی است** تابع ایسا لفظ ہے **کہ دُوُمِی از لفظ سابق باشد** کہ ماقبل والے لفظ سے یہ دوسرا ہو۔ دومی: دوسرا، دوسرا سے مراد دوسرے درجے والا ہے۔ جیسا کہ زیدٌ رجلٌ عالمٌ میں رجل پہلے درجے والا ہے اور عالم دوسرے درجے والا ہے۔ اسی طرح زیدٌ رجلٌ عالمٌ کریمٌ تاجرٌ میں رجلٌ پہلے درجے والا ہے۔ اور عالم، کریم، تاجرٌ یہ سب تابع ہیں رجلٌ کے اور یہ سب دوسرے درجے والے ہیں۔ **باعراب سابق** اُسی ما قبل کے اعراب کے ساتھ **ازیک جہت،** ایک ہی جہت سے، یعنی دوسرے درجے والا اور پہلے درجے والےمیں اعراب کا مقتضی ایک ہونا چاہیے۔

تابع کی تعریف: ہر وہ لفظ جو دوسرے درجے میں آئے۔ اور اُسی پر وہ اعراب ہو جو ماقبل میں ہو۔ اور دونوں میں اعراب کا مقتضی ایک ہی ہونا چاہیے۔

ازیک جہت کی وضاحت: جیسا کہ "جاء زیدٌ عالمٌ " میں زید میں فاعلیت نے رفع کا تقضی کیا۔ اور اسی فاعلیت نے عالمٌ کے اندر بھی رفع کا تقاضا کیا، کیونکہ یہ زیدکی صفت ہے۔ یعنی ایک ہی چیز نے تقاضا کیا کہ دونوں پر رفع پڑھو۔ پس دونوں کے اندر اعراب کا مقتضی ایک ہی چیز ہے۔

اسی طرح "ضربتُ رجلا تاجرا" میں مفعولیت نے رجلا میں نصب کا تقاضا کیا اور اسی مفعولیت نے تاجرا میں بھی نصب کا تقاضا کیا، کیونکہ یہ رجلا کی صفت ہے۔ بس دونوں میں نصب کا تقاضا کرنے والی ایک ہی چیز ہے۔ پس دونوں میں اعراب کا مقتضی ایک ہوا۔

پس اگر دونوں میں اعراب کا مقتضی ایک ہی چیز ہو تو یہ دوسرا تابع ہے اور پہلا متبوع ہے۔

ازیک جہت یعنی اعراب کا مقتضی ایک ہونا اس شرط کے ذریعے مفعول ثانی، مفعول ثالث اور خبر کو نکلا۔

مفعول ثانی کی مثال: جیسا کہ "اعطیتُ زیدًا درھمًا" میں درھما بھی منصوب ہے اور زیدًا بھی۔ درھما دوسرے درجے میں ہے۔ تو یہ گمان ہو سکتا تھا کہ درھما تابع ہے اور زیدا متبوع ہے۔ لیکن زیدا کے اندر نصب کا مقتضی مفعول اوّل ہونا ہے۔ اور درھما کے اندر نصب کا مقتضی مفعول ثانی ہونا ہے۔ پس دونوں کے اعراب کا مقتضی ایک نہ ہوا پس یہ آپس میں تابع اور متبوع نہیں۔ اسی لئے مصنف نے ازیک جہت کی قید لگائی۔

مفعول ثالث کی مثال: اخبرتُ عمرًا زیدًا فاضلا۔ یہاں عمرًا میں نصب کا تقاضا مفعول اول نے کیا، زیدًا میں نصب کا تقاضا مفعول ثانی نے کیا جبکہ فاضلا میں نصب کا تقاضا مفعول ثالث نے کیا۔ یہاں نصب کا مقتضی ایک نہیں پس یہ تابع کی تعریف سے نکل گئی۔

خبر کی مثال: زیدٌ قائمٌ ۔ یہاں خبر قائمٌ دوسرے درجے میں آئی، اور قائم پر بھی وہی اعراب ہے جو زید پر ہے۔ تو یہ بھی تابع کی تعریف میں داخل ہونے والی تھی۔ لیکن تابع کے تعریف میں "ازیک جہت" کی قید بڑھا کر یہ خبر تابع کی تعریف سے نکل گئی۔ یہاں زیدٌ میں بھی ابتدا نے رفع کا تقاضا کیا اور قائم میں بھی ابتدا نے رفع کا تقاضا کیا۔ لیکن زیدٌ میں مسند الیہ ہونے کی وجہ سے ابتدا نے رفع کا تقاضا کیا اور قائم میں مسند ہونے کو وجہ سے ابتدا نے رفع کا تقاضا کیا۔ تو دیکھو دونوں میں اعراب کا مقتضی ایک نہ رہا۔

و لفظ سابق را متبوع گویند اور لفظ سابق کو متبوع کہتے ہیں۔ صفت کو تابع اور موصوف کو متبوع کہیں گے۔ **و حکم تابع آنست** اور تابع کا حکم یہ ہے۔ **کہ ہمیشہ در اعراب موافق متبوع باشد** کہ ہمیشہ اعراب میں متبوع کا موافق ہوگا۔ **و تابع پنج نوع ست:** اور تابع پانچ قسم پر ہے۔

توابع کی پہلی قسم **صفت** ہے۔ صفت ایسا تابع ہے جو ایسی معنیٰ پر دلالت کرتی ہے جو اُس کے متبوع میں پایا جائے۔

دراصل صفت کے دو قسمیں ہیں۔ ایک کو کہتے ہے [1] صفت بحالہٖ ای بحال موصوف یعنی وہ صفت جو موصوف کی حالت بیان کریں۔

صفت بحالہٖ کی مثال: جاءنی رجلٌ عالمٌ۔ میرے پاس ایک عالم آدمی آیا۔ یہ عالم کی صفت متبوع یعنی رجل میں موجود ہے۔ اسکو صفت بحالہٖ کہتے ہیں۔ توکیب: جملہ فعلیہ خبریہ ہے۔

اور دوسرا [2] صفت بحال متعلقّہٖ ہے یعنی ایک ایسی صفت جو موصوف کے متعلق کی حالت کو بیان کریں۔

صفت بحال متعلقہٖ کی مثال: جاءنی رجلٌ عالمٌ ابوہُ۔ ترکیب: جاء فعل، نون وقایہ، یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ رجلٌ مرفوع لفظًا موصوف، عالمٌ مرفوع لفظًا صیغہ اسم فاعل ، ابو مرفوع لفظًا مضاف، ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، جو کہ لوٹ رہی ہے رجلٌ کو، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل ہوا صیغہ اسم فاعل کے لئے، صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت ہوا رجل موصوف کے لئے، موصوف اپنے صفت سے ملکر فاعل ہوا جاء فعل کے لئے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

یہاں یہ عالمٌ صفت رجلٌ میں نہیں بلکہ رجل کے متعلق ابوہُ میں پایا جاتا ہے۔ تو یہ صفت بحال متعلقہ ہوا۔

درس 48۔ درس 49 اول[1]: صفت، توابع کی پہلی قسم صفت ہے۔ **و اُو تابعے ست کہ دلالت کند بر معنی** اور وہ دلالت کرتا ہے ایسے معنیٰ پر **کہ در متبوع باشد** کہ متبوع میں ہوتا ہے۔ کہ صفت وہ تابع ہے جو دلالت کرے ایسے معنیٰ پر جو متبوع کے اندر پایا جائے۔ **چوں: جاءنی رجل عالم** جیسا کہ جاءنی رجلٌ عالمٌ۔ آیا میرے پاس ایسا آدمی جو کہ عالم ہے۔یا میرے پاس عالم آدمی آیا۔ یہ عالمٌ لفظًا اور معنًا دونوں صورتوں میں رجل کی صفت ہے۔ تو اس کو صفت بحالہٖ کہتے ہیں۔ **یا بر معنی کہ در متعلق متبوع باشد** یا ایسے معنیٰ پر دلالت کرے جو متبوع میں نہ ہو بلکہ متبوع کے متعلق میں ہو۔ **چوں: جاءنی رجلٌ حَسَنٌ غلامُہُ، یا ابوہُ ای جاءنی رجلٌ حسنٌ ابوہُ**

ترکیب۔ ترکیب: جاء فعل، نون وقایہ، یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ رجلٌ مرفوع لفظًا موصوف، حسنٌ مرفوع لفظًا صفت مشبہ ، غلامُ مرفوع لفظًا مضاف، ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، جو کہ لوٹ رہی ہے رجلٌ کو،

مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل ہوا صفت مشبہ کے لئے، صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت ہوا رجل موصوف کے لئے، موصوف اپنے صفت سے ملکر فاعل ہوا جاء فعل کے لئے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: آیا میرے پاس ایسا آدمی کہ اچھا ہے اُس کا غلام۔ حسنٌ لفظوں میں صفت رجل کی، لیکن معنیٰ کے اعتبار سے یہ غلامہُ کی صفت ہے، یعنی رجل کے متعلق کا صفت ہوا۔

جاءنی رجلٌ حسنٌ ابوہُ کی ترکیب۔ جاء فعل، نون وقایہ، یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ رجلٌ مرفوع لفظاً موصوف، حسنٌ مرفوع لفظاً صفت مشبہ ، ابو مرفوع لفظاً مضاف، ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ، جو کہ لوٹ رہی ہے رجلٌ کو، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل ہوا صفت مشبہ کے لئے، صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت ہوا رجل موصوف کے لئے، موصوف اپنے صفت سے ملکر فاعل ہوا جاء فعل کے لئے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: آیا میرے پاس ایسا آدمی کہ اچھا ہے اُس کا باپ۔ حسنٌ لفظوں میں صفت رجل کی، لیکن معنیٰ کے اعتبار سے یہ ابوہُ کی صفت ہے، یعنی رجل کے متعلق کا صفت ہوا۔

قسم اول پہلی قسم یعنی صفت بحالہٖ **در دَہ چیز موافق متبوع باشد** وہ دس چیزوں میں اپنے متبوع کے موافق ہوگی۔ یعنی تابع دس چیزوں میں اپنے متبوع کے موافق ہوگا۔ **در تعریف،و تنکیر** تعریف اور تنکیر میں، اگر متبوع معرفہ تو صفت بھی معرفہ اگر متبوع نکرہ تو صفت بھی نکرہ۔ **و تذکیر و تانیث** تذکیر و تانیث میں، اگر متبوع مذکر تو صفت بھی مذکر، اگر متبوع مؤنث تو صفت بھی مؤنث **و افراد و تثنیہ و جمع** مفرد، تثنیہ اور جمع میں۔ یعنی موصوف اگر مفرد تو صفت بھی مفرد، اگر موصوف تثنیہ تو صفت بھی تثنیہ اور اگر موصوف جمع ہو تو صفت بھی جمع **و رفع و نصب و جر ،** اور رفع، نصب اور جر میں بھی۔ اگر موصوف پر رفع تو صفت پر بھی رفع، اگر موصوف پر نصب تو صفت پر بھی نصب اور اگر موصوف مجرور تو صفت بھی مجرور ہوگا۔ **چوں: [1]عندی رجلٌ عالمٌ** میرے پاس ایک عالم آدمی ہے۔ عندی کا عامل ثابتٌ ہے، **و [2]رجلان عالمان**، ای عندی رجلان عالمان، عندی کا عامل ثابتانِ ہے۔ **و [3]رجالٌ عالمونَ**، ای عندی رجالٌ عالمونَ، میرے پاس کئی عالم مرد ہیں۔ عندی کا عامل ثابتونَ ہے۔ **و [4]اِمرأۃ عالمۃ**، ای عندی امرأۃٌ عالمۃٌ عندی کا عامل ثابتَۃٌ ہے۔ **و [5]اِمرأتان عالمتان،** ای عندی امرأتان عالمتان، عندی کا عامل ثابتتانِ ہے۔ **و [6]نسوۃٌ عالماتٌ**، ای عندی نِسوۃٌ عالماتٌ، عندی کا عامل ثابتاتٌ ہے۔اور اس میں ھنّ ضمیر ہے۔ ثابتاتٌ کی جگہ ثابتۃٌ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ نسوۃ جمع ہے اور جمع بتاویل جماعۃٌ واحد مؤنث کی حکم میں ہوتی ہے۔ اس لئے یہاں ہم عندی کا عامل ثابتۃ بھی بنا سکتے ہیں۔ کیونکہ عربی میں تین یا زیادہ افراد کو جماعۃ کہتے ہیں۔ اور یہ گول تا مؤنت کی علامت ہے۔

اور یہ چھ جملے ترکیب میں مبتدا خبر بن کر جملہ اسمیہ خبریہ بن جاتے ہیں۔

اما قسم دوم باقی قسم دوم یعنی صفت بحال متعلقہٖ جو ہے **موافق متبوع باشد در پنج چیز** وہ اپنے متبوع کے ساتھ پانچ چیزوں میں مطابق ہوگی: **تعریف و تنکیر، و رفع و نصب و جر** ،تعریف، تنکیر، رفع نصب اور جر میں۔ **چوں جاءنی رجلٌ عالمٌ ابوہ،** آیا میرے پاس ایسا آدمی جسکا باپ عالم ہے۔ یہاں عالم تابع ہے اور رجلٌ متبوع۔ رجل بھی نکرہ ہے اور عالم بھی نکرہ ہے۔ نیز رجل مرفوع ہے اور عالم بھی مرفوع۔

باقی پانچ چیزیں یعنی مفرد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں مطابقت ضروری نہیں۔

تفصیل: یہ صفت بحال متعلقہِ ہمیشہ مفرد رہے گی۔ جس طرح فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل کو ہمیشہ مفرد رکھتے ہیں۔اسی طرح جب فاعل اسم ظاہر تو صفت کے صیغے کو بھی ہمیشہ مفرد رکھتے ہیں۔ جیسا کہ ضربَ زیدٌ، ضرب الزیدانِ اور ضرب الزیدونَ، اسی طرح جاءنی رجلٌ عالمٌ ابوہُ، اور "جاءنی رجلانِ عالمٌ ابوھما" اور جاءنی رجالٌ عالمٌ ابوھم"۔ اسی وجہ سے صفت بحال متعلقہِ میں موصوف کا صفت کے ساتھ مفرد، تثنیہ اور جمع کے اندر کوئی مطابقت ضروری نہیں۔

نیز تذکیر اور تانیث میں بھی مطابقت ضروری نہیں۔ اگر فاعل مذکر اسم ظاہر ہے تو فعل مذکر لایا جائے گا۔ جیسا کہ ضربَ زیدٌ، ضرب الزیدانِ اور ضرب الزیدونَ، اور اگر فاعل مؤنث اسم ظاہر ہو تو پھر فعل مؤنث لایا جائے گا۔ جیسا کہ ضربت ھندٌ، ضربت الھندانِ، اور ضربت الھنداتُ۔

اسی طرح صفت کے صیغے کو مذکر لایا جائے گا اگر اسکا فاعل مذکر ہو۔ جیسا کہ جاءنی رجلٌ عالمٌ ابوہُ۔ اور "جاءنی رجلانِ عالمٌ ابوھما" اور جاءنی رجالٌ عالمٌ ابوھم"۔ اور صفت کے صیغے کو مؤنث لایا جائے گا اگر فاعل مؤنث ہو، جیسا کہ جاءنی رجلٌ عالمۃٌ اُمُّہُ۔اور جاءنی رجلان عالمۃٌ امھما اور جاءنی رجالٌ عالمۃ امھم ۔ پس تذکیر و تانیث اور مفرد، تثنیہ اور جمع کے اندر صفت بحال متعلقہ میں صفت کا موصوف کے ساتھ مطابقت ضروری نہیں۔

نوٹ: جملہ چار چیزوں سے جُڑتا ہے۔ جملہ کبھی خبر بن کر مبتدا سے جڑے گا، کبھی صفت بن کر موصوف سے جُڑے گا، کبھی حال بن کر ذوالحال اور کبھی صلہ بن کر موصول سے جڑے گا۔ یعنی جملہ کبھی خبر کی جگہ آئے گا، کبھی صفت کی جگہ، کبھی حال کی جگہ اور کبھی صلہ کی جگہ آئے گا۔ یاد رکھو شبہ جملہ بھی ان چار چیزوں سے جڑتا ہے۔ اور ظرف مستقر بھی اِن چار جگہوں میں آتا ہے۔ ظرف مستقر وہ ہے جسکا عامل مخذوف ہو۔ اور جس چیز کو بھی آپ جس چیز سے جڑنا چاہتے ہیں تو ربط ضروری ہے۔

جملہ جب صفت بنتا ہے تو یہ نکرہ کی صفت بنتا ہے معرفہ کی نہیں۔ معلوم ہوا جملہ نکرہ کی حکم میں ہے۔

بدانکہ نکرہ را بجملہ خبریہ صفت تَوان کرد تو جان لے کہ نکرہ کو جملہ خبریہ کے ساتھ موصوف کیا جا سکتا ہے۔

چوں: جاءنی رجلٌ ابوہُ عالمٌ، و در جملہ اور جملے میں ضمیری کوئی ضمیر عائد بنکرہ جو لوٹ رہی ہو نکرہ کی طرف لازم باشد لازم ہوگی۔ یعنی جب صفت جملہ ہو تو اس میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو کہ لوٹ رہی ہو موصوف نکرہ کی طرف۔

ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ، یا ضمیر منصوب محلاً اسکا فاعل، رجلٌ مرفوع لفظاً موصوف، ابو مرفوع لفظاً مضاف، ہا ضمیر مجرور محلاً مضافٌ الیہ،جو کہ لوٹ رہی ہے موصوف رجلٌ کو، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتدا، عالم صیغہ اسم فاعل اسکے اندر ھو ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل جو کہ لوٹ رہی مبتدا ابوہ کو، صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر یہ خبر ہوئی، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صفت، موصوف اپنے صفت سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: آیا میرے پاس ایسا آدمی کہ اُسکا باپ عالم ہے۔

نوٹ: اگر صفت کے صیغے کو متکلم کے ضمیر سے یا مخاطب کے ضمیر سے جوڑنا ہو تو اسکے اندر متکلم یا مخاطب کی ضمیر نکالو۔ جیسا کہ "انا قائمٌ" میں قائم کے اندر انا ضمیر نکالنا جبکہ ھو ضمیر نہیں۔ اور ترکیب میں "انا" مبتدا ہے اور قائمٌ خبر ہے۔ اسی طرح انت قائمٌ میں قائم کے اندر انت ضمیر نکالنا۔ یہ ربط کی دوسری صورت ہے۔

انتَ قائمٌ کی ترکیب: انتَ مرفوع محلاً مبتدا، قائمٌ مرفوع لفظًا صیغہ اسم فاعل اسکے اندر انتَ ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل اور یہ ربط آ گیا۔ صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (یہاں یہ نہیں کہنا کہ انتَ ضمیر لوٹ رہی ہے انتَ کو۔ کیونکہ متکلم اور مخاطب کی ضمیر کا مرجع تلاش نہیں کیا جاتا۔ جبکہ غائب کی ضمیر کا مرجع تلاش کرنا پڑتا ہے۔)

نوٹ: فعل کے آخر میں جب "الف" یا "واو" آ جائے تو یہ ضمیریں ہیں۔ جیسا کہ ضربا میں "الف" تثنیہ کی ضمیر ہے۔ اور ضربوا میں "واو" جمع مذکر کی ضمیر ہے۔ لیکن اگر صفت کے صیغوں میں "الف" یا "واو" آ جائے تو یہ تثنیہ یا جمع کی ضمیریں نہیں بلکہ صرف تثنیہ اور جمع کی علامتیں ہیں۔ جیسا کہ قائمانِ میں یہ "الف" تثنیہ کی ضمیر نہیں بلکہ صرف تثنیہ کی علامت ہے۔ اور قائمونَ میں یہ واو جمع کی علامت ہے جبکہ جمع کی ضمیر نہیں۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حالت رفعی میں قائمانِ اور حالت نصبی اور جرّی میں قائمینِ بن جاتا ہے۔ اگر یہ ضمیر ہوتی تو یہ کسی بھی حال میں تبدیل نہیں ہوتا کیونکہ ضمیر مبنی ہوتا ہے۔ اسی طرح قائمون حالت رفعی، نصبی میں قائمین بن جاتا ہے۔

تابع کی دوسری قسم تاکید ہے۔ تاکید کا معنیٰ ہے پکا کرنا یا پختہ کرنا۔ تاکید اُسے کہتے ہیں کہ ایک لفظ کے بعد دوسرا لفظ آ کر اُسے پکا کرتا ہے۔ اور یہ پکا کرنا یا پختہ کرنا کبھی نسبت میں ہوگا اور کبھی شُمول میں۔ پس تاکید ایسا تابع ہے جو اپنے متبوع کو پکا کرتا ہے **نسبت** میں یا **شُمول** میں۔

نسبت کی مثال: مثلا میں کہتا ہوں "جاءنی امیرُ المؤمنین" میرے پاس امیرالمؤمنین تشریف لائے۔ تو سننے والے کے ذہن میں وہم آ سکتا ہے کہ امیرالمؤمنین تو بہت مصروف آدمی ہے ہو سکتا ہے وہ خود نہیں آیا ہو اور اپنے کسی سیکرٹری وغیرہ کو بھیجا ہو یا سننے والے کے ذہن میں یہ آ سکتا ہے کہ ہو سکتا ہے امیر المؤمنین کا لفظ غلطی سے بولا ہو۔ تو اس وہم کو ختم کرنے کے لئے میں نے یوں کہا "جاءنی امیرالمؤمنین امیر المؤمنین"۔ یعنی دو دفعہ کہا۔ تو اس ثانی امیرالمؤمنین کہنے نے مجاز اور غلطی دونوں کے احتمال کو ختم کر دیا۔ اور اس ثانی امیرالمؤمنین کے لفظ نے آنے کی نسبت(جاء کی نسبت امیرالمؤمنین کی طرف) کو پکا کر دیا۔

شمول کی مثال: جاءنی القومُ : میرے پاس وہ لوگ آئے۔ مثلا وہ لوگ دس افراد تھے۔ تو حقیقی معنیٰ تو یہ ہے کہ دس کے دس افراد آئے۔ لیکن عموماً بول چال میں جب اکثر افراد آ جائے تو اُس کو کل کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔پس ایک وہم سننے والے کے ذہن میں آ سکتا ہے کہ دس کے دس افراد نہیں آئے بلکہ چھ یا سات آئیں ہیں۔ تو اس وہم کو دور کرنے کے لئے میں ایسا کہتا ہوں، "جاءنی القومُ کلُّھم"۔ تو یہاں کلُّھم تاکید نے شُمول کا فائدہ دیا کہ القوم یعنی مؤکد کا لفظ اپنے سارے افراد کو شامل ہے اکثر کو نہیں۔

اور اس میں تابع یعنی دوسرے لفظ کو تاکید کہتے ہیں اور متبوع یعنی پہلے لفظ کو مؤکَّد کہتے ہیں۔ اور دونوں کا اعراب ایک جیسا ہوتا ہے۔

درس 50۔ [2] دوم تاکید، توابع میں سے دوسرا تاکید ہے۔ و او تابعے ست اور تاکید وہ تابع ہے کہ حال متبوع را مقرر گرداند کہ متبوع کے حالت کو پکا کر دے در نسبت یا در شُمول: نسبت یا شُمول میں تا سامع را شک نَماند، یہاں تک کہ سننے والے کو شک نہیں رہتا۔

و تاکید بردو قسم است: اور تاکید دو قسم پر ہے۔ لفظی و معنوی، ایک تاکید لفظی ہے اور ایک تاکید معنوی۔ تاکید لفظی وہ ہے کہ وہی لفظ کو دوبارہ لے آئے۔ تاکید لفظی بتکرار لفظ است تاکید لفظی تَکرار لفظ

کے ساتھ ہے۔ تَکرار: ایک چیز کو دوبارہ لانا، چوں: زیدٌ زیدٌ قائمٌ، و ضربَ ضربَ زیدٌ، و اِنَّ اِنَّ زیدا قائم، تاکید اسم میں بھی آسکتا ہے، فعل میں بھی اور حرف میں بھی آ سکتا ہے۔ یہ دوسرا زید، دوسرا ضربَ اور دوسرا اِنّ یہ سب تاکید کے لئے آئے ہیں۔ اگرچہ ہماری بحث یہاں اسم کی چل رہی ہے۔ کیونکہ یہ توابع اسم کے اندر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ موصوف، صفت، مؤکد تاکید وغیرہ۔ لیکن تاکید فعل اور حرف میں بھی آتی ہے۔ تو یہاں فعل اور حرف کی مثالیں بھی دی۔

و تاکید معنوی ہشت لفظ ست: اور تاکید معنوی آٹھ لفظوں کے ساتھ ہوتی ہیں۔ نفسٌ و عَینٌ و کلا و کلتا و کُلٌّ و اَجْمعُ و اَکتعُ و اَبتعُ و اَبْصعُ۔ نوٹ: کلا مذکر کے لئے ہے اور کلتا مؤنث کے لئے۔ ان دونوں لفظوں کو ایک شمار کرو۔ تو پھر یہ نو کے بجائے آٹھ بن جائیں گے۔

یہ نفس اور عین مفرد، تثنیہ اور جمع تینوں کی تاکید کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ کلا اور کلتا صرف تثنیہ کی تاکید کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ کل، اجمع، اکتع، ابتع اور ابصع یہ جمع کی تاکید کے لئے بھی استعمال کر سکتے ہیں اور مفرد کی تاکید کے لئے بھی۔ جبکہ تثنیہ کی تاکید کے لئے استعمال نہیں کر سکتے۔

نفسٌ اور عینٌ کی مثالیں:

چوں: جاءنی زیدٌ نفسُہُ، آیا میرے پاس زید خود۔ یعنی زید خود میرے پاس آیا۔ ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلا مفعول بہ، زیدٌ مرفوع لفظاً مؤکد، نفسُ مرفوع لفظاً مضاف، ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ جوکہ راجع ہے زید کو، مضاف اپنے مضاف کے ساتھ ملکر تاکید، مؤکد تاکید ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اگر جاءنی زیدٌ زیدٌ آتا تو پھر بھی وہی معنیٰ ہوتا۔ کہ زید خود میرے پاس آیا۔

اسی طرح ضربتُ زیدًا نفسَہُ۔ نفس اس لئے منصوب ہے کیونکہ زید منصوب ہے۔

نفسٌ تثنیہ کی صورت میں۔ جاءنی الزیدانِ نفساھما۔ نفسٌ کی تثنیہ نفسانِ ہے۔ اور اضافت میں نون اعرابی گر گیا۔ لیکن عرب کے نزدیک یہ پسندیدہ نہیں کہ تثنیہ کی اضافت تثنیہ کی طرف کیا جائے، خصوصاً جب ایک ہی چیز مراد ہو۔ تو اس جیسے موقع پر وہ تثنیہ کی ضمیر برقرار رکھتے ہیں اور نفسٌ کی تثنیہ نفسانِ کے بجائے نفسٌ کی جمع اَنْفُسٌ کی اضافت ھما ضمیر کی طرف کرتے ہیں۔ تو یوں بن جاتا ہے۔ "جاءنی الزیدانِ اَنْفُسُھما"۔ اسی طرح قرآن مجید میں بھی "السارقُ والسارقۃُ فاقطعوا ایدیھما" آیا ہے۔ ید ہاتھ کو کہتے ہیں اور اسکا تثنیہ یدانِ ہے اور حالت نصبی میں یدینِ آتا ہے۔تو ہونا تو یوں چاہیے کہ "السارقُ والسارقۃُ فاقطعوا یدیھما"۔ اور ایدی ید کی جمع ہے۔ چونکہ تثنیہ کی اضافت تثنیہ کی طرف پسندیدہ نہیں لہٰذا "ایدیھما" آیا۔ پس جب تثنیہ کی اضافت تثنیہ کی طرف ہو تو وہ پہلے کو جمع سے بدل دیتے ہیں۔ بہرحال دونوں طرح ٹھیک ہیں۔

نفسٌ جمع کی صورت میں۔ جاءنی الزیدونَ انفُسُھم۔

اسی طرح عینٌ مفرد کی صورت: جاءنی زیدٌ عینُہُ، تثنیہ میں دو صورتیں جائز ہیں۔ جاءنی الزیدان عیناھما، جاءنی الزیدان اعینُھما، اور جمع کی صورت: جاءنی الزیدونَ اعیُنُھم۔

درس 51۔ و جاءنی الزیدانِ اَنفُسُھُمَا، یہاں پر نفساھما کو ذکر نہیں کیا۔ اگرچہ وہ بھی جائز ہے لیکن پسندیدہ نہیں۔ و جاءنی الزیدونَ انفُسُھُمْ، میرے پاس وہ سب زید خود آئیں۔ و عَیْنٌ را برین قیاس کن،اور عین کو بھی اسی پر قیاس کر لیجئے۔ مفرد کی صورت: جاءنی زیدٌ عینُہُ، تثنیہ میں دو صورتیں جائز ہیں۔ جاءنی الزیدان عیناھما، جاءنی الزیدان اعینُھما، اور جمع کی صورت: جاءنی الزیدونَ اعیُنُھم۔

و جاءنی الزیدانِ کلاھما میرے پاس وہ دو زید خود آئے۔ ترکیب۔ جاء فعل، نون وقایہ، یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، الزیدانِ مرفوع لفظًا مؤکد، کلا مرفوع لفظًا مضاف، ھما مجرور محلاً مضاف الیہ جو کہ الزیدان کو راجع، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر تاکید ہو، مؤکد تاکید ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ والھندان کلتاھما، ای جاءنی الھندان کلتا ھما۔ میرے پاس وہ دو ھند خود آئیں۔ و کلا و کلتا خاصند بمثنی، اور کلا اور کلتا خاص ہے تثنیہ کے ساتھ۔

کلُّ اور اجمعُ کی تفصیل: کلُّ اور اجمعُ کے ساتھ مفرد کی بھی تاکید لائی جا سکتی ہے اور جمع کی بھی تاکید لائی جا سکتی ہے۔ جبکہ یہ دونوں تثنیہ کی تاکید کے لئے استعمال نہیں ہوتے۔

کلّ کی تفصیل:: کلُّ صرف اُس مفرد کے لئے تاکید لایا جا سکتا ہے جسکے حقیقتا ٹکڑے کئے جا سکتے ہیں یا حکماً ٹکڑے کیا جاسکتے ہیں۔ یہاں اگر مؤکد مفرد مذکر ہو تو مفرد مذکر کی ضمیر کلّ کے لئے مضاف الیہ بنے گا۔ اور اگر مؤکد مفرد مؤنث ہو تو مفرد مؤنث کی ضمیر کلّ کے لئے مضاف الیہ بنے گا۔

حقیقتاً ٹکڑوں کی مثال جب مؤکد مفرد مذکر ہو۔" قرأتُ القرآنَ کلّهُ" میں نے پورا قرآن پڑھا۔ اور جب مؤکد مفرد مؤنث ہو۔ ۔ اکلتُ التُفاحۃَ کلَّھا۔ میں نے سیب کھایا سارے کا سارا۔

اور حُکما ٹکڑوں کی مثال جیسا کہ "اشتریتُ الغلامَ کلَّهُ"۔ میں نے پورے کا پورا غلام خرید لیا۔ غلام کے حکما ٹکڑے ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ دو یا تین آدمی ملکر غلام خرید لے۔ یا "اشتریتُ العبدَ کلَّهُ"۔ میں نے وہ غلام پورے کا پورا خرید لیا۔

اگر مؤکد جمع مذکر ہو تو جمع مذکر کی ضمیر کلّ کے لئے مضاف الیہ بنے گا۔ اور اگر مؤکد جمع مؤنث ہو تو جمع مؤنث کی ضمیر یا مفرد مؤنث کی ضمیر کلّ کے لئے مضاف الیہ بنے گا۔

جب مؤکد جمع مذکر ہو۔ جیسا کہ "جاءنی القومُ کلُّھم"۔ القوم جمع مذکر کے لئے ھم جمع مذکر کی ضمیر کل کے لئے مضاف الیہ بنا۔

جب مؤکد جمع مؤنث ہو۔ جاءنی الھنداتُ کلُّھن یا جاءنی الھنداتُ کلُّھا۔ ھنّ یہ جمع مؤنث کی ضمیر ہے ۔ اور "ہا" یہ مفرد مؤنث کی ضمیر ہے۔

اجمعُ کی تفصیل: اجمعُ کے ذریعے آپ مفرد کی تاکید بھی لاسکتے ہیں اور جمع کی بھی۔ مفرد مؤکد کے لئے مفرد صیغہ لاؤ اور جمع مؤکد کے لئے جمع صیغہ لاؤ۔ اگر وہ مؤکد مفرد مذکر ہے تو مذکر والا صیغہ لاؤ اور اگر وہ مؤکد مفرد مؤنث ہے تو مؤنث والا صیغہ لاؤ۔ اور اگر وہ مؤکد جمع مذکر ہے جمع مذکر وال صیغہ لاؤ اور اگر وہ مؤکد جمع مؤنث ہے تو جمع مؤنث والا صیغہ لاؤ۔

یعنی کلُّ میں ضمیر تبدیل ہوگا اگر مؤکد میں تبدیلی آ جائے اور اجمعُ میں صیغہ بدلے گا اگر مؤکد میں تبدیلی آ جائے۔ کیونکہ اجمع کے ساتھ ضمیر نہیں ہوتا۔ جبکہ کل کے ساتھ ضمیر ہوتا ہے۔

اجمعُ کی مؤنث جمعاءُ ہے۔(افعلُ صفتی کی مؤنث فعلاءُ ہے۔ نیز یہ غیر منصرف ہے کیونکہ الف تانیث آ گیا۔)

اسی طرح اکتعُ کی مؤنث کتعاءُ، ابتعُ کی مؤنث بتعاء اور ابصع کی مؤنث بصعاءُ۔

اجمعونَ،اکتعونَ،ابتعونَ، ابصعونَ کی جمع مؤنث بالترتیب جُمَعُ، کُتَعُ، بُتَعُ، اور بُصَعُ ہے۔

اجمعُ کے ذریعے بھی مفرد کی تاکید اُس وقت لائی جا سکتی ہے جب اُس مفرد کے ٹکڑے اور حصّے ہو سکے۔ چاہے وہ ٹکڑے حقیقتا ہو یعنی آنکھوں سے نظر آئے، چاہے حکماً ہو۔

و جاءنی القومُ کلُّھم اجمعون اکتعون ابتغون ابصعونَ

جاءنی القومُ کلُّھم آئے میرے پاس وہ لوگ سب کے سب۔ ترکیب۔ جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، القومُ مرفوع لفظًا مؤکد، کلُّ مرفوع لفظًا مضاف، ھم ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ جو لوٹ رہی ہے القوم کو، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر تاکید، مؤکد اپنے تاکید سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وضاحت: جاءنی القومُ کلّھم میں صرف کلّھم تاکیدہے۔ جاءنی القومُ اجمعونَ بھی ٹھیک ہے اور جاءنی القومُ کلُّھم اجمعونَ بھی ٹھیک ہے۔یعنی اجمعون کلُّھم کے ساتھ بھی لایا جا سکتا اور کلّھم کے بغیر بھی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ "فسجد الملائکۃ کلّھم اجمعون"۔

یہ اکتعون، ابتغون اور ابصعونَ یہ تینوں اُس وقت لا سکتے ہو جب اجمعونَ موجود ہو۔ اجمعون کے بغیر یہ تینوں نہیں لا سکتے۔ یہ تینوں تابع ہے اجمعُ کے استعمال میں۔ اگر اجمعُ نہیں لائے تو یہ بھی استعمال نہیں کر سکتے۔ اور پھر اِن تینوں کو اجمعُ کے بعد ذکر کرو، چاہے دو کو ذکر کرو، چاہے ایک کو ذکر کرو چاہے ایک کو بھی ذکر نہ کرو۔

بدانکہ اکتع و ابتعُ و ابصعُ اَتباعَنْد بہ "اجمع" تو جان لے کہ "اکتعُ، ابتعُ، ابصعُ یہ سب استعمال میں اجمعُ کے تابع ہیں۔ پس بدون اجمعُ، پس یہ بغیر اجمع کے و مقدم بر اجمعُ نبا شند، اور اجمعُ پر مقدم نہیں ہوں گے۔ یعنی یہ اکتع، ابتع اور ابصعُ یہ تینوں اجمع کے بغیر بھی استعمال نہیں ہوں گے اور اجمعُ پر مقدم بھی نہیں ہوں گے۔

تابع کی تیسری قسم بدل ہے۔ یاد رکھو بدل سے جو پہلے آئے اُسے مبدل منہُ کہتے ہیں۔ اور جو بعد میں آئے اُسے کہتے ہیں بدل۔ جیسا کہ جاءنی زیدٌ اخوک۔ یا جاءنی زیدٌ یا جاءنی اخوک ۔ یہ اخوکَ بدل ہے زیدٌ سے، اور زیدٌ مبدل منہ ہے۔

باقی توابع کے اندر یا تو متبوع مقصود ہوتا ہے یا تابع اور متبوع دونوں مقصود ہوتے ہیں۔ لیکن بدل اور مبدل منہ میں معاملہ برعکس ہے۔ مبدل منہ اور بدل میں اصل مقصود بدل ہوتا ہے۔ مبدل منہ کو ویسے تمہید یعنی آغاز کے طور ذکر کرتے ہیں۔

درس 52۔ سوم[3]: بدل، تیسرا تابع جو ہے وہ بدل ہے۔ و او تابعے ست اور بدل وہ تابع ہے کہ مقصود بہ نسبت او باشد،کہ نسبت کے ذریعے مقصود وہ ہوتا ہے۔ یعنی بدل مقصود ہوتا ہے اور مبدل منہ مقصود نہیں ہوتا۔ و بدل بر چہارم قسم ست: [1]بدل الکل و [2]بدل الاشتمال و [3]بدل الغلط و [4]بدل البعض، اور بدل چار قسم پر ہیں۔

بدل الکل: بدل الکل وہ ہے کہ مبدل منہ اور بدل کا مدلول ایک ہی چیز ہو۔ یعنی دونوں ایک ہی چیز پر دلالت کر رہے ہو۔ یعنی مبدل منہ سے جو ذات ذہن میں آئے وہی پوری ذات بدل سے بھی ذہن میں آئے۔ (دلالت: ایک چیز سے دوسرے چیز کا صورت ذہن میں آنا، جیسا کہ لفظ قلم سے قلم کی صورت ذہن میں آنا۔ تو لفظِ قلم ہوا دالٌ اور قلم کی صورت ہوا مدلول۔ اسی طرح دھواں دلالت کرتا ہے آگ پر۔ تو دھواں ہو دالٌ اور آگ ہوا مدلول۔)

جیسا کہ اگر میں کسی سے کہہ دوں کہ "جاءنی زیدٌ اخوک"۔ تو جب میں نے زید کہا تو سننے والے کے ذہن میں زید کی صورت آئی، اور جب میں نے اُسے کہا "اخوک" تو اُس سے بھی سننے والے کے ذہن میں زید کی صورت آئی۔ تو یہاں مبدل منہ "لفظ زید" اور بدل "اخوک" نے ایک ہی ذات پر دلالت کیا۔ یعنی زید ۔ تو اسکو کہتے ہیں بدل الکل۔

[1] بدل الکل آنست بدل الکل وہ ہے که مدلولش که اِس بدل کا جو مدلول ہے مدلول مبدل منه باشد، وہ مبدل منه کا بھی مدلول ہو۔ چوں: جاءنی زیدٌ اخوک، آیا میرے پاس زید یعنی آپکا بھائی۔

ترکیب۔ جاء فعل نون وقایه یا ضمیر منصوب محلاً مفعول به، زیدٌ مرفوع لفظًا مبدل منه، اخو مرفوع لفظًا مضاف، کاف ضمیر مجرور محلاً مضاف الیه، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر بدل، مبدل منه اپنے بدل سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔ میرے پاس آپکا بھائی زید آیا۔

بدل البعض: بدل البعض میں بدل پورے مبدل منه پر دلالت نہیں کرتا بلکه اُس کے جز پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی مبدل منه سے پوری چیز آپ کے ذہن میں آئے۔ اور بدل سے اُس چیز کا ایک جز آپکے ذہن میں آئے۔ یعنی یہاں پر بدل مبدل منه کے جز پر دلالت کرتا ہے۔

و [2] بدل البعض آنست بدل البعض وہ ہے که مدلولش جُزوِ مبدل منه باشد که بدل کا جو مدلول ہے، وہ مبدل منه کا جز ہوتا ہے۔ چوں: ضُرِبَ زیدٌ رأسُهُ، مارا گیا زید کو یعنی اُس کے سر کو۔ یہاں زیدٌ مبدل منه ہے۔ اس سے زید کی پوری ذات ذہن میں آتی ہے۔ اور بدل "راسُهُ" سے اُس کا ایک جُز سمجھ میں آتا ہے۔ یعنی زیدٌ کا مدلول اُسکی پوری ذات ہے۔ اور بدل کا مدلول صرف اُس کا ایک جز ہے جبکه کل نہیں۔

ترکیب۔ ضرب فعل مجہول، زیدٌ مرفوع لفظًا مبدل منه، رأسُ مرفوع لفظًا مضاف، ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیه، جو که لوٹ رہی ہے زید کو، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر بدل، مبدل منه اپنے بدل سے ملکر نائب الفاعل، فعل اپنے نائب الفاعل سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔

و [3] بدل الاشتمال آنست بدل الاشتمال وہ ہے که مدلولش متعلِّق بمبدل منه باشد که اُس کا جو مدلول ہے وہ مبدل منه کے مدلول سے متعلق ہو۔ چوں: سُلِبَ زیدٌ ثَوْبُهُ، چھینا گیا زید کو یعنی اُس کے کپڑے کو۔ یہاں مبدل منه زید ہے، اور بدل "ثوبُه" ہے۔ یه ثوب زید کا کل ہے نه جز۔ بلکه اِسکا زید سے تعلق ہے یعنی یه زید کا متعلق ہوا۔ ترکیب۔ سُلب فعل مجہول، زیدٌ مرفوع لفظًا مبدل منه، ثوبُ مرفوع لفظًا مضاف، ہا ضمیر مجرور محلاً مضاف الیه، جو که لوٹ رہی ہے زید کو، مضاف اپنے مضاف الیه سے ملکر بدل، مبدل منه اپنے بدل سے ملکر نائب الفاعل، فعل اپنے نائب الفاعل سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔

نوٹ: بدل البعض اور بدل الاشتمال میں ایک ضمیر ضرور ہونا چاہیے جو که مبدل منه کو لوٹے۔ جیسا که رأسُهُ میں ہا ضمیر تھا اور ثوبُهُ میں بھی ہا ضمیر لایا تھا۔ نیز یه ضمیر کبھی لفظوں میں ہوتی ہے اور کبھی مُقدّر ہوتی ہے۔ بعض علماء نے بدل الاشتمال کا تعریف یوں کیا ہے۔ "که مبدل منه وقوع فعل کا محل نہیں ہوتا"۔

بدل الغلط وہ ہے که جس میں مبدل منه غلطی سے آتا ہے اور پھر فورا بدل لا کر اُس غلطی کی اصلاح کی جاتی ہے۔ جیسا که مثلاً میں کہنا چاہتا ہوں "جاء زیدٌ" لیکن غلطی سے "جاء عمرٌو" منه سے نکلا تو پھر میں فورا عمرو کے بعد زید کا لفظ لا کر اسی غلطی کا اصلاح کر لیتا ہوں۔ اور یوں کہتا ہوں۔ "جاء عمروٌ زیدٌ"۔

و [4] بدل الغلط آنست اور بدل الغلط وہ ہے که بعد از غلط بالفظے دیگر یاد کنند که جو غلطی کے بعد دوسرے لفظ کے ساتھ ذکر کیا جائے۔ یاد: ذکر چوں: مررتُ برجلٍ حمارٍ، میں ایک آدمی پر گزرا گدھے پر

ترکیب۔ مررتُ فعل با فاعل تا ضمیر مرفوع محلاً اسکا فاعل، با جارہ، رجلٍ مجرور لفظاً مبدل منه، حمارٍ مجرور لفظًا بدل، مبدل منه اپنے بدل سے ملکر مجرور ہو با جارہ کے لئے، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے مررتُ فعل کے ساتھ، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جمله فعلیه خبریه ہوا۔

جاءنی زیدٌ اخوہُ یہ بدل الغلط ہے۔ اخوہُ میں ہا ضمیر زید کی طرف راجع ہے۔ اخوہُ یعنی زید کا بھائی۔ تو میں کہنا چاہتا تھا "جاءنی اخوہُ" اور غلطی سے جاءنی زیدٌ منہ سے نکلا۔ پھر فورا اصلاح کے لئے "جاءنی زیدٌ اخوہُ" کہا۔

یہاں ایک شبہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ بدل الاشتمال ہو۔ کیونکہ زید کے بھائے کا زید کے ساتھ تعلق ہے۔ لیکن مبدل منہ فعل "جاء" کو قبول کر رہا ہے۔ اور بدل الاشتمال میں یہ ہے مبدل منہ وقوع فعل کا محل نہیں ہوتا۔

نوٹ: مبدل منہ معرفہ بھی ہو سکتا ہے اور نکرہ بھی۔ اسی طرح بدل بھی معرفہ اور نکرہ ہو سکتا ہے۔ تو کل یہاں چار صورتیں بنتی ہیں۔ یعنی 1۔ مبدل منہ معرفہ اور بدل بھی معرفہ، 2۔ مبدل منہ معرفہ اور بدل نکرہ 3۔ مبدل منہ نکرہ اور بدل معرفہ، 4۔ مبدل منہ نکرہ اور بدل بھی نکرہ۔

اور مصنفؒ نے بتایا تھا کہ اس میں مقصود بدل ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ بدل مبدل منہ سے اعلیٰ ہونا چاہیے۔ اگر اعلیٰ نہیں ہے تو کم از کم برابر ہونا چاہیے۔ پس اگر مبدل منہ نکرہ ہے تو بدل معرفہ لے آؤ۔ اب دیکھو بدل اعلیٰ ہے۔ یا اگر معرفہ نہیں لا سکتے تو نکرہ لے آؤ۔ پس مبدل منہ بھی نکرہ اور بدل بھی نکرہ۔ اب بدل معرفہ سے اعلیٰ تو نہیں لیکن برابر ہے۔ تیسری صورت یہ کہ مبدل منہ معرفہ ہو تو بدل کو بھی معرفہ لاؤ۔ اب بھی دونوں برابر ہے۔

اور اگر مبدل منہ معرفہ لایا اور بدل نکرہ۔ چونکہ بدل مقصود ہے اور یہ مبدل منہ سے ادنی ہوا۔ تو اس صورت میں بدل کی صفت لانا ضروری ہے۔ کیونکہ جب صفت لایا جائے تو اس میں تخصیص پیدا ہو جائے گی۔ اور تخصیص سے کوئی چیز معرفہ تو نہیں بنتی لیکن معرفہ کے قریب ہو جاتی ہے۔ اور جو چیز جس کے قریب ہو اُس کا بھی وہی حکم ہوتا ہے۔ پس تخصیص سے یہ بدل معرفہ تو نہیں بنا لیکن معرفہ کے قریب ہوا۔ اور معرفہ کے حکم میں داخل ہوا۔ لہٰذا اب اس کا بدل بننا ٹھیک ہوا۔

تخصیص کی وضاحت: تخصیص کا معنیٰ ہے باقی احتمالات کو ختم کرنا یا کم کرنا۔ مثلاً اس وقت دنیا میں ایک کروڑ غلام ہیں۔ اور غلام کا لفظ ہر غلام پر بولا جاتا ہے۔ اور ان میں دس لاکھ مؤمن غلام ہیں۔ اب میں غلام کا صفت لانا چاہتا ہوں جیسا کہ "غلامٌ مؤمنٌ" تو اس میں تخصیص پیدا ہوئی۔ اب یہ معرفہ تو نہیں ہوا لیکن معرفہ کے قریب آیا۔ اور "قریبُ الی الشئ فی حکم الشئ" ہوتا ہے۔ لہٰذا اب غلامٌ مؤمنٌ معرفہ تو نہیں بنا لیکن معرفہ کا حکم اسے دیا۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ لَنَسفعاً بالنّاصیۃ۔ ناصیۃٍ کاذبۃٍ (سورۃ العلق: آیت 15، 16)۔ یہاں الناصیۃ مبدل منہ معرفہ ہے۔کیونکہ اس پر الف لام داخل ہے۔ آگے اسکا بدل ناصیۃ نکرہ آیا۔ تو یہ مبدل منہ سے ادنیٰ ہوا۔ لہٰذا آگے اس کی صفت کاذبۃ لائی گئی۔ جس سے یہ معرفہ نہیں بنا۔ لیکن اس میں تخصیص پیدا ہوئی۔ جسکی وجہ سے اسکا بدل ہونا ٹھیک ہوا۔

نوٹ: یہ بدل تَکرار عامل کے درجے میں ہوتا ہے۔ کہ گویا عامل اس پر دوبارہ داخل ہوتا ہے۔ جیسا کہ " جاءنی زیدٌ اخوک" ایسا ہے کہ "جاءنی زیدٌ جاءنی اخوک"۔ اور "سلب زیدٌ ثوبہ" سلب زیدٌ سلب ثوبہ کے درجے میں ہے۔ اور ضرب زیدٌ رأسہ "ضرب زید ضرب رأسُہ" کے حکم میں ہے۔ اور مررت برجلٍ حمارٍ "مررتُ برجلٍ مررت بحمارٍ" کے درجے میں ہے۔

درس 53۔ [4]چہارُم: عطف بحرف،توابع کی چوتھی قسم عطف بحرف ہے۔ یہ عطف بمعنیٰ معطوف ہے ۔ یعنی حرف کے ذریعے جو معطوف ہو۔ اور اس میں حرف عطف سے جو پہلے ہو اُسے معطوفٌ علیہ کہتے ہیں اور جو حرف عطف کے بعد آئے تو اُسے معطوف کہتے ہیں۔ معطوفٌ علیہ کا ترجمہ: عطف کیا گیا ہے اس پر۔ معطوف جو بعد میں

آیا ہے اِسکا بھی وہی حکم ہے جو معطوفٌ علیہ کا ہے۔ اگر معطوفٌ علیہ فاعل ہے تو معطوف بھی فاعل کے درجے میں ہے۔ اور اگر معطوفٌ علیہ مفعول ہے تو معطوف بھی معطوف کے درجے میں ہوتا ہے۔ و او تابعیست اور معطوف وہ تابع ہے کہ مقصود باشد بہ نسبت کہ جو مقصود ہوتا ہے نسبت کے ذریعے با متبوعش اپنے متبوع سمیت۔ یعنی معطوفٌ علیہ سمیت۔ یعنی معطوف اور معطوف علیہ دونوں مقصود ہوتے ہیں۔ بعدَ از حرف عطف حرفِ عطف کے بعد چوں: جاءنی زیدٌ و عمرٌو، آیا میرے پاس زید اور عمرو۔ ترکیب۔ جاء فعل ، نون وقایہ، یا ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ، زیدٌ مرفوع لفظًا معطوفٌ علیہ واو حرف عطف، عمرٌو مرفوع لفظًا معطوف، معطوفٌ علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یہاں دونوں مقصود بالنسبت ہے۔ یعنی آنے کی نسبت جس طرح زید کی طرف ہے اِسی طرح عمرو کی طرف بھی ہے۔ یاد رکھئے بدل میں تابع مقصود ہوتا ہے اور باقیوں میں متبوع مقصود ہوتا ہے ۔ لیکن عطف بہ حرف میں تابع اور متبوع دونوں مقصود ہوتے ہیں۔

و حروف عطف دہ است اور حروف عطف دس ہیں۔ در فصل سِوُم یاد کُنَیم ان شاء اللہ تعالیٰ، تیسری فصل میں ہم انکو ذکر کرینگے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ و اُو را عطف نسَق نیز گویند، اور اِسکو عطف نَسَقْ بھی کہتے ہیں۔ نیز: بھی، نسْقٌ یا نَسَقٌ کا معنیٰ ہے ترتیب دینا۔ چونکہ بعض جگہ یہ حروف عطف ترتیب کا فائدہ دیتے ہیں اس لئے اس کو حروف نسق بھی کہتے ہیں۔ جیسا کہ جاءنی زیدٌ فعمرٌو ثمّ بکرٌ۔ آیا میرے پاس زید پھر عمرو پھر بکر، تو یہاں ترتیب کا فائدہ دیا۔ اگر جاءنی زیدٌ و عمروٌ و بکرٌ یہاں واو ترتیب کا فائدہ نہیں دیتا۔

عطف بیان۔ مثلا "جاءنی زیدٌ ابو عمروٍ " زید جو پہلے آیا جو کہ متبوع ہے اس کو کہتے ہیں معطوفٌ علیہ مُبَیَّن اور ابو عمروٍ جو کہ تابع ہے اسکو کو عطفِ بیان کہتے ہیں۔ اور مُبَیَّن کا مطلب ہے کہ آگے اُس کا بیان آ رہا ہے۔ یعنی وضاحت آ رہی ہے۔ یہاں درمیان میں حرف عطف نہیں۔ یہاں بھی متبوع مقصود ہوتا ہے۔ اور تابع کو وضاحت کے لئے لایا جاتا ہے۔

[5] پنجم: عطف بیان، پانچواں تابع عطف بیان ہے۔ و اُو تابعے ست اور عطف بیان وہ تابع ہے غیر صفت جو صفت کے علاوہ ہو۔ کہ متبوع را روشن گرداند کہ متبوع کو روشن کر دے۔ یعنی متبوع کو واضح کر دے۔

چوں: اقسمَ باللہ ابو حفصٍ عُمَرُ قسم اٹھا لی اللہ کی ابو حفصِ عمر نے ۔وقتیکہ بَعَلَم مشہور تر باشد، جس وقت کہ عَلَم سے زیادہ مشہور ہو۔ یعنی عَلَم اُس وقت عطف بیان بنایا جائے گا جب کنیت زیادہ مشہور نہ ہو اور وہ شخصیت عَلَم سے زیادہ مشہور ہو۔

ترکیب۔ اقسمَ فعل، با جارہ، لفظ اللہ مجرور لفظًا، جار مجرور متعلق ہوئے اقسم سے ، ابو مرفوع لفظًا مضاف، حفصٍ مجرور لفظًا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف علیہ مبین، عمرُ مرفوع لفظًا عطف بیان، معطوف علیہ مبین، اپنے عطف بیان سے ملکر فاعل،اقسمَ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ابو حفص یہ کنیت ہے حضرت عمر فاروقؓ کی۔ لیکن یہ کنیت زیادہ مشہور نہیں۔ اس لئے آگے عمرؓ کا نام لایا تاکہ ابو حفص کی وضاحت ہو سکے۔ تو اس میں ابو حفص معطوفٌ علیہ ہے۔ اور عمر عطف بیان ہے۔

ان دونوں میں مقصود ابو حفص ہے، کیونکہ یہ متبوع ہے۔

(ایک دیہاتی نے حضرت عمرؓ سے سامان اٹھانے اور خود اُس پر سوار ہونے کے لئے اونٹ یا اونٹنی مانگی۔ اور اُس کے پاس جو اپنی اونٹنی تھی وہ زخمی تھی۔ تو حضرت عمرؓ نے قسم اُٹھائی اور کہا کہ تو جھوٹ بول رہا ہے۔ واپسی میں وہ دیہاتی اشعار پڑھ رہا تھا اور اُس میں کہا "اقسم باللہ ابو حفص عمر۔" خلاصہ یہ کہ اے اللہ اگر اُس نے جھوٹی قسم کھالی ہے تو اُسے معاف فرما دیں۔ بعد میں حضرت عمرؓ نے اُسے دوسری اونٹنی دے دی۔

و جاءنی زیدٌ ابو عمرو آیا میرے پاس زید ابو عمرو۔ وقتیکہ بکنیت مشہور تر باشد جس وقت کہ وہ کنیت سے زیادہ مشہور ہو۔ یعنی اگر کنیت زیادہ مشہور ہو تو پھر اسکو عطف بیان بناؤ۔ پس نام اور کنیت میں جو زیادہ مشہور ہو تو اُسکو عطف بیان بنتے ہیں۔

نوٹ: پہلی مثال میں عمر یہ ابو حفص کی صفت نہیں۔ کیونکہ صفت ایسے معنیٰ پر دلالت کرتا ہے کہ موصوف میں پایا جائے۔ تو عمر ایسی معنیٰ پر دلالت نہیں کرتا کہ ابو حفص میں موجود ہو۔ اسی طرح ابو عمرو یہ زید کی صفت نہیں۔

نوٹ: مصنفؒ کی تقریر سے معلوم ہوا کہ عطف بیان زیادہ مشہور ہونا چاہیے بنسبت معطوفٌ علیہ کے۔ تا کہ یہ عطف بیان معطوفٌ علیہ کی وضاحت کرے۔ جبکہ بعض نحوی حضراتؒ فرماتے ہیں کہ عطف بیان کا زیادہ مشہور ہونا ضروری نہیں۔اگر عطف بیان معطوف علیہ کے برابر ہو یا اُس سے ادنیٰ ہو پھر بھی ٹھیک ہے اس شرط کے ساتھ جب یہ دونوں مل جائے تو وضاحت حاصل ہو۔

مثال کے طور پر آپکے تین دوست ہیں۔ جس میں دو کے نام زید ہیں، اور ایک کا نام عبد الرحمان ہے۔ جبکہ ان میں ایک زید کی کنیت ابو عمرو ہے۔ نیز عبد الرحمان کی کنیت بھی ابو عمرو ہے۔ اب میں آپ سے کہتا ہوں، " جاءنی زیدٌ" تو آپ کو کچھ پتہ نہ چلا کہ کونسا زید مراد ہے۔ اور اگر یوں کہوں کہ "جاءنی ابو عمروٍ" تو پھر بھی آپ کو پتہ نہیں چلتا کہ زید مراد ہے یا عبد الرحمان۔ اور اگر میں یوں کہوں کہ "جاءنی زیدٌ ابو عمروٍ"۔ تو پھر وضاحت ہو جائے گا کہ کونسا زید مراد ہے۔ پس معطوفٌ علیہ اور عطف بیان جب دونوں ملکر وضاحت کرے پھر بھی ٹھیک ہے۔

نوٹ:مصنفؒ نے تعریف کے اندر یہ شرط لگائی کہ عطف بیان ایسا تابع ہے کہ اپنے متبوع کی وضاحت کرے لیکن صفت کے علاوہ ہو۔ اس کا وجہ یہ ہے کہ صفت بھی اپنے متبوع کی وضاحت کرتی ہے۔ اگر یہ شرط نہ لگاتے تو پھر عطف بیان اور صفت میں فرق نہیں کیا جاتا تھا۔

نیز صفت ایسے معنیٰ پر دلالت کرتا ہے کہ متبوع کے اندر پایا جائے یا متبوع کے متعلق میں پایا جائے اور عطف بیان ایسے معنیٰ پر دلالت نہیں کرتا۔ اور صفت معرفہ کے لئے بھی آتا ہے اور نکرہ کے لئے بھی۔

معرفہ کے اندر صفت توضیح(وضاحت) کا فائدہ دیتا ہے۔ اور تمام دوسرے احتمالات کو ختم کر دیتا ہے۔ مثلاً زید میں تاجر ہونے کا اور تاجر نہ ہونے کا دونوں کا احتمال ہیں۔ پھر صفت التاجر نے آ کر دوسرے احتمال کو ختم کر دیا۔ جیسا کہ "جاءنی زیدٌ التاجرُ"۔

نکرہ کے اندر صفت تخصیص کے لئے لائی جاتی ہے۔ جیسا کہ "جاءنی غلامٌ مؤمنٌ"۔ اور یہ صفت احتمالات کو کم کر دیتی ہیں۔

پس اس لئے مصنفؒ نے عطف بیان کی تعریف سے صفت نکال دیا۔ کیونکہ معرفہ کے اندر صفت بھی اپنے متبوع کی وضاحت کرتا ہے۔

یاد رکھو کہ بڑے بڑے نحوی علماء فرماتے ہیں کہ ہماری ساری عمر گزر گئی لیکن ہمیں عطف بیان اور بدل میں فرق کا پتہ نہیں چلا۔ اور ہم نے عطف بیان کے جس مثال پر بھی غور کیا وہ ہمیں بدل الکل لگا۔

درس 54۔ دوسرا فصل

در بیان منصرف و غیر منصرف، دوسری فصل ہے منصرف اور غیر منصرف کے بیان میں۔

منصرف: منصرف آنست کہ ہیچ سبب از اسباب منع صرف درو نبا شد، منصرف وہ ہے کہ منع صرف کے اسباب میں سے کوئی سبب اُس کے اندر نہ ہو۔ یہاں پر "ہیچ" کا لفظ کتابت کی غلطی ہے۔ کیونکہ منصرف وہ ہے کہ جس میں اسباب منع صرف کے دو سبب موجود نہ ہو۔ اگر ایک سبب موجود ہو تو وہ بھی منصرف ہے۔ تو ہیچ کے جگہ دو لگانا چاہیے۔ تو تعریف یوں بن جائے گا۔

منصرف: منصرف آنست کہ دو سبب از اسباب منع صرف درو نبا شد: کہ منصرف وہ ہے کہ جس کے اندر اسباب منع صرف کے دو سبب نہ ہو۔

و غیر منصرف آنَست اور غیر منصرف وہ ہے کہ دو سبب از اسباب منع صرف درو باشد، کہ منع صرف کے اسباب میں سے دو سبب اُس میں ہوں۔

و اسباب منع صرف نُہ است: اور اسباب منع صرف نو ہیں۔ عدل و وصف و تانیث و معرفہ(علم) و عُجْمہ و جمع(جمع منتہی الجموع مراد ہے۔اور یہ وہ جمع ہے کہ الف جمع کے بعد دو حروف، یا تین حروف یا ایک مشدد حرف آئے۔ جیسا کہ مسجد سے مساجد، مصباح سے مصابیح، دابّۃٌ سے دوابُّ۔ اور یہ الف جمع دو سببوں کے قائم مقام ہیں۔) و ترکیب(مرکب منع صرف جیسا کہ بعلَبکَّ) و [8]وزن فعل و [9]الف و نون مَزِیدَ تان،

[1] عدل: لفظ کو ایک صورت سے دوسرے صورت کی طرف پھیرنا یا بدلنا۔ اور اس میں کوئی ضابطہ یا قانون نہیں ہوتا۔ یعنی خلاف قانون ایک لفظ کو دوسرے لفظ کی طرف بدل دیا جاتا ہے۔ اور یہ بدلنا دو طرح کے ہیں۔ ایک کو عدل تحقیقی کہتے ہیں اور ایک کو عدل تقدیری۔ عدل تحقیقی وہ ہے کہ ایک لفظ کو دوسرے لفظ کی طرف پھیرا گیا ہے اور ہمارے پاس دلیل بھی موجود ہے۔ اور عدل تقدیری وہ ہے کہ جس میں عدل کو مان لیا گیا اور ہمارے پاس دلیل کوئی نہیں موجود۔ جیسا کہ عمر میں عدلِ تقدیری ہے۔ اور اصل میں عامرٌ تھا۔

ثُلاثُ اور مَثْلثُ یہ ثَلاثَۃ سے بنے ہیں اور ان دونوں کا معنیٰ ہے تین تین۔ حالانکہ ایک لفظ کا ایک معنیٰ ہوتا ہے۔ جیسا کہ ثلاثۃ تین کو اور اربعۃ چار کو کہتے ہیں۔ تو یہ دلیل ہے کہ یہاں پہلے دو لفظ تھے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ ثُلاثُ پہلے ثلاثۃٌ ثلاثۃٌ تھا۔ پھر اس ثلاثۃ ثلاثۃ کو ایک نئی صورت دے دی گئی اور بولا ثلاثُ اور مثلثُ۔

نوٹ: ثُلاثُ، رُباعُ، خُماسُ، سُداسُ، سُباعُ، ثُمانُ، ۔۔۔

وصف: صفت کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ احمر۔

چنانچہ در عُمَرُ عَدَلَست و علم، عمر میں ایک سبب عدل ہے اور دوسرا علم ہے۔ و در ثُلثُ و مَثْلَثُ صفت است و عدل، ثلثُ اور مثلثٌ میں ایک صفت ہے اور ایک عدل تحقیقی ہے۔ تقسیم کے دوران ثلث اور مثلث استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ کوئی کہہ دیں بچوں میں تین تین روپے تقسیم کرو۔ یہ ثُلث اور مثلث صفت بنتے ہیں۔ و در طلحۃُ تانیث ست و علم اور طلحۃ میں تانیث اور علم ہیں۔ و در زینبُ تانیث معنوی است و علم،اور زینب میں تانیث معنوی اور علم ہیں۔ تانیث معنوی وہ ہے کہ لفظوں میں تانیث کی کوئی علامت نہ ہو۔ لیکن نام مؤنث کا

ہو۔ و در حُبلیٰ تانیث ست بالف مقصورہ، اور حبلیٰ میں تانیث ہے الف مقصورہ کے ساتھ۔ اور الف مقصورۃ یہ اکیلا سبب دو سبب کے قائم مقام ہوتا ہے۔ و در حمراءُ تانیث است بالف ممدودہ اور حمرآء میں تانیث ہے الف ممدودہ کے ساتھ۔ اور یہ اکیلا سبب بھی دو سببوں کے قائم مقام ہیں۔ و این مؤنث بجائے دو سبب ست، اور یہ مؤنث دو سبب کی جگہ پر ہے۔ و در ابراہیمُ عجمہ است و علم، اور ابراھیم کے اندر عُجمہ اور علم ہیں۔ و در مساجدُ و مصابیح جمع منتہی الجموع بجائے دو سبب ست، اور مساجدُ اور مصابیحُ میں جمع منتہی الجموع یہ دو سببوں کی جگہ پر ہیں۔ و در بعلبک ترکیب ست و علم، اور بعلَبکّ میں ترکیب اور علم ہے۔ و در احمدُ وزن فعل ست و علم، اور احمدُ میں وزن فعل(اکرم، اکرمَ میں آخری حرف پر زبر ہے۔ لیکن آخری حرف کا اعتبار نہیں۔ عموما آخری حرف پر لوگ وقف کرتے ہیں۔) اور علم ہے۔ و در سَکرانُ الف و نون زائد تان ست و وصف، اور سکرانُ میں الف اور نون زائد ہیں۔ اور دوسرا سبب اس میں وصف ہے۔ سَکران: وہ سخص کہ نشے میں ہوں، یعنی مدہوش۔ ودر عثمانُ الف و نون زائدتان است و علم، اور عثمان میں الف اور نون زائد بھی ہیں اور علم بھی ہے۔

نوٹ: یہ علم اور وصف ایک لفظ میں جمع نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ علم کسی معیَّن ذات پر دلالت کرتا ہے،جیسا کہ زید۔ اور وصف غیر معین ذات پر دلالت کرتا ہے،جیسا کہ العالم۔

و تحقیق غیر منصرف از کتب دیگر معلوم شود۔ اور غیر منصرف کی مزید تفصیل دوسری کتابوں سے معلوم ہو جائے گی۔

درس 55۔ فصل سِوُم

در حروف غیر عاملہ و آن شانزدہ قسم ست: تیسری فصل اُن حروف کے بیان میں جو عمل نہیں کرتے۔ اور وہ سولہ قسم پر ہے۔

اول[1]: حروف تنبیہ، حروف غیر عاملہ کی پہلی قسم حروف تنبیہ ہے۔ اور یہ حروف مخاطَب کو بیدار کرنے کے لئے آتے ہیں۔ و آن سہ است: اور حروف تنبیہ تین ہیں۔ اَلا و اَمَا و ھَا، اور موقع کے مطابق اسکا ترجمہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ نرمی کے موقع پر الا زیدٌ قائمٌ : سُنو! زید کھڑا ہے۔ اور سختی کے موقع پر"الا زیدٌ قائمٌ" خبردار! زید کھڑا ہے۔ اَمَا بھی "الا" کی طرح ہے۔ اور "ھَا " یہ عموماً اسمائے اشارات کے شروع میں آتا ہے۔ جیسا کہ "ھٰذا"۔

دُوُم[2]: حروف ایجاب، حروف غیر عاملہ کی دوسری قسم حروف ایجاب ہے۔ وہ حروف جو جواب دینے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ و آن شش ست: اور یہ چھ ہیں۔ نعم و بلیٰ و اَجل و اِی و جَیرِ و اِنَّ، جَیرِ اور جَیرَ دونوں طرح جائز ہیں۔ یہ پانچ یعنی نعم، اجل، اِی، جیرَ اور انّ کی معنیٰ "ہاں" ہے۔ اور بلیٰ کا معنیٰ "کیوں نہیں" ہے۔ جیسا کوئی آپ سے پوچھے۔ ھل زیدٌ قائمٌ۔ اور آپ کہہ دیں "نعم"۔ یا آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ "اجل"۔ اور آپ "اِی" بھی کہہ سکتے ہیں لیکن "اِی" کے ساتھ قسم ملانا ضروری ہے۔ یعنی "ای واللّٰہِ"۔ اور "جیر" اور "اِنّ" کے ساتھ عموما جملہ جوڑتے ہیں۔ جیسا کہ "ھل زید قائم" کی جواب میں " اِنَّ زیدٌ قائمٌ" یعنی ہاں زید کھڑا ہے۔ اور اگر آپ انّ پر وقف کرنا چاہتے ہیں تو پھر اِنّ کے ساتھ "ہا" کو جوڑ دیں گے۔ جیسا کہ "اِنَّــہْ"۔

بلیٰ کامعنی ہے کیوں نہیں۔ اور یہ نفی کے جواب میں آئے گا۔ یعنی جب سوال میں نفی ہو۔ تو یہ اس نفی کو ختم کریگا اور سوال کو اثبات کے ساتھ ثابت کریگا۔ مثلاً قرآن میں اللہ فرماتے ہیں۔ "الستُ بربِّکُم" کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔ تو سب نے جواب میں کہا "قالوا بلیٰ"۔ کیوں نہیں۔ یعنی آپ ہمارے رب ہے۔

[3] سوم: حروف تفسیر، حروف غیر عاملہ میں تیسری قسم حروف تفسیر ہے۔ و آن دو است: اَیْ و اَنْ، اور حروف تفسیر دو ہیں "اَی اور انْ"۔ اِن کے ذریعے کسی مشکل چیز ہو یا مبہم بات ہو اُس کی تفسیر کی جاتی ہے۔ مثلاً آپ کسی سے کہتے ہیں کہ "ھٰذا غضَنْفرٌ" اب اُس کو غضنفر کا معنیٰ معلوم نہیں تو آپ کہتے ہیں "اَیْ اسدٌ"۔ اس اَیْ نے غضنفر کا معنیٰ بتا دیا کہ اِس کا معنیٰ شیر ہے۔

اور اَن کے ذریعے بھی تفسیر کیا جاتا ہے۔ لیکن اَن کے ذریعے قول یعنی بات کی تفسیر کی جاتی ہے۔

کقولہ تعالیٰ: جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ " و نادیناہُ اَنْ یا ابراھیمُ" (الصافات 104) ہم نے اُن کو آواز دی یعنی اے ابراھیم۔

[4] چہارم: حروف مصدریہ، حروف غیر عاملہ کی چوتھی قسم حروف مصدریہ ہے۔ و آن سہ است: اور وہ تین ہیں۔ مَا و اَنْ، اَنَّ، ما، اَنْ اور اَنَّ۔ یہ "ما اور اَنْ" فعل پر داخل ہوتے ہیں اور اسکو مصدر کے معنیٰ میں کرتے ہیں۔ اور یہ "اَنْ" فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔ اور اَنّ حروف مشبہ بالفعل والا ہے۔اِنَّ جملے میں تاکید پیدا کرتا ہے۔ اور جملہ، جملہ رہتا ہے، جبکہ اَنّ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اُس کو مصدر بنا کر مفرد کر دیتا ہے۔ ما و اَنْ در فعل روند: "ما" اور "اَنْ" فعل پر داخل ہوتے ہیں۔ تا فعل بمعنیٰ مصدر باشد تاکہ فعل مصدر کے معنیٰ میں ہو جائے۔

[5] پنجم: حروف تحضیض، حروف غیر عاملہ کی پانچوی قسم حروف تحضیض ہے۔ تحضیض کا معنیٰ ہے ابھارنا، کسی کو کسی کام پر اُبھارنا۔ و آن چہار ست: اور وہ چار ہیں۔ اَلّا و ھَلّا و لولا و لوما۔ یہ چار حروف کسی کو کسی کا پر ابھارتے ہیں۔ مثلاً آپ کسی سے کہتے ہیں۔ "ھَلّا تضربُ زیدًا"۔ آپ زید کی پٹھائی کیوں نہیں کرتے۔ یہ حروف جب فعل مضارع پر داخل ہوتے ہیں تو ابھارنے کا کام کرتے ہیں۔

اور اگر فعل ماضی پر داخل ہو جائے تو پھر یہ ملامت کرنے کا فائدہ دیں گے۔ اور پھر انکو حروف تندیم کہتے ہیں۔ مثلاً "ھلّا ضربتَ زیدًا"۔ تو نے زید کی پٹھائی کیوں نہیں کی؟

[6] ششم : حروف توقع، حروف غیر عاملہ کی چھٹی قسم حروف توقع ہے۔ و آن قد است اور وہ قد ہے۔ قد جب ماضی پر داخل ہو تو تحقیق کا فائدہ دیتا ہے۔ مثلا "ضرب زیدٌ"۔ زید نے پٹھائی کی ۔ اسی پر جب "قد" لایا جائے تو "قد ضربَ زیدٌ" تحقیق زید نے پٹھائی کی ہے۔ یعنی یہ پکّی بات ہے کہ زید نے پٹھائی کی ہے۔ اور نیز یہ ماضی کو حال کے قریب کر دیتا ہے۔ مثلا "ضرب زیدٌ" نے صرف یہ بتایا کہ زید نے پٹھائی کی ۔ یا زید نے پٹھائی کی ۔ یہ نہیں بتایا کہ ماضی قریب میں کی ہے یا ماضی بعید میں۔ اور "قد ضربَ زیدٌ" کا معنیٰ ہے، زید نے ابھی پٹھائی کی ہے۔ خلاصہ یہ کہ جب "قد" ماضی پر داخل ہو جائے تو یہ تحقیق اور تقریب کا فائدہ دیتا ہے۔

جبکہ مضارع پر جب یہ "قد" داخل ہوتا ہے، تو کبھی یہ "تقلیل" کا فائدہ دیتا ہے اور کبھی تحقیق کا ۔ جیسا کہ "یضربُ زیدٌ" زید پٹھائی کرتا ہے۔ اور "قد یضربُ زیدٌ" کا معنیٰ ہے، زید کبھی کبھار پٹھائی کرتا ہے۔ یعنی ہمیشہ پٹھائی نہیں کرتا۔ تو قد نے تقلیل کا فائدہ دیا۔ اور اسکا ترجمہ "کبھی کبھار" کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور جب "قد"

تحقیق کے لئے ہو مثلاً " قد یضربُ زیدٌ" تحقیق زید پٹھائی کرتا ہے۔ اور زیادہ تر مضارع میں یہ تقلیل کا فائدہ دیتا ہے۔

یہ "قد" عموما وہاں استعمال ہوتا ہے کہ جہاں سُننے والے کو ایک خبر کی اُمید ہو۔ مثلاً اُس کو امید ہو کہ زید آتا ہے تو آپ کہتے ہیں۔ "قد یجئُ زیدٌ" کبھی کبھار زید آتا ہے۔

برائے تحقیق در ماضی یہ تحقیق کے لئے آتا ہے ماضی میں و برائے تقریب ماضی بحال، اور ماضی کو حال کے قریب کرنے کے لئے۔ و در مضارع برائے تقلیل، اور مضارع میں یہ تقلیل کے لئے ہوتا ہے۔

[7] ہفتم: حروف استفہام، حروف غیر عاملہ کی ساتھویں قسم حروف استفہام ہے۔ و آن سہ است: اور وہ تین ہیں۔ ما و ہمزہ و ھل "ما، ہمزہ اور ھل" ہیں۔ جیسا آپ کسی سے پوچھتے ہیں، مَا اِسْمُکَ: ہمزہ وصلی ہے۔ اور "اَ زیدٌ قائمٌ": کیا زید کھڑا ہے؟ اور ھل زیدٌ قائمٌ: کیا زید کھڑا ہے؟

علماء فرماتے ہیں کہ یہاں مصنفؒ سے تسامح ہوا۔ حروف استفہام صرف دو ہیں۔ " ہمزہ اور ھل"۔ اور یہ "ما" بھی استفہام کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن یہ حرف نہیں بلکہ اسم ہے۔

[8] ہشتم: حروف رَدَعْ، آٹھویں قسم حروف غیر عاملہ کی حروف ردع ہے۔ رَدْعٌ: ڈانٹنا و آن کلّا ست اور وہ کلّا ہے۔ بمعنی باز گردانیدن، منع کرنا۔کسی کو رد کرنا۔ مثلا کوئی آپ سے کہتا ہے، "زیدٌ یُبْغِضُکَ": زید آپ سے بغض رکھتا ہے۔ آپ کہتے ہیں "کلّا" یعنی ہرگز نہیں۔ و بمعنی حقّا نیز آمدہ است اور یہ "کلّا" حقّا کے معنیٰ میں بھی آیا ہے۔ اور حقّا کا معنیٰ ہے یقینا۔ چوں: "کلا سوف تعلمونَ"(التکاثر 3) یہاں "کلّا" حقّا کے معنیٰ میں ہے۔ یعنی "اِنَّ" کے معنیٰ میں ہے۔ جس طرح اِنّ کلام میں تاکید پیدا کرتا ہے اور "بے شک اور یقینا" کے معنیٰ میں آتا ہے۔ اسی طرح یہ "کلّا" بھی بے شک اور یقینا کے معنیٰ میں استعمال ہوتے ہیں۔ ترجمہ: یقینا عنقریب تم جان لو گے۔

[9] نُہم: تنوین، حروف غیر عاملہ کی نوّیں قسم تنوین ہے۔ تنوین نون ساکن کا نام ہے۔ جیسا کہ زیدُنْ: زیدٌ، اور یہ تنوین کلمہ کے آخری حرف کے حرکت کے تابع ہوتا ہے۔ اگر آخری حرف پر زبر ہے تو یہ زبر کے بعد آتا ہے، اور اگر آخری حرف پر زیر یا پیش ہے تو یہ زیر یا پیش کے بعد آئے گا۔ جیسا کہ زیدٌ، زیدًا اور زیدٍ۔ و آن پنج است:اور وہ تنوین پانچ قسم کی ہیں۔ [1] تمکن پہلی قسم تنوین تمکن ہے۔ تنوین تمکن وہ ہے جو اسم متمکن پر آتی ہے۔ یہ تنوین تمکن منصرف کو غیر منصرف سے جدا کرتی ہے۔ اس تنوین تمکن کا دوسرا نام تنوین صرف بھی ہے۔ یعنی یہ جس لفظ پر آ جائے تو یہ بتلاتا ہے کہ یہ منصرف ہے۔ جیسا کہ زیدٌ۔ چوں، زیدٌ جیسے زیدٌ۔

و [2] تنکیر اور تنوین کی دوسری قسم تنوین تنکیر ہے۔ اور یہ وہ تنوین ہے جو نکرہ پر آتا ہے۔ اور تنوین تنکیر صرف اسم فعل میں آتی ہے۔ یاد رکھو رجل نکرہ ہے۔ اور اسکا تنوین، تنوین تمکن ہے، تنوین تنکیر نہیں۔ اسمائے افعال میں سے بعض پر تنوین تنکیر آتا ہے۔ جب اُس کو تنوین کے ساتھ ادا کیا جائے تو وہ اسم نکرہ بن جاتا ہے۔ اور اگر اُسی اسم کو بغیر تنوین کے ادا کیا جائے تو یہ معرفة ہے۔ جیسا کہ کسی کو خاموش کرنے کے لئے عربی میں صَہْ کہتے ہے، تو یہ معرفة ہے۔ اور کبھی صَہٍ کہتے ہیں تو یہ صَہٍ جو کہ تنوین کے ساتھ آیا، تو یہ تنوین بتلا رہا ہے کہ یہ نکرہ ہے۔ صَہٍ: کبھی تو خاموش ہو جاؤ، صَہْ: ابھی خاموش ہو جاؤ۔ صَہْ میں وقت کا تعین ہے اور صہٍ میں وقت کا تعین نہیں۔ چوں: صَہٍ جیسے صَہٍ۔ ای اُسکُتْ سکوتا ما فی وقتٍ مّا ترجمہ لفظی: اُسکُتْ: تو خاموش ہو جا،سکوتا ما: کوئی خاموش ہونا، یہ مفعول مطلق ہے۔ فی وقت ما: کسی بھی وقت میں، یعنی تو کسی بھی وقت میں

خاموش ہو جا۔ اما صَہْ بغیر تنوین فمعناہ:باقی صَہْ جو بغیر تنوین کے ہے، اُس کا معنیٰ ہے۔ اُسْکتْ السُّکُوْتَ الآنَ، کہ تو ابھی خاموش ہو جا۔ لفظی ترجمہ: اُسکت: کہ تو خاموش ہو جا، السکوتَ: یہ مفعول مطلق ہے۔ الآنَ: ابھی

و[3] عوض اور تنوین کی تیسری قسم ہے تنوین عوض۔ چوں: یومئذٍ۔ جیسا کہ یومئذٍ۔ تنوین عوض اُسے کہتے ہے جو کسی دوسرے لفظ کے بدلے میں آئے۔ جیسا کہ یومئذٍ اصل میں یومَ اِذْ کانَ کذا۔ اِذْ کے بعد کانَ کذا جملہ تھا۔ اس جملے کو ختم کر دیا اور اس کے بدلے اِذْ کے نیچے تنوین آ گئی تو یومئذٍ بن گیا۔ یومئذٍ کا تنوین ہمیشہ کسرہ کی صورت میں آئیگا۔

اسی طرح کلُّ اور بعضُ ہمیشہ مضافٌ الیہ چاہتا ہے۔ کبھی کبھار اسی مضاف الیہ کو خذف کرتے ہیں اور اس کے بدلے تنوین لاتے ہیں، جیسا کہ کلٌّ اور بعضٌ۔ کلٌّ اصل میں تھا کلُّ واحدٍ۔ تو مضاف الیہ کو ختم کر کل پر تنوین آ گئی تو کلٌّ بنا۔ کلٌّ اور بعضٌ کا تنوین موقع کے مطابق آئیگا۔ یعنی کلٌّ، کلًّا اور کلٍّ اسی طرح بعضٌ، بعضًا، اور بعضٍ استعمال کر سکتے ہیں۔

و[4] مقابلہ اور تنوین کی چوتھی قسم ہے تنوین مقابلہ چوں: مسلماتٍ۔ جیسا کہ مسلماتٌ یا مسلماتٍ۔ تنوین مقابلہ وہ ہے جو جمع مؤنث سالم پر آئے۔ علماء فرماتے ہیں کہ مسلمونَ میں جو نون تھا اُسی کے مقابلے میں مسلمات کو نون تنوین دیا۔ جیسا کہ مسلمون میں واو جمع کی علامت تھی اور نون زائد تھا۔ مسلمات میں الف اور تا جمع کی علامت ہے، اور چونکہ یہاں نون نہیں تو مسلمات کو تنوین دیا گیا کیونکہ تنوین بھی نون ساکن کا نام ہے۔ تو مسلماتٌ یا مسلماتٍ بنا۔

و[5] ترنم اور تنوین کی پنچویں قسم ہے تنوین ترنم۔ کہ در آخر ابیات باشد جو اشعار کے آخر میں آتی ہے۔ تنوین ترنم وہ ہے جو اشعار کا وزن درست کرنے اور ترنم پیدا کرنے کے لئے لائی جاتی ہے۔ اور یہ اسم، فعل اور حرف سب کی آخر میں جڑتی ہے۔ جب نون آخر میں آتی ہے، تو نون کی وجہ سے غنّہ کیا جاتا ہے۔ غنّہ کی وجہ سے آواز ناک میں جاتی ہے۔ تو اس کے ذریعے آواز لمبی ہو جاتی ہے۔ اور اشعار میں ترنم پیدا ہو جاتا ہے۔

شعر: اَقِلِّی اللَّوْمَ عاذلَ والعِتابن وقولی ان اصبتُ لقد اصابن

العتابن میں تنوین ترنم ہے۔ اصل لفظ العتاب ہے۔ العتاب: ناراضگی، العتاب پر الف لام داخل ہے لیکن پھر بھی نون ترنم آیا۔ اصابن میں تنوین ترنم ہے۔ اصابَ یُصیبُ فعل ہے۔

ترجمہ: اَقلّی: امر کا صیغہ ہے واحد مؤنث حاضر کا، گردان میں اَمَدَّ یُمِدُّ سے امر اَمِدَّ ہے۔ اَمِدَّ امِدَّا اَمِدُّوا اَمِدِّی۔۔ تو اَقِلّی اور امدی ایک وزن پر ہے۔ شاعر اپنے معشوقہ سے کہتے ہے۔ اقلی: کہ تو تھوڑا کم کر دے، اللّوم: ملامت کو، عاذلَ: اصل میں تھا "یا عاذلۃُ"۔ عاذلۃٌ کا معنیٰ ہے ملامت کرنے والی، یا شاعر کی معشوقہ کا نام ہے۔ کبھی کبھی حرف ندا کو خذف کیا جاتا ہے اور منادیٰ کے آخر میں سے بھی ایک دو حرف خذف کئے جاتے ہیں۔ تو "یا عاذلَۃُ سے بنا عاذلَ۔ العتابن: غصہ اور ناراضگی، یعنی اے ملامت کرنے والی تو اپنے ملامت اور غصے اور ناراضگی کو تھوڑا کم کر دے۔]

و قولی : اور تو کہہ، قالَ سے امر قُل آتا ہے۔ قل، قولا، قولوا، قولی۔۔ امر کا صیغہ ہے واحد مؤنث کا۔ ان اصبتُ: اگر میں صحیح کام کرو۔ لقد اصابن: کہ تحقیق اس نے صحیح کام کیا ہے۔

وتنوین ترنم در اسم و فعل و حرف رود، اور تنوین ترنم اسم، فعل اور حرف میں آتی ہے۔ اما چہار اولین خاص است باسم، اور باقی تنوین کی جو پہلی چار قسمیں تھی وہ اسم کے ساتھ خاص ہیں۔

درس 56۔

[10] دہم: نون تاکید۔ حروف غیر عاملہ کی دسویں قسم نون تاکید ہے۔ اور یہ دو قسم پر ہیں۔ ایک کو نون ثقیلہ کہتے ہے اور ایک کو نون خفیفہ۔ ثقیلہ جسکی ادائیگی زبان پر دشوار ہو، اور خفیفہ کا معنیٰ ہے ہلکا ہونا۔یعنی جسکی ادائیگی زبان پر اسان ہے۔ نون ثقیلہ در اصل نونِ مشدَّد کا نام ہے۔ در آخر فعل مضارع جو فعل مضارع کے آخر میں آتا ہے۔ ثقیلہ و خفیفہ اور یہ نون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ ہوتا ہے۔ چوں: اِضرِبَنَّ نون ثقیلہ کی مثال و اضرِبَنْ اور نونِ خفیفہ کی مثال

[11] یاز دُہم: حروف زیادت، حروف غیر عاملہ کی گیارہویں قسم حروف زیادت ہے۔ یعنی وہ حروف جو زائد ہوتے ہیں۔ زائد حروف وہ ہیں کہ اگر اُن کو لائے یا نہ لائے معنیٰ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ صرف کلام میں حسن اور زور پیدا کرنے کے لئے اور کبھی کبھار شعر میں وزن برقرار رکھنے کے لئے اُنہیں بڑھایا جاتا ہے۔ و آن ہشت حرف ست: اور وہ آٹھ حرف ہیں۔ اِنْ و اَنْ و ما و لا و من و کاف و با و لام، بعض اوقات یہ حروف زائد ہوتے ہیں۔ چہار آخر در حروف جر یاد کردہ شد، آخری چار جو ہیں، انکو حروف جر میں ذکر کیا گیا۔

اور ان میں سے یہ چار "من، کاف، با اور لام" یہ اپنے معمول کو جر دیتا ہے۔ لیکن اپنے معنیٰ کا اثر نہیں دیتا۔ جیسا کہ زیدٌ لیسَ بعالِمٍ اور زیدٌ لیسَ عالما دونوں کا ایک معنیٰ ہے۔ حروف جارہ کے لئے ہمیشہ مُتَعَلَّق چاہیے، یہ کسی نہ کسی کے ساتھ ضرور مُتَعَلِّق ہوتے ہیں۔ لیکن جب یہ حروف جارہ زائد ہو تو پھر یہ کسی سے متعلق نہیں ہوتے۔ جیسا کہ زیدٌ لیسَ بعالِمٍ کی ترکیب۔ زیدٌ مرفوع لفظًا مبتدا، لیس فعل از افعال ناقصہ، اور اسکے اندر ہو ضمیر مرفوع محلاً جو کہ راجع ہے زید کو اسکا اسم، با جارہ زائدہ عالِمٍ مجرور لفظًا منصوب محلاً یہ خبر ہوئی لیس کے لئے، لیس فعل اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر لیسَ کی خبر، مبتدا اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو۔ نوٹ: جب لیس کی خبر پر با جرف جر داخل ہو جائے تو وہ زائد ہوتا ہے۔

[12] دوزدہم: حروف شرط، حروف غیر عاملہ کی دوسری قسم حروف شرط ہیں۔ و آن دو است: اور یہ دو ہیں۔ امّا و لو، ایک امّا ہے اور ایک لو ہے۔ امّا برائے تفسیر امّا تفسیر کے لئے آتا ہے۔ ایک بات اِجمالا ذکر کر دی جائے اُس میں تفصیل نہیں ہوتی پھر امّا تفصیل اور تفسیر بیان کرنے لئے آتا ہے۔ و فا در جوابَش لازم باشد، اور "فا" اِسکے جواب میں لازم ہوتی ہے۔ یہ امّا متضمن ہے معنیٰ شرط کو۔ یعنی اسمیں شرط والا معنیٰ پایا جاتا ہے۔اور شرط کی جزا پر "فا" داخل کرتے ہیں۔ جیسا کہ یہاں "فامّا الذین شقوا ففی النار" تو دیکھو ففی النار میں "فا" آگئی۔ اور اسی طرح "و امّا الذین سعدوا" میں امّا آئی تو آگے "ففی الجنة" میں "فا" آ گئ۔ کقولہ تعالیٰ: جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ فمنهم شقیّ و سعیدٌ، فامّا الذین شقوا ففی النار، و اما الذین سُعدوا ففی الجنّة0(ہود: 105 تا 108) لفظی ترجمہ: فمنهم شقیٌّ و سعیدٌ بعض اُن میں سے بدخت ہیں اور بعض اُن میں سے نیک بخت ہیں۔(اب یہاں تفسیر نہیں کہ بدبخت کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اور نیک بخت کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ تو آگے امّا کے ذریعے اُس کی تفصیل بیان کردی کہ بدبخت جہنم میں جائیں گے اور نیک بخت جنت میں جائیں گے۔) فامّا الذینَ شقوا تو

وہ لوگ جو بدبخت ہیں **ففی النار** پس وہ جہنم میں ہوں گے۔ **و امّا الذین سُعِدوا** اور باقی وہ لوگ جو نیک بخت ہیں **ففی الجنۃِ** تو وہ جنت میں ہوں گے۔ تو دیکھو امّا کے ذریعے تفسیر بیان کی گئی۔

و لو برائے انتفائے ثانی بسبب انتفائے اول اور "لو" آتا ہے انتفائے ثانی کے لئے بوجہ انتفائے اوّل کے۔ کیونکہ اوّل منتفی ہوتا ہے انتفا کا معنیٰ ہے نفی کرنا یعنی نہ ہونا۔ مثلاً "لو جئتنی لاکرمتُک" اگر آپ میرے پاس آئے ہوتے تو میں آپ کا اکرام کرتا۔ "لو" یہاں دو جملوں پر داخل ہے۔ لو انتفائے ثانی کے لئے آتا ہے بسبب انتفائے اوّل کے ۔ یعنی ثانی نہیں پایا گیا کیونکہ اوّل نہیں پایا گیا۔ یہاں "لاکرمتُکَ منتفی ہے یعنی میں نے آپ کا اکرام نہیں کیا۔ اور یہ اکرام کیوں نہیں کیا، کیونکہ پہلا "جئتنی" منتفی ہے۔ یعنی آپ آئے نہیں۔ چوں: "لو کان فیھما اٰلھۃٌ الّا اللّٰہُ لفسدتا0(الانبیاء 22) لفظی ترجمہ: **لو کان** اگر ہوتے **فیھما** اس آسمان اور زمین میں **اٰلھۃٌ** اور معبود **الّا اللّٰہُ** علاوہ اللہ کے **لفسدتا** تو یہ دونوں فاسد ہو جاتے۔ یعنی ان کا نظام خراب ہوجاتا۔ اور زمین اور آسمان کا نظام خراب نہیں کیونکہ یہاں پر اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں۔ تو ثانی منتفی ہے کیونکہ اوّل منتفی ہے۔

[13] سیزدَہُم: لولا، حروف غیر عاملہ کی تیرواں قسم "لو لا" ہے۔ یہ وہی "لو" ہے لیکن اسکے ساتھ "لا" استعمال کیا گیا ہے۔ و اُو موضوعست اور یہ "لو لا" وضع کیا گیا ہے برائے انتفائے ثانی کہ ثانی منتفی ہے۔ بسبب وجود اول، اوّل کے وجود کی وجہ سے۔ یعنی ثانی منتفی ہے کیونکہ اوّل موجود ہے۔ چوں: لولا علیٌّ لھلک عمرُ، اگر حضرت علیؓ نہ ہوتے تو حضرت عمرؓ ہلاک ہو جاتے۔ لیکن ہلاکت عمرؓ منتفی ہے، بوجہ وجود علیؓ کے۔

[14] چہاردَہُم: لام مفتوحہ برائے تاکید، حروف غیر عاملہ کی چودہواں قسم لام مفتوحہ برائے تاکید ہے۔ یہ لام مبتدا پر داخل ہوتا ہے تاکید کے لئے، اسی طرح فعل مضارع پر بھی تاکید کے لئے آتا ہے۔عام طور پر لِزیدٍ ہوتا ہے۔ اور وہ لام جارہ ہوتا ہے۔ اور یہ لام مفتوحہ جارہ نہیں۔ چوں: لَزیدٌ افضلُ من عمرٍو، یہ زیدٌ مبتدا ہے۔ اور افضلُ من عمرٍو یہ خبر ہے۔ اور مبتدا پر یہ لام تاکید کے لئے ہے۔ اور کلام میں زور پیدا کرتا ہے۔ ترجمہ: زید البتہ افضل ہے عمرو کے مقابلے میں۔

[15] پانزدہم: ما بمعنی ما دامَ حروف غیر عاملہ کی پندرہواں قسم وہ "ما" ہے جو "ما دام" کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔ چوں: اقومُ ما جلسَ الامیرُ، میں کھڑا رہوں گا، جب تک امیر بیٹھا ہے۔ یہ "ما" ما دام کے معنیٰ میں ہے۔ اور ما دام کا معنیٰ ہے "جب تک"۔ اور یہ "ما" دو فعلوں کے درمیان میں آتا ہے۔ ما قبل میں اقومُ کا فعل ہے اور ما بعد میں جلس کا فعل ہے۔

[16] شانزدہم: حروف عطف، حروف غیر عاملہ کی سولہواں قسم حروف عطف ہیں۔ وآن دہ است: اور وہ دس ہیں۔ واو و فا و ثمّ و حتی و اِمّا و اَو و اَم و لا و بل و لکن۔ عطف کی تفصیل عطف بحرف میں گزر گئی ہے۔ حروف عطف سے جو پہلے آئے اُسے معطوفٌ علیہ کہتے ہیں۔ اور جو بعد میں آئے اُسے معطوف کہتے ہیں۔ اور یہ دونوں مقصود بالنسبت ہوتے ہیں۔

تمت بالخیر